

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228929

UNIVERSAL
LIBRARY

وَمُتَّفِقٌ كُلٌّ عَلَى اللَّهِ فَحَسْبُهُ

بعونه تعالى حل شد و عم نواله کتاب یاب نسخه الاجواب

جسری کرد

مختصر فصاحت
مصنفه در حکیم شفیق علی خان مدرس فارسی

ماه است ۱۸۸۶

با اهتمام لاله چرخ لال صاحبک مطبع و ستانی خزان

دستچین محب هدیه و اقامه و اقامه

ویاجہ

احمد اُس مشہور شاہ عالم کو جس نے ہزار ہا عالم کو لفظ کن سے عالم شہود میں غلام کر لیا اور نعت
 جناب سرور کائنات کو سنراوا رہے کہ چراغِ ہدایت کا گم گشت گمان راہِ ضلالت کے واسطے روشن کیا
 اور شمعِ راہِ نمائی کی سالکان راہِ توحید سکے لئے نورانی کی۔ اور رحمتِ درود کی حضرت کی
 اولاد اور اصحاب کبار پر پہنچے۔ اسکے بعد سپاس اور شکریہ اس امر کا عام رعایا اور تمام
 برائیا خصوصاً رعایا اور مخلوقات ساکن ریاستِ پٹیالہ پر لازم و واجب ہے کہ مہاراجہ صاحب
 دوامِ حشمِ مہم و اقبالِ ہم ذی شعور عدالت گتر اشاعتِ علوم کے شائقِ قدر دان علم اور اہل علم
 ہیں۔ سر سید نور اور کے والدِ ماجد مہاراجہ ہندرسنگہ بہادر سرگجاشی کے عہدِ دولتِ مہر
 میں سررشتہ تعلیم نے وہ فروغ پایا کہ ہندو کالج و مدارس قصباتی و دیہاتی قائم ہوئے۔
 ارکانِ دولت بھی ایسے روشِ نصیر اور قدر دان علم و مہتر ہیں کہ اُس زمانہ سے آج تک برابر
 ترقی و اشاعتِ علوم کی غرض سے اہلِ تالیف و تصنیف کی قدر دانی ہوتی ہے۔ اس کثرین
 سبب یہ قدر دانی منشا ہذا العین دیکھی تو خیال کیا کہ آج کل طلباء و نشی عالم و نشی فاضل کو موقع
 امتحان پر دقت پڑتی ہے اس واسطے میں نے چاہا کہ کتابِ شرحِ بدرجہجہ کی مختصر جس میں تمام
 اشعارِ مشکل کی تشریح ہو اور طوالت و درازی کلام بھی نہ ہو اور عین موقع امتحان پر
 طلباء آسانی و سہولت سے دیکھ کر کامیاب ہو جائیں زبانِ اردو میں جو مطبوع اور سنہ
 ہر انسان کی ہے لکھی جاوے اور اشعارِ آسان اور بدیہتہ المطالب کو اگر لکھا تو طویل ہو جائے
 جیسا کہ شرحِ عثمان خانی کے گیارہ سو سفحوں کے قریب ہے طالبِ علم کو اسکے مضامین یاد

کرنے میں دو سال صرف ہو جائیں اور کتابیں تو درکنار یہیں اسی واسطے اشعار ہل اور
 ارمان کو چھوڑ دیا اور دشوار و حل طلب کو حل کیا۔ یہ نگہا ہے معانی نیاز مند نے گلشن کلام
 اساتذہ سے جمع کئے ہیں۔ اگر اسکے گہاے معنی میں اعتراض رنگ و بو کا کیا جاویگا تو
 حقیقت میں مجھ پر اعتراض ہوگا بلکہ اساتذہ یہ ہوگا مصرع بر سوالاں بارغ باشد و بس
 اگر کوئی شخص بموجب اسکے من صفت استہدوت یعنی جس نے کچھ تصنیف کیا نشانہ لامرت کا
 بنا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جبار عجم کی کہنہ کی اصلاحات کو لائحہ کرے اس سے ہی میں نے
 اصطلاحیں لکھی ہیں اس لئے بخوبی صحت ہو جائیگی۔ اور شہ روح ثقات ملاحظہ کریں۔ اگر
 شہ روح سے میرا ترجمہ اور معنی صحیح ہوں تو صحیح ہیں ورنہ بموجب اسکے الانسان مرکب
 من الخطا والنسینان معذور رکھیں فقط زیادہ پس باقی ہوس + ۱۳۵۱ سن طبع ان

الشرق

شفیق علی خاں - مدرس فارسی پٹیالہ کالج

مختصر شرح قصائد بدیع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ حمد و نعت کے بیان اور مدح و مدوح کی طرف گریز

حمد آل سلطان عالم را کہ عالم پر و راست
افس اور در راہ ایمان انس و جان را رہبر است

لفظ حمد صرف خدا کی تعریف اور سراہنے کے لئے آتا ہے۔ اور جان فون کی تشدید سے البوالحسن کا نام ہے جو جن و پریوں کا باپ تھا اور مجازاً قسم جنات کو کہتے ہیں + عالم بالکسر لام بمعنی دانا اور چلنے والا۔ اور بالفتح لام مخلوقات کو کہتے ہیں + افس بالضم بمعنی محبت اور انس بالکسر بمعنی انسان خلاصہ یہ ہے کہ حمد و تعریف اُس خداوند کے لئے سراوار ہے جو مخلوقات کا پالنے والا ہے اور ان کی محبت انسان و جنات کے واسطے ایمان کے طریقہ میں رہبر ہے *

عالم ایجاد را در نظام کائنات
اہتمام نہ عرض در عہدہ یک جوہر است

ایجاد بمعنی وجود میں لانا اور پیدا کرنا، نظام بمعنی درستی کرنا اور یہ دنا + کائنات بمعنی مخلوقات + اہتمام کسی کام پر بہت کرنا اور غنکاری کرنا + عرض - بالفتح عین والرا سے - اُس چیز کو کہتے ہیں جو قائم بالغیر ہو یعنی ایک چیز خود دوسری پر قائم ہو جیسا کہ رنگ کپڑے پر۔ جو ہر وہ چیز جو قائم بالذات ہو جیسا کہ کپڑا لیکن یہاں تو عرض افلاک سے مراد ہے اور جو ہر مراد عقل ال سے ہے جسکو عقل فعال بھی کہتے ہیں۔ اور نوا انسانوں کو عرض اسواقطے کہا کہ افلاک کی محبت

مخلج حرکت کی ہے اور اس کا محرک وہی عقل خال ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا انتظام مخلوقات کے یہ کرتے ہیں کہ نوع عرض کا بند و بست ایک جوہر میں کر دیا ہے اور نوع عرض یہ ہیں۔ کم سمبئی چند یعنی کتنی اور کتنی قدر۔ کیفیت بمعنی چگونگی۔ ایس بمعنی کجا و مکان۔ یعنی بمعنی زمانہ جسے اردو میں کب کہتے ہیں۔ مسکنات بمعنی اسقامت و نسبت۔ وضع مثلاً کھڑا ہونا بیٹھنا۔ فعل کی کیفیت کرنے اور ہونے کی فاعل میں ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ تجار یا بڑھئی جو کڑی میں فعل لکڑی چیرنے کا ظاہر کرتا ہے اور لکڑی جس نے فعل قبول کیا تو منفعل ہوئی۔ یا ٹھوٹیں ختم ہو گئی۔ نہم لکٹ جیسا کہ برقع پوش وغیرہ کو سورت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے یہ معنی ہونے کہ انتظام تمام موجودات اور کوشش و ترتیب نوع عرض کی ایک جوہر عقل فعال میں پائی جاتی ہے۔ تیسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ نوع عرض تمام موجودات کے مراد ہے اور جوہر کنایہ امر اتقی یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم جو جوہر ہے اس سے تمام مخلوقات اور موجودات پیدا ہوئی ہے +

درسیا ستگاہ قہر ش بر فضا مے کائنات قطب را دالم جنازہ بر سر د خضر است

قطب بالضم قاف بمعنی سالار و سردار اور لوہے کی میخ کو کہتے ہیں جسکے گرد چکی پھرتی ہے اور ستارہ کا نام ہے جو فراقدان کے نزدیک ہے اور فلک کا مدار اسی پر ہے۔ اور صوفیوں کی اصطلاح میں قطب و نمونہ ولی اللہ کو کہتے ہیں جو سردار اور سرگروہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے۔ اور باعتبار علم سبیت کے قطب دو ہیں۔ قطب شمالی و قطب جنوبی۔ بنات النعش بھی دو ہیں ایک تو صغریٰ جس کی شکل و صورت سات ستاروں کی ہے جو فراق دین سے متصل ہے۔ دوسرے کبریٰ یہ بھی سات ستارے ہیں جنکی شکل کشتی نوح کی ہے۔ چونکہ قطب ثباتات میں سے ہے اس واسطے شاعر نے اسے مُردہ سے تشبیہ دی۔ اور بنات النعش تین ستارہ ہیں جنکو شعراء نے نمونہ باندھا ہے۔ سات ستاروں میں سے باقی چار ستارے مشابہ نعش کئے ہیں اور مُردہ ہر پر ہوا ہی کرتا ہے۔ اور چونکہ بنات النعش قطب شمالی کے قریب واقع ہے اسلئے جنازہ قطب کہا۔ خلاصہ یہ ہے باوجودیکہ جنازہ اٹھانا مردوں کا قاعدہ ہے مگر خداوند تعالیٰ کی حکمرانی اور سیاستگاہ کی طرف نظر کر کہ قطب جو ولی اللہ اور صوفی صفت ہے اسکا جنازہ

نیموں دختروں کے سر پر ہے۔ اس واقعہ سے جو ہر روز آسمان پر دیکھا جاتا ہے قمر النبیؐ ہر رات

تا دین نیلی قفس طاؤس شب پیامے را
شلخ جدیش آشیان کرگس زریں پرست

جدی، بزغالہ یعنی پہاڑی بھڑی کا بچہ اور نام برج کا۔ اور ضمیر شین نیلی قفس یعنی آسمان کی طرف راجع ہے۔ کرگس زریں بر مراد لٹہ طائر سے ہے کہ ہر دو شلخ جدی پر واقع ہے۔ اور نیلی قفس سے مراد آسمان ہے۔ اور طاؤس شب پیامہ یا مہ ماہ یا مہتاب یا شمس باعتبار ستاروں کے۔ یعنی چونکہ کہ آسمان قفس نیلوں ماہ کا ہے شلخ جدی میں لٹہ طائر اپنا آشیانہ بناتا ہے + یہ اشعار قطعہ ہیں اور خبر و نتیجہ شعر آئندہ ثالث میں نکلتا ہے جنکی سنی ظاہر ہیں +

بر دل کہ نشد تشنہ دریا سے وصال
سنگیست کہ در شعلہ ناری سفر افتد

تشنہ پیاسا مراد مشتاق اور تشنہ کی روایت سے وصال کو دریا قرار دیا اور دل بے الفت کو پتھر ٹھہرایا۔ ناری سفر یعنی آگ دوزخ کی بموجب اس آیت قرآنی کے فَالْقَوُّمُ النَّارُ لَعْنَةُ قَوْمٍ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ والحجارة یعنی اُس آگ سے جو جسکے واسطے آدمی اور پتھر بجائے جھیلوں کے ہیں یعنی ظاہر ہیں

کام و لب شیرین خود اے دوست کن تلخ
آندم کہ ترا در قدرج سے نظر افتد

یعنی اے دوست جو وقت کہ تو شراب دیکھے اپنے لبوں کو جو کہ بذات خود شیریں ہیں تلخ مگر یعنی اُسکے پینے سے تلخی حاصل نہ کر +

زراں زلف پریشاں مشوا انجم صفت از ہر
کاں زلف نہ شامیست کہ اگر دوسر افتد

یعنی قبیلہ کہ ستارے آفتاب کے سامنے سے پریشان اور گم ہو جاتے ہیں ایسا تو اُس زلف پریشان نہوا سوا سہلے کہ اُس زلف کے لئے ایک شام ہے کہ محبت سحر کے ہے یا کہ اُس زلف کی ایسی شام ہی ہے کہ صبح کے گرداگرد پہنچتی ہے۔ شام کتا یا سہرہ سے ہے۔ صبح مراد چہرہ سے ہے اور نہ استفہام اقرار ہی ہے کیا شام نہیں اے شام ضرور ہے +

ور باد برد بوسے بخارشش بر کوہ
دامن بر کید زیر میانشش کمر افتد

مصرعہ اول میں ضمیر تین جگہ کی طرف پھرتی ہے۔ یعنی ہوا اگر شراب دانہ کی بو کو میاڑ پر لیجائے تو میاڑ ایسا بے خود ہو کر گر پڑے کہ دامن تو سر پر آجائے اور بر اسکا دامن میں آجائے۔ اور کمر بند اسکی کمر سے گھٹکر دور چل پڑے +

بر گیر یکے را بدو چار یکے کن
کر نہ نودش جانب دو چل گزر افتد

اس شعر میں شاعر نے صنعت سیاقۃ الاعداد استعمال کی ہے۔ اس طور پر کہ بحساب ابجد یکے کے اعداد چالیس ہیں جس سے (م) لفظ اور دو کے دہلیزدہ ہوتے ہیں بجائے اس کے (سی) لی۔ تو نے ہو گیا۔ اور لفظ چار سے جا حاصل ہوتا ہے اور پھر یکے سے چالیس عدد حاصل ہوئے اسکی نگاہ (م) لیا پس جاتم ہو گیا۔ یعنی تے کو جام میں ڈال + اب مصرعہ ثانی کے اعداد لئے۔ نہ کچھ پڑے اس طرح کہ نوٹن کے پچاس ہ سکے پانچ اور پچپن لفظ اعداد پنجہ کے ہوتے ہیں۔ اور لفظ نو د کے ساٹھ ہوتے ہیں اور ساٹھ ہی پنجہ کے ہوتے ہیں اور پنجہ مخفف پنجہ یعنی پچاس کا ہے اور پچاس نوٹن کے ہوتے ہیں۔ اور نوٹن مچھلی کو کہتے ہیں اور مچھلی سے مراد نگشت لیا۔ اور دو چل سے مراد دو لب ہیں اس طرح سے لام کے تیس اور ب کے دو ہیں اور خود لفظ دو کے دس ہیں۔ پس لفظ دو لبہا کے دو چل ہوئے۔ یا اس طور سے یوین لام کے تیس ب کے دو اور لفظ دو کے دس ہوئے تو کل میزان بالیس ہوئے یا اس طور سے کہ لام کے تیس یعنی سی پس سین کے ساٹھ اور سی کے دس تو مجموعہ ستر ہوا اور لفظ دو کے دس ہوئے تو اسی سو سے اتنی ہو گئے جسکے معنی دو چل کے ہیں +

قصیدہ مناجات باری تعالیٰ کی رگاہ میں وراہی بیتابی اس کے غم میں اور
تعریف عشق حقیقی اور جو عشق مجازی اور گریز مدح مدوح کی طرف

اے باد تو روح روح واسے نام تو جان جاں
در کنبہ جلال تو عقل و دل و جاں چیراں

اسے حرفِ نما مینا اسے باری تعالیٰ - روحِ راحت و آسائش و روحِ معنی جان یعنی اے باتِ تیرا
تیرا یادگاری جان کے واسطے راحت و آسائش ہے - امد تیری حقیقت بزرگی میں دل و
جان نقلِ خیران ہے +

سرمست و صالبت را ہرگز نبود صحوے
مجرور و فراق را ہرگز نبود درماں

صحو یعنی ہوشیاری - معنی شعرِ ناہر +

در بحرِ محنت خواصلِ لالائے دو چشمِ ماست
صدرِ لولوے ترانیک بر پشتِ زرش غلطاں

لالا یعنی مخدوم و بندہ و خادم و غیر متلک - یہاں مراد مردِ کامیاب و لولوے سے مراد معنی گوہر آبارِ ملامت
اشک - و پشتِ زرماد نصار ضمیرِ بینِ لالائی طرفِ پھرتی ہے یعنی تیرے دریا سے غم میں میری
مردک چشمِ ایسے غوطے لکھائی والی ہے کہ سینکڑوں اشک و نہاںوں پر رواں ہیں +

دوشینہ مرا از عرشِ لیلیٰ نالہ ہے آمد
کاسے بدرِ جگر خستہ و اسے تیرہ دلِ ناداں
بر خوانِ کسے تاجے ناخواندہ رویِ جوں خور
بر خوانِ ابھی شو یک نیم شبے مہاں

تیرہ یعنی آفتاب - ناخواندہ روی یعنی تو بن بلا ہے اور ناخواندہ رنگین کئے معنی ذلیل و خوار
ہونا - معنی اشعار کے ظاہر ہیں +

در زلفِ بتاں کم شو آشفته کہ میسر از مد
سدر زیرِ دو ہندوئے از طرفِ مہ آویزاں

سدر یعنی اونٹن اور سرنگوں یا سر آئندہ - طرف یعنی کنارہ - مد مراد چہرہ - دو ہندو مراد
ہر دو زلف سے ہے یعنی اسے بدرِ محبوبوں کی زلفوں کے عشق میں پریشان نہو - کسوا سے لکھ کر وہ
معشوق دونوں زلفوں کو چہرہ پر سرنگوں دیکھتے ہیں - اسی طرح تجھ کو ہر سرنگوں کیلئے

آراں پستہ مہجاں و ش در شورِ مشغو کاقتہ

مرجان ترا صد غم از دیدن آں مر جان

مرجان ایک جوہر سرخ آسکا ترجمہ لکھتا ہے۔ پستہ مر جان وشن مراد لب و دہن شور یعنی نالہ و افغان و نغم۔ و مر جان مصرعہ ثانی لفظ مرکب ہے لفظ مرکبہ تخصیص و لفظ جان سے یعنی لے مخاطب عشق لب معشوق سے شور و افغان نہ کر۔ کہ خوبی فانی جو کہ اسمیں ہے خاص تیری جان کو بہت غم لگا دیگی +

چوں گنجی عمر تو ز آں پستہ شیرین است
چوں پستہ گمن خود را در آتش غم بریاں

گنجی عمر گو یا سنج و تکلیف۔ پستہ شیریں مراد لب و دہن معشوق۔ اہل ولایت کا دستور ہے کہ پستہ کو بریاں اور نمک سود کر کے کھاتے ہیں یعنی تجھ کو رنج و مصیبت کی بسبب لبوں معشوق کے ہے پس اُنکو فانی جانکو آپ کو آتش غم پر کباب نہ کر اور اسکا عشق دور کر +

آں چشم در آں ابرو ز آںست کہ تا مینی
محراب سیمہ گشتہ از دو دہل ستاں

محراب وہ طاق جو مسجد کے اندر قبلہ کی طرف ہو۔ محراب صیغہ الی یعنی آلہ حرب شیطان کا۔ طاق مسجد شیطان کے واسطے آلہ حرب ہے۔ ستاں مراد چشمیں۔ محراب کنایہ ابرو یعنی معشوق سے سوائے رنج اور مصیبت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ ابروؤں کے درمیان چشم کا ہونا اس سبب ہے کہ اسکو ایک محراب دیکھ کہ دو دہل ستاں سے سیاہ ہو گئی ہے پس تو بھی اپنا ستر نقصان دیکھ کر آپ کو آتش میں نہ ڈال +

چو گان ہر دوز فاش را یک گوے در آں چاہے
تا یوسف دلہا را ز آں چاہ کند زنداں

گوے بمعنی گیند یہاں مراد زرخدان سے ہے۔ چاہ مراد چاہ زرخدان سے ہے یعنی معشوق کی چوگان ہر دوز فاش کے واسطے زرخدان کی ایک گیند ہے اور وہ ایک کنواں یا چاہ ہے تاکہ یوسف دلوں کو اُس میں قید کیا جائے +

لے بدر برداں چو گان خود را بچاہ مہنگن

بے حال کمین خود را در حالگہ ایماں

حالگہ بمعنی میاں بمعنی شعر ظاہر +

تاکاسہ سیمین ہست مہ بر طبق دینا
تأطشت عقیقین است خور بر سر این نہ خواں
از مائدہ داراں باد در مجلس او فقور
وز حلقہ بگوشاں باد بر درگہ او خاقاں

تاکاسہ سیمین - مراد خود مر سے ہے۔ طشت عقیقین نور یعنی خود آفتاب - مائدہ دار بمعنی خادمہ کا
و خال طعام - فقور شاہ چین کا خطاب ہے۔ اور خاقاں بادشاہ ترکستان کا - معنی اشعار ظاہر ہیں

قصیدہ معشوق حقیقی کے اوصاف اسکی طرف توجہ اور اپنے تئیں نصیحت
کرنا اور معشوقان مجازی کی مذمت اور مہجہ صوح کی طرف گریز

مرغان الہی را با زرقہ روحانی
در دام کجا آرد نفس از پے انجیری

زرقہ بالضم آب و دانہ جو پند گان اپنے گلو سے نکال کر بچے کے منہ میں دیتے ہیں۔ اس کو
ہندی میں جوگا کہتے ہیں۔ زرقہ روحانی مراد کیفیات عالم عرفان - دام مراد تعلقات دنیا
نفس مراد نفس امارہ سے ہے۔ انجیر مراد لذت دنیا یعنی دنیا دار لذت جسمانی سے دافن
میں گرفتار ہیں۔ اور طالبان خدا کا باوجود لذت روحانی اور عزت قلبی کے کہ عرفان الہی
سے مراد ہے دام نفس اور لذت دنیا میں گرفتار نہیں ہوتے +

چوں مردکب چشمش بینی تو بدایں اورا
در صورت آہوے دو جادوے کشمیری

ضمیر شین اور او کی معشوق مجازی کی طرف پھرتی ہے۔ آہو مراد چشم و جادو بمعنی جادو
کشمیر میں جادوگر بہت ہوتے ہیں و جادوگر کشمیر مراد ہر دو مردکب چشم معشوق اور نہننا
یہاں کشمیر کنایہ چہرہ سے ہے یعنی چونکہ وہ معشوق ایسا براہے کہ صورت میں تو آہو ہے اور

جادوگران کشتیہ کو زیر اور لپٹ کرتا ہے پس بہت ہی جڑا ہے قابلِ لپٹگی کے نہیں ہے

از عقل بدر شد بدر با فعل گزشت از اسم
آ یافت ز حرف عشق سرایہ تحریری

بدر اول بمعنی بیرون و بدر ثانی تخلص شاعر کا ہے اور اسم مراد ناموری اور عزت و مشہرت +
تحریری میں یاے تحتانی زائد ہے اور تحریر بمعنی آزادی یعنی اسوقت سے کہ سبب عشق تھنی
کے میں نے سرایہ آزادی حاصل کیا ہے عقل ظاہری سے کہ دام قدم انسان کا ہے باہر ہو گیا
ہوں بسبب نامناسبِ فاعل کے کہ ظاہر آزادی اور بے ننگی اور کوچہ گردی و صحرانوردی کے
نام و ناموس شہرت و عزت سے باہر ہو گیا ہوں +

رو شاہِ قدسی جو از گلشنِ روحانی
کورا نبود برود گلگونہ تزویری

شاہِ قدسی مراد معشوق حقیقی سے ہے گلشنِ روحانی مراد عالمِ عرفان۔ گلگونہ ایک قسم کا رنگ
ہوتا ہے مرکبِ سفیدہ سیندور اور روغنِ یاسمین سے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسے دل جا اور طالب
خدا کا ہو کیونکہ وہاں کچھ آمیزشِ حیلہ و مکر کی نہیں ہے +

الفاظِ ورا گوئی عقدِ شکر آلودہ
رو سحرِ حلالش خواں در صورتِ تذکیری

الفاظِ بدر کے یا الفاظِ نقشِ خیال کو سلسلہ شکر آلودہ کہنا چاہئے۔ اور مخاطب سے کہو کہ جاؤں
الفاظ کے سحرِ حلال کو صورتِ وعظ اور نصیحت میں نمبر پر چڑھ کر چڑھ +

گوہر بہ نثارِ آرد و دُرِ ہا ہمہ بار آرد
تا نقشِ خیالِ معِ زو یافتہ تحریری

فاعل آرد کا بدر ہے یعنی چونکہ بدر مدتِ دراز سے خیالِ معِ بادشاہ کا کرتا تھا لیکن اس کے ہاتھ سے
سراجام و اختتام کو نہ پہنچتے تھے اب خدا کے فضل سے وہ خیالِ معِ کا بدر کے ہاتھوں لکھنے میں آیا
پس اس راحت کے سبب بدر گوہر نثار کرے کو اس نقشِ خیالِ پر مدح کے واسطے لاتا ہے
اور موصیوں کا مینہ برساتا ہے +

قصیدہ اپنے فخر اور کثرتِ فضائل اور دربارہٴ رفعتِ حال کے لکھتا ہے

ہندوی کیواں بن نضر وخت شادی را از آگہ
مشرقی نہاد نقد را بجی دربار من

کیواں نام ستارہٴ زحل کا ہے کہ بادشاہ ملک ہند اور محسن اکبر ہے۔ اور مشرقی نام اُس ستارہ کا ہے جو کہ قاضی فلک اور سعد اکبر ہے اور لغوی معنی خریدار کے ہیں۔ نقد را بجی مراد عشرت ہے۔ ہنوی کہتے ہیں کہ کیواں ستارہٴ جبکو ہندی میں نیچو کہتے ہیں دوسرے اور بارہوی خانہ میں صاحب طالع کو دولت دیتا ہے یعنی مشرقی کہ جس کا کام بھی ہمیشہ دولت سانی کا تھا جب اُس نے نقدی عیش و عشرت کی میرے قبضہ میں نہ دے پس زحل مجھ کو کب دولت دینے لگا تھا +

پیش از آن کیں بیضہ زریں قد بر طشت زر
در خروش آید فخر و س از نالہ ہائے زار من

بیضہ زریں مراد آفتاب۔ طشت زر مراد فلک باعتبار صبح کی روشنی کے یعنی آفتاب نکلنے سے پہلے ہی میں جو یاد آتی میں نالہ و فخر ادا کرتا ہوں تو مرغانِ سحری میرے شور و فغاں غل جھانے لگتے ہیں +

ہر سحر مانند شمع از اندکی عمر خویش
صبح را در خندہ آرد گریہ بسیار من

عمر نام ایک مدت کا ہے جو سب اس قول کے۔ اسم المدة التي عمارة البدن بالحیوة یعنی جیسا کہ شمع کا رونا اپنی فتوری سی عمر پر صبح کو نہتا ہے اسی طرح میرا بہت ساروفا پینا صبح کے وقت سحر کو مجھ پر نہتا ہے کس واسطے کہ صبح کہتی ہے کہ میں ایسی ذرا سی عمر کو شادی و خوشی میں گزارتی ہوں تو اسقدر اپنی عمر کثیرہ کو رنج و تعب میں بسر کرتا ہے پس میرے اسی حال کو دیکھ کر ہنسنے لاتی ہے +

بچھو آہ سرد صبح و گرہیلے گرم شمع

آتش اندر خود زند دودِ دل افکارِ من

آہ سرد جو کہ حالتِ حسرت و مصیبت میں ہوتی ہے۔ اور صبح میں بھی آہ سرد یعنی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ہوتی ہے۔ گریہ گرم شمع میں ظاہر ہے۔ یعنی جیسا کہ آہ سرد اور گریہ گرم شمع کی ہر دو میں آگ لگا دیتی ہے ایسا ہی میری آہ اور گریہ گرم مجھ کو جلاتی ہے اور فنا کرتی ہے۔ صبح کا آہ سرد کھینچنا اس باعث سے ہے کہ وہ اپنے تئیں قریب الزوال سمجھتی ہے +

باہمہ مہر یکہ دارد صبح خنجر میکشد
تا چہ بازی با کند این بد گہر در کارِ من

خنجر کشی صبح کی یا تو باعتبار خطہ شاعری یا باعتبار صبح کا زب کے خط سفید کی۔ بازی کے معنی کمر بستہ تاکہ معنی دیکھئی۔ یعنی صبح با جو دیکھ میری دوست ہے میرے اوپر خنجر کھینچتی ہے پس جس صبح میں دوستوں کے ساتھ ایسا ہوئے دیکھا چاہئے یہ بد گہر آسمان جو کہ میرا دشمن جانی ہے کیا کیا مصیبتیں اور آفتیں مجھ پر بارے گا +

گو سپر گیر آفتاب و گو عطار د تیر شو
سر نخواہ یافت این قد کمال آثارِ من

یعنی اے خطاب کو اکب سے کہہ دو کہ مجھ سے مستعد جنگ کے رہیں لیکن میرا قد غنیدہ تمہاری جنگ سے منہ نہ پھیرے گا +

صرصر صور ار فلک را ہفت دامن بردرد
ریشہ زرا غشتہ ندہ گوشہ دستارِ من

یعنی اگرچہ صور آسمان کو ٹکڑے کرے کہ دے اور دلی کی طرح اڑا دے لیکن ایک رشتہ زرا کہ مراد تار کلاہوں سے ہے میری بے پروائی سے کہ پنفوا صور مجھ سے کیا سلوک کرے گا اماں طلبی کے واسطے برا و خوشامد و رشوت کے اُسکو نہیں دیگا +

ربع ربع چار ربع و شش جہت را خمس یافت
عاشتر نہ تختہ باغ از عشر یک انبارِ من

ربع بمعنی حاصلِ زراعت۔ ربع بمعنی سڑے و مقام و منزلت۔ ربع بمعنی جو تھا حصہ۔ عاشتر

یعنی دس لینے والا یاد رکھیں لینے والا حاصل کشتکار سے۔ پس مراد عاشق سے محاسب ہے۔
 نہ تختہ باغ مراد نو آسمان سے ہے۔ وعاشق نہ تختہ باغ مراد حضرت جبرئیل سے ہے۔ حکماء کے
 نزدیک پیدائش عقول اور افلاک کی جبرئیل سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرے انباروں میں
 سے ایک ہی انبار اسقدر بڑا ہے کہ عقل اول یا قضا و قدر کا دسواں حصہ میرے انبار کا پچاسواں
 حصہ ہے اگر شاعر کا انبار ہزار من کا ہو تو اُس کا دسواں حصہ سو من ہے۔ اور اُس کا پانچواں
 حصہ بیس من ہوا۔ پس اس بیس کو ہزار کے ساتھ نسبت پچاسویں حصہ کی ہے یعنی حال
 زراعت ہر چار من حصہ چار حصہ چھ طرفوں کا میرے انبار کے مقدار کی نسبت جبرئیل نے
 پچاسواں حصہ پایا ہے +

عرصہ بلخ دو عالم را مساحت کرد و ہم
 بسوہ دیدش رقم در دفتر احرار من

بسوہ بیسواں حصہ بیگ کا۔ احرار بہت کھنے والا مراد منشیان و محرران سے ہے یعنی تمام
 جہان کے میں ان کو و ہم نے پیمائش کر کے جو میرے محرران دفتر سے دریافت کیا تو قبہ جہان کو
 ایک بسوہ یعنی بیسواں حصہ یعنی بہت قلیل پایا +

نصف رجب عشر آمد در ترازو کے خود
 تر و خشک ہر دو کون از حاصل ادارہ من

نصف رجب عشر یعنی ہشتادواں حصہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ دونوں جہان کے جمیع بروہر کو
 جو عقل نے جانچا تو میری آمدنی کے مقابل میں ہشتادواں حصہ ٹھیرا +

من کہ در فتویٰ سبق بردم ز جبین آفتاب
 نہ لکن از تنگہا کے کھل کر لپٹا من

تنگہا لعل مراد اشرفی سے ہے۔ لکن چمن کے وزن پر۔ طشت بے آفتاب۔ نہ لکن مراد نہ آسمان
 سے ہے۔ تنگہا کے لعل مراد کو اکب سے ہے یعنی میں چونکہ از رو سے فتویٰ کے مشتری
 سے غالب ہوا اسی لئے غور شید نے جو کہ افسر اور بادشاہ کو اکب کا ہے تو طباق اشرفیوں
 سے بھرے ہوئے مجھ پر فدا کئے +

مصحف نہ جلد با ہفت آیت نذر ماہ را
ہر مہے سپارہ دید از غیرت انوار من

مصحف نہ جلد مراد نو آسمان سے ہے۔ اور ہفت آیت اشارہ سب سے سپارہ کی طرف ہے ہے
بمعنی شہر یعنی حیدنا۔ ماہ کو سپارہ باعتبار تیس و تیر کے کہا یعنی فلک سے کہ مع سب سے سپارہ کے قمر کو
ہر ایک مہینے میں میری رشک انوار سے سپارہ دیکھا +

از شراب لایزال دوستگاہیا دہ
جان سرستان حضرت رادل ہشیار من

دوستگاہی بمعنی جام و ساغر اور عشوق کے ساتھ شراب پینا اور اپنی توبت شراب خواری میں
کمی اور کمی صلا کرنا۔ شراب لایزال مراد شراب حقیقی سے ہے۔ یعنی خضر ظاہر +

شاہبازان رواقی کبریا پر فرقہ داد
طوطی سدرہ نشیں از شکریں گفتار من

شاہبازان رواقی کبریا مراد اولیاء اللہ سے ہے۔ یا ملائک و انبیاء سے ہے۔ طوطی سدرہ نشیں
مراد جبریلؑ سے ہے یعنی جبریل نے میری شکر گفتار سے ملائک کی پرورش کی ہے یعنی میری
گفتار معرفت انگیز اور بہت شیریں ہے +

نراں سواری ہاکہ باشد صادقان را نیم شب
صبح را در خواب ماندہ خاطر ہیدار من

سواری مراقبہ اور خدا کی طرف توجہ سے مراد ہے اور اولیاء اللہ کو مشاہدہ نصف شب میں ہونا
صادقان مراد عارفان الہی سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ مشاہدے جو عارفان الہی کو ہوتے
ہیں میں اپنی تیز روی سے ایسا منزل کے قریب پہنچایا ہوں کہ میرا خاطر ہیدار حیم کو خواب ہی
میں چھوڑ کر منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے +

در سہ سودا نامے مرغ گل خوار قلم
جان عینے مے نگار و عطسہ افکار من

سودا بمعنی سیاہ و گل بالضم انکار و آتش کے معنی ہیں لیکن بیاں گل بالکسر سیاہی کے معنوں

میں ہے۔ جان عیسٰی معنایں جان بخش سے مراد ہے اور تلمیح ہے قصہ کی طرف کہ آدم علیہ السلام نے بروز پیدائش نور محمدی کی طرف نظر ڈالی تھی تب دم علیہ السلام کو چھینک آئی۔ جبریلؑ نے اس چھینک کو اپنے دہن میں رکھ چھوڑا اور اس بادِ عطسہ کو گریبانِ یاقوتین مریم علیہا السلام میں ڈالا جس سے مریم کو حمل ہوا خلاصہ یہ ہے کہ میں شعر و سخن کا آدم ہوں پس مریم سے داننا کہ قلم کہ مرغ سیاہی خوار ہے میرے افکار کی چھینک جان عیسٰی یعنی مسلمانین و روئے افکار لکھتی ہے دوسرے یہ کہ میری عطسہ افکار جو کچھ کہ سر قلم سے لکھتی ہے جان عیسٰی کی ہے یعنی پورے عالم و طبع کی ہے اس صورت میں سودا خاص صفت سر کی ہے اور فاعل نیگار کا عطسہ ہے۔ تیسرے یہ کہ فاعل نیگار کا جان عیسٰی ہو اور عطسہ افکار مفعول اُسکا ہو۔ اس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ میرا عطسہ افکار ایسا پندیدہ اور جاں بخش عالم ہے کہ جان عیسٰی اس عطسہ افکار کو سر قلم سے کہ مرغ گل خوار اور سودا خاص لکھتا ہے۔

من کم زائل مور کورا سایہ نبود بزمن
نیست را ہستی بود در معرض آثار من

یعنی میں ایسا نیست و نابود ہوں کہ جو چیز معدوم و غیر محسوس ہے وہ بھی میری نظر میں سبب ہستی اور قوتِ الجنت معلوم ہوتی ہے یعنی میری ہستی کے مقابل میں نیست بھی ہستی ہے۔

مکرم زائل موے کورا حلقہ سازد قطرہ آب
شاہد این حال شد اشک و تن بیمار من

وہ مو اور بال جسکو ایک قطرہ آب نے احاطہ کیا ہوا ہے اُسے بھی کم ہوں اور میرے دعوے صداقت کے لئے میرا تن بیمار اور اشک ہر دو گواہ کافی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ قطرہ اشک نے میرے تن کو حلقہ کیا ہے۔

این زماں بشاہ جہاں فخر زماںم کرد نام
ربیع و عشر از نیچہ و چل رفت شد باچار من

ربیع بالضم چوتھا حصہ و عشر دسواں حصہ و کلمہ باچار مرکب ہے لفظِ با اول سے کہ ایک اسم ہے اور اس سے بحسابِ اجدین عدد حاصل ہونے ہیں۔ اور چار بمعنی مقابل اور

بجہ سے مراد ساٹھ ہے۔ اور چل سے تینتیس ہے۔ کل مجموعہ ترانوں ہوا اگر اس مجموعہ میں سے پہلے چارم حصہ کم کر دو تو شعر حاصل ہوتے ہیں اور جب اس شعر میں تین بیج کے تو مجموعہ تہتر ہو یعنی ممدوح نے مجھ کو لقب فخر الزماں کا تہتر سال کی عمر میں عطا کیا۔ دویم یہ کہ لفظ پیار مراد چار عنصر سے ہے اور اس سے وجود مراد ہے اور بجائے رقت و شد کے رقت و شد ہو اور بمعنی خود کے ہو۔ اس صورت میں لفظ پنجہ و چل سے مراد عدد و معنوی نو سے لیا گیا ہے۔ تیسے میں سے جب عشر کم کر دی تو آہتر رہ گئے یعنی میرے وجود کی عمر ساٹھ سال اور نو بیسے کی گزری تھی +

تا ششم بر در حکش چو خاتم حلقہ پشت
چوں نگین زرین بشدر بام و در و دیوار من

حلقہ پشت سے پشت کو میں نے غم نہ کیا یعنی شعر ظاہر +

زین سپس گوش من نعل سم یکران شاہ
حلقہ اشرف ملک و دانہ شہوار من

حلقہ مراد مجلس یعنی اسکے بعد ممدوح کے گھوڑے کے سم کا حلقہ اپنے کان میں ڈالو لنگ۔ اور جہان کے اشرفوں کی مجلس ہوگی اور میرے اشعار کے دانہ شہوار ہوں گے +

قصیدہ رات کا آنا اور تاروں کا چمکنا اور تشبیہات اور معشوق کے
حال کا بیان اور مدح ممدوح کی طرف گریز

در کام دیو ہفت سر میں لعبتان سیمبر
خاک سیمہ زین غم مگر بر فرق دینا ریختہ

دیو ہفت سر مراد آسمان یا سب سے زیادہ سے ہے۔ لعبتان سیمبر کنایہ کو اکب سے ہے یعنی دینا لے معنوقان سیمبر کو دہان دیو ہفت سر میں دیکھ کر از روئے غم کے خاک سیاہ بنو سر پال کی

مہ در نیچ یک شبہ بزاز سیمابی کلاہ
یک زرد فوطہ تہ بہتہ ہنگام سودا ریختہ

مراد ہلال - نسج بمعنی حریر زربافہ یہاں مراد چاندنی اور روشنی سے ہے۔ نسج یک مشبہ
مراد روشنی قلیل کہ ہلال کے واسطے ہے۔ سیما بی کلاہ مراد ہلال سے ہے۔ بزاز بمعنی جابر و ثور
یعنی ہلال روشنی قلیل والا ایک بزاز ہے جس کی سیما بی کلاہ ہے اور وقت سیما ہی نسبت کے
ایک زرد چادر تہ بہ والی بچھاتا ہے +

ایں چنگ بین مصبوغ دف اند میت مطرب شرف
بل ہای داں کر صدف گوہر براعضا ریختہ

چنگ مصبوغ یعنی ہلال رنگیں دف مراد آفتاب سے ہے بموجب نور القمر استفاد من نور الشمس
بیت مطرب مراد خانہ زہرہ یعنی برج ثور سے۔ صدف مراد فلک یا برج ثور سے ہے۔ گوہر
مراد کو اکب یعنی شکل ہلال کو دیکھو کہ چنگ کی صورت ہے اور آفتاب سے رنگ حاصل کیا ہے
خانہ مطرب فلک میں بیت شرف آسکو حاصل ہے یعنی زیور وزینت ہے بلکہ اُسکی ذات کو
مثل ماہی کے جانو کہ صدف سے آسکا جو مراد برج ثور یا فلک سے ہے کہ خانہ شرف ماہ کا ہے
زیور وزینت حاصل کی اور گوہر اپنے اعضا پر گر لے۔ زیور ماہی وہی فلوس جو پوشیدہ ماہی پر
ہوتے ہیں اور صدف تین ستاروں کا نام ہے بشکل مثلث جو دور قطب پر ہیں اُن کو
صدف قطب بھی کہتے ہیں +

اطفال میں زریں سلب رمدینا خشک لب
وز مہر شاں پستان شب شیر مصفا ریختہ

اطفال زریں سلب مراد ستاروں سے ہے اور سلب کے معنی لباس کے ہیں۔ شیر مصفا
مراد چاندنی اور روشنی سے ہے۔ رمدینا مراد آسمان سے ہے۔ ستارہ خشک لب ہوتے
ماہی ہیں۔ یعنی شعر ظاہر +

میں رومی و رنگی فہم ایں دروق و اں در ورم
وز حلقہ شاں ہر صبح دم زریں عنقہ صفرا ریختہ

صفرا مراد زردی شفق اور چاندنی کی روشنی سے ہے۔ دق مراد گہی اور دروم مراد زیادتی
سے ہے۔ رنگی مراد شب رومی مراد روز منی شعر ظاہر +

	چوں رومی زریں سپر کردہ حمایل در کمر زنگی ز دوست این خبر از معدہ سودا ریختہ	
رومی مراد دن سے ہے۔	زریں سپر مراد آفتاب سے ہے۔ سودا مراد سیاہی شب سے	
	آل نقطۂ یاقوت سناں چوں برف گزروال اوراق گل بینی از اناں بر لوح غبار ریختہ	
الف مراد برج حمل۔ نقطۂ یاقوت مراد آفتاب۔ لوح نمبر امر از زمین الف سے مراد کبھی	برج ثور بھی لے لیتے ہیں یعنی جب برج ثور میں آفتاب جاتا ہے تو ماہ اردی بہشت یعنی	بہار کا موسم ہوتا ہے +
	زریں صدف تا دربرہ نقرہ بغیر ہم براست وزا بردیا در برست لولو بہر جا ریختہ	
زریں صدف مراد آفتاب سے ہے۔ برہ برج حمل سے مراد ہے۔ نقرہ کنایہ دن کی طرف	غیر اشارہ شب کی طرف ہے۔ ہمسر و ہمیر دونوں برابر کے معنی میں ہیں۔ اور بر کی معنی جنگ	وصحرا کے ہیں۔ لولو مراد قطرات سے ہے یعنی جب آفتاب برج حمل میں جاتا ہے تو بیاہٹ
	چوں کیش تیر از جرم خورشید کماں دارد سپر بینی ز شمشیر سحر برق آتش آسا ریختہ	
کیش کے معنی ترکش کے ہیں اور تیر مراد عطار د سے ہے۔ اور کیش تیر اشارہ برج جوزا کی	طرف ہے جو کہ عطار د کا خانہ ہے۔ اور بین کے معنی مقابل اور مقابلہ جوزا کا قوس سے ہے۔	کمان اشارہ برج قوس کی طرف ہے۔ سپر مراد آفتاب سے ہے۔ شمشیر سحر کنایہ شعا

آتش ییزی شروع کی +

	آں شاہتپ لرزہ از سرطان چوں سازد نر آتش شود از خاک و خارا زلفِ حنی رنجتہ	
	شاہتپ لرزہ وار مراد آفتاب سے ہے۔ سرطان یعنی بُرج سرطان جو کہ برجِ آتشی ہے۔ نزار کے معنی لاغر۔ برجِ سرطان خاندِ لپست ہے اور آفتاب کا ہبوطِ اِس میں ہوتا ہے یعنی جب آفتاب برجِ سرطان میں داخل ہوتا ہے تو سخت موسمِ گرمی کا ہو جاتا ہے +	
	آں آہوی آتش فشال شیرش چو گیرش دور دہاں زرد آبِ خوں گرد از آں درجوفِ خارا رنجتہ	
	آہو سے آتش فشال آفتاب۔ شیر مراد برجِ اسد سے ہے۔ زرد آبِ جواہرات زرد۔ خون اشارہ ہے جواہراتِ سرخ کی طرف یعنی جب آفتاب برجِ اسد میں ہو جاتا ہے جواہراتِ سنگ میں پیدا ہوتے ہیں +	
	در چاہ زہرہ ز آفتاب لوز ز آرد ماہتاب تا گرد آبِ التہاب از روے گریا رنجتہ	
	چاہ زہرہ مراد برجِ سنبلہ سے ہے کہ زہرہ اسمیں اُترتا ہے یعنی آفتاب نے برجِ سنبلہ میں اپنے سنہری ڈول کو ڈال رکھا ہے۔ اسی سبب سے گرمی کی شدت جاتی رہی +	
	میزان ز ہر تہر ز کا فور را با مشک تر یک وزن کردہ ہر سحر زربے محابا رنجتہ	
	برجِ میزان نقطہ اعتدال کا ہے۔ تہر مراد آفتاب سے ہے۔ مشک اشارہ شب کی طرف ہے۔ زربے محابا رنجتہ یعنی بہت برگِ ریزی کر رکھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ برجِ میزان نے آفتاب کی محبت سے رات اور دن کو برابر کر دیا اور بہت زرد زربے گرا دیے ہیں +	
	چوں ست خورشید کرم جمشید افریدوں علم آں ہر دم از خاک قدم آبِ سیحا رنجتہ	
	خورشید کرم مراد ممدوح سے ہے۔ آب کے معنی عزت و آبرو کے ہیں یعنی ممدوح نے جو ایسا اور ایسا ہے اپنے قدموں کی خاک سے عیسے کو بے آبرو کر دیا +	

باسمہ دو پنجہ را بن احاد و صفرش ہمقریں
ہشتاد را باہشت ہیں نہ ز یکی دارِ رختہ

اس شعر کے لغوی معنی میں اسم شاہ محمد گنات ہے۔ دو پنجہ سے مراد سو عدد ہیں اور جب تین کو تلو سے ملائیں یعنی ضرب دیں تو تین سو ہوتے ہیں جس سے مراد تین ہے۔ احاد اشارہ الف کی طرف اور صفر مراد ہائے وتر سے ہے۔ ضمیر تین (ش) کی طرف پھرتی ہے جو کہ حاصل نمبر ابھرتو پنجہ کا ہے۔ جب الف اور ہائے مدور کو تین سے ملا یا تو شاہ حاصل ہو گیا۔ اور ہشتاد سے مراد دویم ہے اور ہشت سے حائے حلی مراد ہے۔ نہ اشارہ ہم سے ہے۔ اور یکے سے مراد چالیس ہیں۔ چالیس کے دس حصے کئے اور نو حصے آسمیں سے نکال ڈالے تو ایک حصہ نکلیا جو کہ عدد چار ہے اور حرف فال کے چار عدد ہوتے ہیں پس شاہ محمد حاصل ہو گیا +

مولیٰ امیر المومنین سلطان محمد شاہ دین
ہم برد آید آہتیں ہم فر دارا رختہ

آب بمعنی آبرو۔ آہتیں فریدوں کے باپ کا نام ہے۔ معنی شعر کے ظاہر میں +

بچوں از خلیفہ شاہ را منشور آمد با لوا
شد باز نور و لعلی بر فرق طامار رختہ

خلیفہ مراد شاہ روم سے ہے۔ شاہ کما مراد روح کی طرف۔ والضحیٰ نام سورۃ کا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے شان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور مدوح کا نام بھی محمد ہے۔ خلاصہ یہ کہ جب شاہ روم کی طرف سے فرمانِ جانشان اور خلعت کے مدوح کے پاس آیا گو یا وہ بارہ سو والضحیٰ نے طامار کے سر پر نور گرایا +

بر لعل غلطان ریش بر گل دواںہ فندقش
وز غبرا افشان زور قش بر خاک ذریا رختہ

لعل مراد لب سے ہے۔ ریش کے معنی بارہ کے ہیں مراد دہلی سے ہے۔ گل مراد چہرہ سے ہے۔ فندق سیوہ سرخ رنگہ کو کہتے ہیں کنایہ انشتان خطابتہ سے ہے۔ وہ فندق سے مراد

دس انگلیاں۔ زور ق کشتی کو چپک یعنی چھوٹی کسی کشتی مراد آنکھوں سے ہے۔ غنبر افشاں
یعنی چشم گریاں۔ خلاصہ یہ ہے کہ معشوق میرے پاس اس وقت آیا کہ دناں اُسکے بہوں پر غلطاک
یعنی لب بدنیاں گری کر رہا تھا اور دس انگلیاں اُسکے چہرہ پر درواں تھیں یعنی شہ کو ماضی سے
چھیلتا تھا اور لبیب بہت رونے کے گویا اُسکی آنکھوں سے دریا جاری تھا +

بادام او بر کہ نشاں عتاب اور سر کہ نشاں
بچگانِ رومی و شِ زاکِ ہندو سے پناہ رینختہ

بادام مراد چشم سے ہے۔ عتاب کنایہ لب سرخ کی طرف ہے۔ بچگانِ رومی اشکِ لعلوں کی
آنکھ تو تالاب کو مایہ دلاتی تھی یعنی بُر آب تھی اور سخاں ترش کہتا جاتا تھا اور اشکِ سرخ جو
چشم سے رواں تھی +

از زخمِ ناخنِ برغیبِ ماہِ از شفقِ کر وہ سلب
من ساغرِ غمِ از آدبِ برہجانِ شہیدِ رینختہ

غیب بکسرِ عین و شمعِ لون۔ یعنی شہزاد انکھوں پر ماہِ از شفق سے ہے۔ ماہِ از
چہرہ سے ہے اور شفق اشارہ خون کی طرف جو زخم کی خراش سے نکلا یعنی میرے معشوق نے
زخمِ ناخن سے اپنے چہرہ کو پھیل لیا۔ سرخیِ خون سے گویا ایسا سا دم ہوتا تھا کہ شفق
کے لباس کا جامہ پہن لیا میں۔ نے یہ رنج و تعب دیکھ کر اپنی جان شہید پر ساغرِ غم گرا لیا

یا دارِ زانِ شیریں لبِاں چوں گلِ بختاںِ نذرِ خزاں
و اں سنبلِ مرغولِ شاں از رو سے زیبا رینختہ

شیریں لبِاں یا نوشیں لبِاں مراد معشوقان سے ہے۔ سنبل یعنی زلفِ مرغول کے معنی
پیشدار۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ معشوق موسمِ خزاں کے تھوڑے سے حد درجہ میں خزاںِ اجل سے
پھولی کی طرح خاک میں مل جائیگی۔ دوم یہ کہ معشوقان گزشتگان کو یاد کر کے وہ موسمِ خزاںِ اجل
میں خاک میں چلے گئے اور وہ انہی زلفیں بھی خاک میں مل گئیں ہیں وہ نری درجہ بھی نہیں

گر بادِ تِ جامِ طرب از ساقیِ وحدت طلب
کاں میثود بے دست و لب رکامِ جاہِ ناوختہ

یعنی وہ جام عرفان الہی بلا توسل دست و لب کے (کہ ظاہری ہیں) کام جاں میں گرایا جاتا ہے یعنی اسکا فیضان ظاہر میں مرتب نہیں بلکہ باطن میں ہے۔ ہاں بیشک ہوشیاران شراب وصال بار کے ظاہر میں گدڑی پوش اور حقیقت میں ردائے عالم کی کنرھے پر ڈالے رکھتے ہیں +

میداد پندم آل صنم وز سوز سینہ دم بدم
برزعفران آب لقم از چشم شہلا رخت

زعفران چہرہ زرد سے مراد ہے۔ لقم جسکو نجدیٹھ یعنی کنبجھ کہتے ہیں مراد اشک خونی سے ہے۔ شہلا چشم سیاہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ معشوق مجاہد نصیحت دیتا تھا اور میرا حال یہ تھا کہ سینہ کی سوزش سے جو اسکی باتوں سے پیدا ہوتی تھی ہر لحظہ سرخ آنسو چہرہ پر بہاتا تھا دوم یہ کہ اُس معشوق کے واسطے میں شک خونی چہرہ پر بہاتا تھا اور وہ مجکو نصیحتیں کرتا تھا

بگر فتمش در بر چو چنگ من در نوازش او بچنگ
صد عنبر زنجیر رنگ از مشک در پارخت

صد عنبر زنجیر رنگ مراد کثرت زلف کے بالوں کی۔ در پارخت یعنی زلفیں استقدر دراز تھیں کہ پیروں تک جاتی تھیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ میں نے تو معشوق کو مثل چنگ کے اپنی بغل میں لے لیا اور باوجودیکہ میں ہربانی اور دلجوئی کرتا تھا وہ مجھ سے لڑتا تھا۔ اور اسکی زلفیں پیروں تک لٹک رہی تھیں +

بگر لیت خم مریم سیر ہمدیش در جام زر
خون دل مریم بگر در پائے ترسا رخت

مریم سیر یعنی عیسیٰ کی ماں بے جاوندگی۔ صبح مراد شراب عرفان سے ہے جو مردہ دلوں کو سمات ابدی بخشی ہے۔ چونکہ خم کو مریم کہا اسدواسطے شراب کو خون دل کہا۔ ترسا آتش ستونہ کی ایک قوم ہے۔ یہاں مراد ساغر سے ہے کہ آتش شراب کو شکم میں رکھتا ہے یا وہ پائال مثل قوم عیسے کے شراب بہت پیتا ہے۔ پائے ترسا شراب خواری کا پیرا۔ خلاصہ یہ ہے کہ خم ایک مریم خصال ہے کہ ہمدیش اسکا جام زہ ہے اور خون دل مریم کو دیکھ کر پائے ترسا ہے

جام اور پیالہ شربخواری میں گرہوا ہے +

جام بہت عیسے بیگیاں بل بہر نور جسم و جاں
مرغ گلشن از دہاں یا قوتِ حمرا رختہ

جو کہ جام عیسے کی طرح زندہ کرتا ہے اسی واسطے عیسے سے نسبت دی۔ مرغ گلبن مراد صراحت سے ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے مرغ گل بناکر اڑائے تھے اور کئے کون کا مکان بھول گئے تھے یا قوت حمرا مراد شراب سے ہے۔ صنوبر شین کی جام کی طرف بھرتی ہے۔ رنجینہ کا فاعل مرغ گل ہے یعنی جام بیک جیسے ہے بلکہ رونق جسم و جان کے واسطے صراحی نے شراب ہاتھ گرائی ہے

شکل حباب از روئے چوں بر گل خسار خو
می آتش و برفرق وے انچہ گویا رختہ

یعنی صورت حباب کی سر شراب سے ایسی معلوم ہوتی ہے گویا پھول سے چہرہ معشوق پر قرار آیا ہوا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ شراب ایک آتش ہے اور اس آتش کے سر بردا لے اور ڈالے گرے ہوئے ہیں وہی حباب ہیں +

آل ساغر پرویں فشاں بر پنج ماہ نو دواں
ہر دم شفق را ز دہاں روز تماشا رختہ

پرویں فشاں مراد ترشح قطرات سے ہے۔ ماہ تو یعنی ہلال پنج ماہ نومرادی پنج انگلیوں سے ہے شفق مراد شراب مہر رخ۔ روز تماشا روز جشن یا عید کے دن سے مراد ہے اور ساغر شراب کو باعتبار مدور ہونے اور آب و تاب کے چاند سے تشبیہ دی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ پیالہ پانچوں انگلیوں دست ساتی پرواں و دواں ہے اور ہر دم روز تماشا کی شفق شراب کو دہن سے گرانا ہے۔ بعض نسخوں میں مصرعہ اول میں۔ ساغر جو بہر دیں فشاں الخ لکھا ہے +

ما نیم بر خاک بہت سرگشتہ تراز عنبر نت
اے آتش باد آور ت آب رخ مار رختہ

آتش باد آور مراد لب گلدگوں تیز رفتار باد مراد کلام سے ہے۔ آب کے معنی آبرو کے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق ہم تیرے دروازہ کی خاک پر تیری زلفوں سے بھی زیادہ پریشان ہیں

اور تیرے لبوں نے ہمارے چہرہ کی آبرو کھو دی ہے +

خالت بچیم آں کافر است کز جورا و مردم برست
ایک بچی آتش پرست آب دولا لا رختہ

زنجی گنایہ خال کی طرف آتش چہرہ سے مراد ہے۔ لالا بمعنی غلام اکثر غلام زنجی یا ہندی ہوتے ہیں اسیدو سٹے اُس سے مراد مردک چشم لی گئی یعنی لمبے معشوق تیرے رخسارہ کا خال ایسا ظالم ہے کہ کسی نے اُسے چھٹکارا یا باہی نہیں اور پھر اُسکی تشبیہ مردک سے بیان کرتا ہے کہ وہ خال ایک زنجی آتش پرست ہے جس نے آب مردک عالم سے گرا دی اور تمام دنیا کو رلا دیا

توسرو بالا از شکر قفلے نہادہ بر در
من پیل بالا از گہر بر شاہ والا رختہ

دور جمع دور کی ہے۔ یہاں مراد دنداں سے ہے۔ پیل بالائی یعنی تودہ بزرگ یا بڑا بھاری ڈھیر قفل بر در نہادن خاموش کر دینا ہے یعنی اُسے معشوق تو نے شکریں لبوں کا قفل دنداں پر لگا رکھا ہے اور میں نے بہت سے اشعار مدح و مدوح میں لکھے ہیں +

سلطان محمد کز ظفر یخس گرفتہ بھر و بر
خضم از شبہ بر طشت زر در ہائے بضاعت

شبہ بمعنی پوتہ یہاں مراد مردک چشم۔ طشت زرم اور خسارہ سے ہے۔ در ہائے بضاعت مراد اشک سے ہے یعنی دشمن اور حاسد نے مارے رشتک و رخصد کے آنکھوں سے آنسو بہائے

لے دستت آہا رو سے ہم از تیج دریا رختہ
تیرفت شر آب ستم بر جان اعدا رختہ

تیج دیا مراد دست مدوح اور اُسکی آنکھوں سے ہے یعنی اُسے مدوح تیرے ہاتھ نے جہاں کثرت سخاوت کے دریا کو تاجیز کر دیا اور صری تیج نے ستم شر آب دشمن کی جان پر گرائی اور اسے جلا کر خاک کر دیا +

در خلق خشک دشمنانی زو آتش حر آب واں
نہ چشمہ نوک سناں زہر مفا جا رختہ

قابلِ زور اور ریختہ کا ممدوح ہے۔ آبِ رواں مراد تلوار سے ہے۔ نوکِ سنّاں کو باعتبارِ آبداری کے چہنہ کہا یعنی تیری تیج گلوے خشک شمنّاں پانڈاگ کی تری میں رواں ہے اور صفائی پیر مثل کبکے رواں اور دستور ہے کہ آگ اور پانی خشک چیزوں میں بہت جلدی اثر کرتا ہے تو نے نوکِ چہنہ سنّاں سے آبر و مرگِ مفلحان کی گراوی ہے +

قہر ت چو شمشیر آختہ بر فرقِ چرخِ انداختہ
سوزنِ زلفِ بگداختہ از جیبِ عیسے ریختہ

سوزن مراد اُس سوزن عیسے علیہ السلام سے ہے جو آنکھ کے چڑھنے کی مانع آسمان چارم پہر ہوئی تھی یعنی جبوقت تیری قہر نے شمشیر آسمان پر کھینچی یعنی حرارت اُس سے ظاہر ہوئی۔ کہ سوزن عیسے کچھل کر جیب سے نکل پڑی +

لطفِ قہر ت ضم شدہ وز چہنہ عالم شدہ
احراقِ دوزخِ کمرِ شدہ اور اوراقِ طوبے ریختہ

یعنی جب مہربان اور قہر پُر دونوں باہم مل گئے تو مہربانی سے تو دوزخ کی سوزش موقوف ہو گئی اور قہر سے طوبے کے پتے جھڑ گئے +

عزمتِ سپر آراستہ گرد از جہاں برخاستہ
خوشیدِ چوں مہ کا ستہ نورش ز اعضا ریختہ

یعنی جبوقت تو نے دشمن کے ارادہ سے سپر اُٹھائی یا جنگ دشمن کے واسطے فوج تھوڑا ستہ کی تیرے خوف اور ہیبت سے یہ حال ہوا کہ آفتابِ ہلال کی مانند گھٹ گیا اور تمام نور اُس کے اعضا سے جاتا رہا یعنی خورشید بے نور و بے آب ہو گیا اور ہنگامہ قیامت کا برپا ہو گیا +

کلمتِ طباشیرِ ہنرِ دادہ بابلِ سحر و بر +
یتغت تباشیرِ ظفرِ شرقا و غربا ریختہ

تباشیرِ نسل و جن۔ طباشیرِ ہنر یعنی خود ہنر۔ تباشیرِ ظفر یعنی روشنی قہمدی کی۔ معنی ظاہر +

آلِ رومی ز بھی حیدلِ ز شامِ رفتہ سو کے چین
در پیشِ تو در تہیں از مشکِ سارا ریختہ

روحی مراد ظلم سے ہے۔ زنجی جیسے یعنی سیاہی آلود۔ شام مراد دوات سے ہے۔ چین مراد کاغذ سے ہے۔ درخیں مراد معروف و کلمات سے ہے۔ مشک سارا یعنی مشکا لصل معنی شغریٰ ظاہر

اے یوسف خوش چہرے آرش ابرش سپہر	
نعل تو مہر بر روئے شب در روز غوغا رنجتہ	

آرش نام ایک پہلوان ایرانی کا ہے۔ ابرش سرخ و سفید رنگ کے گھوڑے کو کہتے ہیں یعنی آسمان پر جو ہلال ہے وہ نعل تیرے گھوڑے کا ہے +

آل کوہ تن دریا پرست گامش نشان آفر دست	
درہ معرکہ از زخم دست انجم ز جوزا رنجتہ	

کوہ تن دریا پرست دونوں صفتیں گھوڑے کی ہیں۔ دریا پرستی باعتبار سواری ممدوح نشان اور یعنی قدم گھوڑے کا نشان آگ اور تیز رفتاری کا ہے۔ از زخم دست یعنی زخم تازیانہ کا جو ممدوح کے ہاتھ سے گھوڑے نے کھایا اس قدر اچھا کہ عرش پر جا کو دا اور اپنے پیروں کے صدر سے کو اکب برج جوزا سے گرا دیے۔ دوم یہ کہ معرکہ میں اپنے ہر دو پاسے پیشین کے صدر سے انجم جوزا سے گرا دیے اور چونکہ جوزا و پیکر سے مرکب ہے یہاں مراد دونوں اگلے یا پچھلے پیروں سے ہے کہ ایک پیکر کی مانند ہے +

قصر تراہفت آسماں کسر زشت آسماں	
اگر دحسرت ہر زماں بر طاق کسرے رنجتہ	

کسر بمعنی ریزہ و پارہ۔ کسرے لقب نوشیرواں کا یعنی ساتوں آسمان تیری چو کھٹ کی ایک اسٹیٹ کا ریزہ و پارہ ہیں اسی سبب سے نوشیرواں کے محل پر گرد حسرت کی گرا دی یعنی طاق کسرے اسکو دیکھ کر حیران ہے +

چرخ بریں در عصمت روح الامیں رخسرت	
اگر دبراق حشمت بر بلوچ ادلے رنجتہ	

چرخ بریں مراد عرش سے ہے۔ یہاں عصمت سے مراد نپاہ ہے۔ روح الامیں لقب جبرئیل کا ہے۔ براق اسب ممدوح سے مراد ہے۔ ادلے نام مقام ہے جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

معراج میں تشریف لیگے تھے۔ قاب قوسین او آذنے یعنی عرش الہی تیری پناہ میں ہے خلاصہ یہ کہ جبریل باوجود اعلیٰ مراتب کے مستعد تیری خدمتگاری کا ہے۔ اور غبار تیرے گھوڑے کا مقام ادا کرنے کے درجہ پر ہے +

از مشتری انگشتی در عنصر خضر گزین
مہرت چو بر مہر نگین سعد موقا ریختہ

وسطی اور خضر کی درمیانی انگلی کو خضر کہتے ہیں اور خضر چھوٹی انگلی کو کہتے ہیں۔ مہر اول ہالکس محبت کے معنی ہیں اور مہر ثانی بالضم۔ سعد موقا معنی بہت نیک بخت چونکہ تیری بخت نگین مشتری پر پایا ہو گئی ہے پس وہ نگین مشتری سے لیکر خضر اور خضر میں ہیں اور اپنے ہاتھ کی زیب و زینت کر لے۔ سعد موقا برنگین ریختن آرہے کرنے اور نگینہ پیرام مکدہ کو کہتے ہیں +

تا یوسف زریں سلب زر گرگ سیما بی ذنب
بر صدرہ عودئ شب اشک زلیخا ریختہ
باد افلاک یکران تو اوج سما میدان تو
وزقبہ ایوان تو عرش محلے ریختہ

یوسف زریں سلب مراد آفتاب سے ہے۔ گرگ سیما بی ذنب مراد صبح کا دہن ہے کہ دم گرگ بھی کہتے ہیں۔ صدرہ بالضم معنی سیاہ پوش و گرتہ خرد و پیرہن نیم تنہ۔ عود سیاہ منسوب عود کی طرف اور اشک مراد کواکب سے ہے یعنی جتنک کہ آفتاب صبح کا ذب کے خوف سے سیاہ پوش ہے سیاہ شب کے گرا لے یعنی پانڈ اور تارے دور ہو گئے اور یہ بات قیامت تک رہیگی۔ دوسرے شعر کے معنی ظاہر ہیں جو خبر اور نتیجہ شعر اول کا ہے +

قصیدہ مبارکبادی میں خطاب کے آنے کے بادشاہ کی طرف خلیفہ عباسیہ سے

عروس صبح مہر آور چو گل زو بے دہن خندہ
کہ از شادی درست زر بر دل قناد از کامش

عروس صبح خود صبح سے مراد ہے۔ مہر آور محبت کرنیوالی یا آفتاب نکالنے والی صبح۔ اور چو گل کہ

نہی اور گفتگو کی مشہور ہے اور دونوں میں سے دہن کسی کے بھی نہیں ہوتا۔ درست زرق آفتاب سے مراد ہے۔ یعنی جب صبح نے دیکھا کہ شاہ مشرق کے پیدا ہونے میں سپاہ شام کا پتہ بھی نہ تھا تو اسے نہی کے منہ جو کھولا تو درست زرق یعنی آفتاب نکل پڑا +

قراں چتر مر وارید ز آں شد باز زریں پر +
کہ مرغ صبح را یک دم نبود از نالہ آرامش

چتر مر وارید مراد آسمان سے ہے باعتبار ستاروں کے۔ باز زریں پر مراد آفتاب سے ہے مرغ صبح یعنی مرغان سحری یعنی بلبل قمری وغیرہ یکدم یعنی تھوڑی دیر بھی آرامش حاصل نہ کر سکا آرام کا ہے یعنی آسمان یہ آفتاب اس واسطے نکل آیا کہ مرغان سحری کو نالہ کرنے سے ایک دم بھی آرام نہ تھا۔ حقیقت میں آواز مرغی کی سنکر باز آنکھیں شکار کے واسطے بلندی پر ضرور پرواز کر گئی

مقالا سے کہ رفت از صدق در اول ملاقات
بصبح رومی مراد سختت این بود بیفاش

صبح رومی مراد صبح صادق سے ہے۔ سختت کے معنی ابتدا کے ضمیر شیرین ماہ کی طرف پھرتی ہے یعنی وہ گفتگو کہ از راد صدق سے پہلے کے ماہ کی صبح صادق سے اول ملاقات میں ہوئی پہلا پیغام سنی

کہ دوش آندم شہنشاہ زریں چتر مشرق را
لباس آل عباسی رسید از جانب شامش

کاف بیان پیغام ماہ کا ہے اور یہ بیت بھی مقلد ماہ کا ہے۔ شہنشاہ زریں چتر مشرق مراد آفتاب سے ہے یا مراد مدوح سے کیونکہ ہند اکثر ممالک مشرقی میں ہے۔ آل عباس یعنی اولاد حضرت عباس کی جبکہ لباس اکثر سیاہ ہوتا ہے۔ پس مراد لباس آل عباس سے تاریکی شب کی ہے۔ یعنی آفتاب کے واسطے تاریکی شب کی آہنی یا مدوح کے واسطے ملک شام کی طرف مقلد سیاہ بگیا

ز محل با مشتری میگفت بیعت نامہ خسرو
چو پیش تخت شد عرضہ خلیفہ کرد اگر امش

مشتری نام ستارہ کا ہے جو چھٹے آسمان پر ہے۔ اور زحل آسمان ہفتم پر ہے جسکو کیوان کہتے ہیں۔ خسرو مراد مدوح سے ہے۔ خلیفہ مراد شاہ روم سے یعنی چاند صبح صادق سے کہتا تھا

کر اے صبح صادق میں نے سنا ہے کہ رحل مشتری سے یہ کہتا تھا کہ بیعت نامہ ممدوح کا جقت
شاہ روم کے درپیش ہوا شاہ روم نے اعزاز و اکرام کیا + آخر قصیدہ تک صبح دوم سے
چاند کی بھی باتیں ہوتی رہیں +

چو بر مضمون وقوف اقدار و مال اہم این شد
کہ بر اقطع ہفت اقلیم نافذ باد احکامش

اہم مراد شاہ روم سے ہے اور ضمیر تین خسرو کی طرف پھرتی ہے کہ مراد ممدوح سے ہے اور
مصرع دوسرا شاہ روم کا مقلد ہے۔ معنی شعر ظاہر +

فراز کائنات آنجا بر ندایواں قدرش را
کہ نتواند مساحت کرد بال مرغ او ہامش

بعض انہوں میں بجائے لفظ بند کے بلند پایا جاتا ہے۔ پس بلند کا فاعل قضا و قدر ہے یعنی باد
و ہم ہر جگہ جاسکتا ہے لیکن مرتبہ ممدوح کا اس قدر بلند ہے کہ مرغ و ہم کے بھی بازو و ہاتھ نہ

وزیر ملک شہ راز حضرت مرحمت این شد
کہ بر منشور برد بحر جاری باد اقلامش +

یعنی خلیفہ کی طرف سے وزیر کے حق میں یہ میرانی ہوئی کہ جو کچھ فرمان محمد شاہ کی طرف سے خشکی
اور تری میں جاری ہوں اسی وزیر کی قلم خاص کا نوشتہ ہو +

دبیر خاص خسرو راز و الی این خطاب آمد
کہ زلف عارض منہ باد تخریر است ارقامش

بہائی دبیر خاص دیوان صاحب سے مراد ہے۔ اور خسرو مراد ممدوح سے۔ زلف و عارض
مہ بودن کنایہ تابعدار ہونے سے ہے ماہی سے ماہیک۔ حقیقت میں تخریر اور قلمی ماد کا غد کے
واسطے زلفیں ہوتی ہیں مصنف نے اس شعر میں اول ضمناً تعریف وزیر کی اور اسی شعر میں صفت
صاحب دیوان کی لکھی ہے تو خداوند تعالیٰ سے خطاب آیا کہ وزیر یا دیوان تیری تخریر اور قلم
کی زلفیں ماہ کا غد کے واسطے باعث آریستگی کا ہو +

برائے مطیع خاصش اہم الملک تعین کن کرد

کہ نقد ہر دو عالم با در ربع عشر انعامش

دو عالم مراد دنیا اور عقبے سے ہے یا عالم جن دانش سے ہے۔ ربع چوتھا حصہ۔ عشر دسواں حصہ۔ ربع عشر یعنی چالیسواں حصہ ضمیر شین مدوح کی طرف پھرتی ہے۔ اور امام مراد خلیفہ سے ہے۔ یعنی مدوح کے صرف باورچی خانہ کے واسطے خلیفہ نے مقرر کر دیا کہ دونوں جہان کی نقد ہی اُسکا چالیسواں حصہ ہونا چاہئے +

زہے رستم کماں جمشید آرش تیر بہرامی
کہ پیش تیغ او چو بین نماید خنجر سامش

آرش نام ایک پہلوان کا ہے۔ اور بہرام مریم کو کہتے ہیں۔ اور چو بین جو چیز کہ بیکار ہو اور بہرام چو بین نام پہلوان کا ہے۔ جمشید اور بہرام مراد مدوح سے ہے یعنی عجب جمشید اور بہرام کی اسکی کمان تو رستم کی سی ہے اور تیر آرش پہلوان کا ہے۔ اور اسکی تیغ کے سامنے خنجر سام کا بیکار معلوم ہوتا ہے +

خلایق پیش پس پویاں ملائک کر حق گویاں
ز جہنم شہ شدہ غلطاں گوہر بر نقرہ فامش

جہنم ہر سیلانی یہاں مراد بادشاہ کی آنکھ سے ہے۔ نقرہ خام خالص چاندی مراد چہرہ ہے یعنی شر کے ظاہر ہیں +

چو شہ پوشید خلعت برنگ مردم دیدہ
میان روز میدیدیم شب را بامہ تاملش

شہ مراد مدوح سے خلعت سیاہ میدیدیم یعنی تمام دوست اور رفیق دیکھتے تھے۔ مردم یعنی یہاں چہرہ سے مراد ہے۔ یعنی شہ ظاہر +

کف شہ پنج دریا درو یک قطرہ آبے
کہ خلق خشک دشمنان را بیا بدشت ناکاثر

پنج دریا مراد پانچوں آنکھوں سے ہے۔ باعتبار بہت جھٹش اور سخاوت کے قطرہ آب مراد توار سے ہے۔ ناکام کے معنی ضرر یعنی صدف کے ہاتھ کو باعتبار سخاوت کے پانچ دریا کہنا چاہئے جس میں ایک قطرہ

آب کا ہے اسی سبب سے دشمنوں کے خنک حلق کا دھونا بھی ضروری ہے +

رخ مریخ ز آل سرخست کو خورشید انور را
تشبہ کرد با چتر سفید آل بہرامش

مریخ ستارہ کا نام ہے جو جلا دھلاکت ہے اور اس کا رنگ سرخ ہے اور سرخی علامت خجالت کی ہے
موجب اسکے الحمرة الخجل والصفرة للوجل یعنی سرخی چہرہ کی علامت شرمندگی کی ہے اور زردی
چہرہ کی علامت خوف کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب مریخ نے چتر سفید ممدوح کو خورشید روشن
کے ساتھ مشابہ کیا اور پھر جو معلوم ہوا کہ اس میں اور اُس میں زمین و آسمان کا فرق ہے مارے
شرم کے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا +

الامام شاہ الجسم را بریں نہ قلعه رینا
نہد تلج ز زر بر سر چارم تخت واجر آتش

شاہ اعظم کنایہ آفتاب سے ہے نہ قلعه مراد نو آسمان سے ہے۔ چارم تخت مراد چوتھے آسمان سے
ہے جو آفتاب کا تخت ہے یعنی خبردار ہو جب تک آفتاب آسمان چارم یعنی اپنی تخت پر بیٹھا رہے
اور سنہری تاج ستارے کا سر پر رکھے +

الامام آتشیں شیر بلنگ اندام را ہر شب
چو زر بختہ بیتابد در ست قلب زخامش

آتشیں شیر مراد برج اسد سے ہے۔ بلنگ اندام یعنی داغدار جسم جو صفت آتشیں شیر کی ہے کیونکہ
کواکب کے سبب سے داغدار جسم ہے۔ زر بختہ۔ مراد زخا لعل بے کھوٹ اور صاف یہاں مراد
ستارہ نوری جو قائم مقام برج اسد کے ہیں یعنی اسے مخاطب خبردار ہو جب تک برج اسد
کے واسطے اشرفی زرد کی جسکو ستارہ قلب الاسد کہتے ہیں مانہ زرد کے مصداق ہے اور یہ بات یقیناً
نیک و بھی یہ اشعار دعائیہ بطور ابتدا کے ہیں اور خبر اشعار آئندہ میں تکلیف جتنے معنی ظاہر ہیں

قصیدہ مبارکبادی میں خلعت اور فرمان کے پہننے کے خلفاء و عباسیہ
کی طرف سے بادشاہ ہند کے پاس

مرسلماں راکہ کوس رت بہی لی زونخت
سر بہر ش مصحف از داؤ خوش الحان رسید

حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی رت بہی لی لکلا لایسی لا عذر لی
یعنی بے پردہ کار مجھکو ایسا ملک عطا کر جو کہ سیکو عنایت نہ کیا ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی دعا
استجاب فرمائی لیکن یہاں مراد اپنے ممدوح سے ہے اور مصحف کے معنی قرآن شریف یا صحیفہ
کیا گیا یعنی جس میں حکم اللہ تعالیٰ درج ہوں اور یہاں فرمان خلیفہ روم سے مراد ہے یعنی
واسطے ہمارے ممدوح کے جس نے دعا مذکورہ پڑھی تھی۔ شاہ روم کی طرف سے نامہ سر بہر
مشتعل اُنکی منظوری اور قبولیت کا پہنچا +

زآن نثار تے کہ بر فرق رسولاں کرد شاہ
پرخ از تنگہ ہائے لعل نہ ابناں رسید

تنگ بالضم بمعنی غر واریا ڈھیر۔ بعض کے نزدیک تنگ کی جمع ہے جسکو ہندی میں ٹیکہ کہتے ہیں
بہر حال کواکب سے مراد ہے۔ معنی شعر ظاہر +

چاہ حاسد را چو چاہ یوسفی بے آب کرد
خلعت مصری کہ از کنعاں بہند و ستاں رسید

بے آب کے معنی زلیل و بے آبرو کے ہیں۔ اور خلعت مصری اُس خلعت سے مراد ہے جو خلیفہ
روم نے بھیجا تھا اور کنعان مراد روم سے ہے۔ معنی شعر ظاہر +

آں یکے پیغمبرست وال دگر باشد رسول
نیست کفر ایں یتواں بر تر ایں پہناں رسید

یعنی وہ ایک قاصد پیغمبر تھا اور دوسرا رسول پس اگر کوئی میرے راز سخن کو سمجھے اور پہنچے تو
میرا کفر نہیں اور وہ راز یہ ہے کہ رسول کے معنی پیغام بجانے والا۔ اور قاصد کا کام ہے
پیغام لے جانا یا پہنچانا ہے +

ہم بتاریخے کہ ماہ بر سال سفید شد فزوں
دیں صفر ماہ محرم سابق شعباں رسید

یعنی اُس تاریخ کو کہ سات سو پر ایک ہینہ گزارا تھا قاصد جس کا نام رجب بخاروم کے سفر سے ہندوستان میں ماہ محرم میں آ پہنچا۔ اور تحقیق میں ہر سال ماہ محرم میں ایک ہینہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ زیر سفر اشارہ ہے پہنچنے خلعت اور فرمان سے اور سابق ماہ شعبان سے مراد ماہ رجب ہے +

راست گویم ماہِ حق سو سے جنابِ ظلِ حق
صبح وارانِ آفتاب ملک و دیں خنداں رسید

ماہِ حق ماہِ رجب سے مراد ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے الرجب شہر اللہ۔ وظلِ حق کنایہ اپنے مددگار سے ہے۔ اور آفتاب ملک و دیں اشارہ شاد روم سے ہے۔ فاعل رسید کا رجب ہے جو قاصد کا نام ہے +

دف بکھت رایت بدوش اطروبیہ وحدت بچنگ
رقص زن بامند جرخ از صاحبِ وراں رسید

دف بر لب اور اطروبیہ یہ سب زول کے نام ہیں یعنی قاصد ایسی صورت میں آیا کہ دف تو ہاتھ میں تھا اور بر لب کندھے پر اور اطروبیہ وحدت کا کف میں تھا اور آسمان کی طرح ناچتا کودتا خوشی کے خلیفہ روم کی طرف سے پہنچا +

از سہم یکران او گاوز میں آں بار یافت
کز فقاشرش چوں طبعِ دریا سے او کو ہاں رسید

فقاشر اس کا مصدقہ فردن ہے۔ طبق بعض کے نزدیک ایک بیماری کا نام ہے اور وہ درم ہو جاتا اگر دماغ کے ہے۔ کوہاں اونٹ اور گامے کے پشت کو کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اُس گھوڑے کی سُم کی گرانی سے گاوز میں پرایسا بوجھ پڑا کہ کثرتِ فشر دگی سے اُس کا پشت سیروں میں جا پڑا +

قصیدہ مبارکبادی میں خلعت بنی عباس کے پہنچنے کی بادشاہ ہند کی طرف اور شہرِ دہلی کے آئین بند کی تعریف میں

دوش آں زماں کہ خضر و زریں قبائے خو
وز میکشید خلعتِ عباسیاں نمبر

خسرو زریں قیام را آفتاب سے ہے غلعتِ قبا سیال اکثر سیاہ ہوتا ہے۔ اسی واسطے پہلاں مراد تاریکی شب سے ہے۔ اس قصیدہ میں ابتدا سے ہی مناسبات غلعت آنے کے لکھتا ہے اور تلازمات سیاہی کے غلعت سیاہ کے واسطے مناسب ہیں۔ خلاصہ کہ وقت شام کا آتا ہی اور آفتاب دم بدم تاریکی شب اور مغرب میں جاتا ہے +

ہر قبتہ نو عروس زرا ندودہ پیر ہن
ہنگامہ دار مجلس حوران نغمہ گر

عروس بافتح ہنگامہ دار بمعنی مجمع دار یعنی ہر برج اسکے خیمہ کا چار قبتہ تک ایک عروس زرا ندودہ پیر ہن تھا اور اسکے اندر مجمع لویان نغمہ ساز کا تھا +

خیاط چرخ دوختہ بر دامن قباش
از پردہ ہائے سبز زرا ندودہ استر

یعنی وہ خیمہ اس قدر بلند تھا کہ آسمان باوجود ایسی بلندی کے اپنے سبز پردوں کا استر اسکے دائرہ لگاتا تھا خلاصہ یہ ہے کہ تمام آسمان اسکے زیر دامن آجاتے تھے بھلا اور بلندی کی نزدیکیا اصل ہے

بہر بساط صحن سرایش کہ جنیت
طاؤس بہشت بال مرصع کشادہ پر

طاؤس بہشت بال مراد عرش سے ہے۔ بہشت بال مرصع مراد آٹھوں آسمانوں سے ہے۔ مرصع باعتبار کوئی کپکپ ہے یعنی اس خیمہ کے فرش صحن کے واسطے عرش نے اپنے بازو کھول دیے +

در صفہاش شعر طرازان شعر پوش
در طاقباش نغمہ نوازان زہرہ فر

صفہ بالضم بمعنی چیمچہ و دالان ضمیرین کی خیمہ کی طرف بھرتی ہے و شعر طرازان یعنی شعر سمجھنے والے اور شاعر مراد اہل علم و فضل سے ہے اور شعر پوش یعنی پوشندہ شعر اور شعر بافتح بمعنی موسے اور ایک ریشمی باریک سیاہ رنگ کے کپڑے کو بھی کہتے ہیں معنی شعر ظاہر +

بانی این عمارت و آئیں ہنگار او
روح القدس بامز شہنشاہ نامور

روح القدس مراد جبریل سے اور مہنشاہ نامور مراد خدا تعالیٰ یا مدوح سے ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس عمارت کا بنانیوالا خداوند تعالیٰ یا مدوح کے حکم سے جبریل قرار پایا تھا۔

سلطان دین محمد تعلق جہان عدل
ماہ زحل مکانت و شاہ مسیح فر

اصل جسے کہتے ہیں یعنی وہ پادشاہ جس کی میں نے تعریف کی ہے۔ سلطان دین محمد بیٹا تعلق شاہ کا اگرچہ ظاہر میں تو پادشاہ ہی ہے لیکن حقیقت میں بارگاہ ایزدی میں رتبہ حضرت عیسیٰ کا حاصل ہے۔

اے برقبائے جاہ تو از روئے کبریا
از اختران لالی وزرہ ترخ زور

کبریا کے معنی بزرگی کے ہیں یعنی تیرے رتبہ کی قیاس کو اکب کے موق اور چاند کا سنہری تنج

تا در ریاض حسن و جمال بتاں بود
بادام عین زرگس و پستہ پُر از شکر
بادا بلبل حل شدہ اندودہ خضم را
بام و در و سراپنجہ بر مردم لبصر

پستہ مراد لبوں سے ہے اور شکر مراد ہم باسٹخنان شیریں سے ہے اور بام چشم و سراپہ چشم مراد پلکوں سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرا دشمن ہمیشہ اشک غمی ہی بہاتا ہے۔

قصیدہ پادشاہ ہند کی تعریف میں

بر سر این سبز خواں خور چہند قرص زر
خشک لبہاں مایہ مباد ماندہ جز لعل تر

سبز خواں مراد آسمان سے ہے۔ قرص زر کنایہ آفتاب خشک لب مشتاق و طالب لعل مراد شراب سرخ سے ہے۔ یعنی شعر کے ظاہر میں

اُجُون خروس آر پیش کہ از خلق زاع

	مبینہ زیریں کشد طوطے طاؤس پر	
خون خروس کنایہ شراب سے ہے۔ حلق زارغ مراد گلوے شب سے ہے۔ مبینہ زمر مراد آفتاب سے ہے۔ طوطی طاؤس پر مراد آسمان سے ہے باعتبار کواکب کے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شراب میرے سنانے لاؤ پہلے اس سے کہ آفتاب طلوع ہو +		
	کشتی زر در شکم دارد مقلوب یم خیز زووش ببر سوے لب اے سیمبر	
کشتی زر مراد جام زیریں سے ہے۔ یم کو مقلوب کیا تو ہے ہوا خلاصہ یہ ہے کہ پیالہ میں شراب جو د ہے تو اسے جلدی سے پی بھی جا +		
	مار زر اندودہ ہیں در دہنش مشک تر مورچہ ہیں صد ہزار از پے او بر قمر	
مار زر اندودہ مراد قلم سے ہے اور مشک تر کنایہ سیاہی کی طرف ہے۔ مورچہ اشارہ حروف کی طرف صد ہزار یعنی بکثرت قمر سے ارادہ کاغذ کیا ہے معنی ظاہر +		
	زر دقا زنگیست آب کشن رویاں تا نکند سر کشی سلسلہ وار از کمر	
زر دقا مراد قلم سے ہے۔ زنگی مراد سیاہی و دوات سے ہے۔ رویاں مراد انگلیوں ہی باعتبار سرخی تا		
	وقت دویدن کشد خال سیمہ بر جبین گاہ غنودن نہد آئینہ در زیر سر	
دویدن اشارہ ہے دوات کی طرف جانے سے اور خال سیمہ مراد سیاہی سے۔ غنودن مراد لکھنے سے ہے کیونکہ اکثر غنودگی میں سر نیچے کو چلا جاتا ہے اور آئینہ مراد کاغذ سے ہے اور بعض نے مراد قلم ان سے لی ہے +		
	ماہی زہر در دہن عنبر تر کرد خواست تا بسوے مہرود بحر گرقتش بہر	
ماہی زہر مراد قلم سے ہے۔ عنبر تر کنایہ سیاہی۔ عبارت کاغذ سے ہے اور بحر اشارہ دست میں		

سے ہے یعنی قلم نے اپنے منہ میں سیاہی لیکر جا ہاتھ کاغذ کی طرف جائے مگر مدوح کے بحر دست نے اُسکو اپنی بغل میں لے لیا +

سیر ہلال فلک نیست مگر تا شفق
رفتن آں ماہ نوست ز شب تا سحر

ماہ نو مراد قلم سے ہے اور شب عبارت سیاہی دوات سے ہے اور سحر کنایہ کاغذ سے ہے یعنی اگرچہ ظاہر میں ہلال کا ٹھیرا و قیام شفق سے زیادہ نہیں ہے مگر یہ بڑے تعجب کا ماہ نو ہے کہ شب تا سحر چلتا ہے +

ایک الف از پنج نول تا زود سوے میم
سر بخشش نا ورنہ جملہ حروف دگر

الف مراد قلم سے اور پنج نول مراد پانچ انگلیوں سے ہے۔ میم مراد دوات سے ہے۔ سر خط آور مراد تا بعد از ہو جانے سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک قلم بذریعہ انگلیوں کے دوات تکٹ جائے لفظ وجود میں نہیں آسکتے اور کیا لطف کی بات ہے کہ ابتدا تا م حروفوں کی الف سے ہی ہے

بر زبر برف خشک برق ولی ابر پاش
در شکن دام مشک مرغ وے دست پر

برف خشک مراد کاغذ سے ہے اور قلم کو برق کہا ہے۔ ابر پاش باعتبار گرانی سیاہی کے دام مشک مراد الفاظ سیاہ سے ہے۔ دست پر بذریعہ ہاتھ کے اڑنیوالا یعنی وہ قلم مثل برق کٹے ہے اور کاغذ پر ابر پاشی کرتی ہے اور اُس قلم کو مرغ کہنا چاہئے جو شکن دام مشک میں بذریعہ ہاتھ کے اڑتا ہے +

لے شہ جمشید بخت و لے مہ خورشید تخت
و لے بت ناہید رخت بزم ترا جاوہ گر
خیم و شر ثاببات لے ترا منتظر
خشک و تر کائنات خوان ترا حاضر
چند دل حاسداں تیغ تو آرد بدست
چوں ہمہ عمرش بود در دل دشمن گز

یعنی اے بادشاہ حبشہ کے سے نصیب والے باوجود یکہ بُت ناہید رخت تری مجلس میں جلوہ گر
ہے اور تو جہان کے حالات سے واقف ہے اور دیکھ چکا ہے اور تمام چیزیں بڑی و بھری تیرے
خواجہ بر موجود ہیں اور باوجودیکہ تیرے تیر کو ہمیشہ سے دشمنوں کے دل میں گزر رہے پھر تیرے
حیران ہوں کہ یہ تیرے ہاتھ سے کب تک دشمنوں کے دل نکالے جائیگا +

در زمین عدل تو زیہ کہ زد عمرو را
نیست بجز بتدا بیج کے را تجبر

یعنی اسے بادشاہ تیسرے انصاف کے زمانہ میں ظلم کرنا تو درکنار رہا ظلم کا نام بھی نہیں سنا
البتہ خویوں کی مثالوں میں کہ انفاذ کشتن و زدن کے واقع ہوئے ہیں جملہ میں مبتدا کے
سوا کسی کو خبر بھی نہیں +

روئے برویم نہ آئینہ دار و منگر
آں طبق لعل را بر زبر طشت زر

طبق لعل مراد معشوق کے سرخ چہرہ سے ہے اور کشت زر عاقل کے زرد چہرہ سے عرض
ہے یعنی اے معشوق تم اپنے رخسارہ کو آئینہ دیکھنے کے واسطے رکھتے ہو پس اس طرح اپنے
رخ کو میرے چہرہ پر رکھ کر دیکھو وہی طبق لعل طشت زر پر کیا اچھا معلوم ہوتا ہے +

سوزن عیسے مشو بخینہ برویم نہ
پیر جن غم مدوز پرودہ شادی مدر

یعنی اے معشوق میری رسوائی نہ کر اور تیاری غم عشق کی نگر اور پرودہ خوشی کے ٹکڑے نہ اڑا +

قصیدہ پادشاہ ہند کے جشن کی تعریف میں اور ابوالزینع سلیمان
عباسی اور محمد تعلق کی تعریف میں

درون پرودہ بہر گوشہ کہ چنگ زنی
نزار مطرب گویاے عندلیب ملواست

یعنی خبر میں مہر وچ کے جن طرف تو ہمارے گائیک ہزاروں نغمہ سرے خوش آواز پائیگا +

اگر نہ خلیفہ برین ست اس ہزار ستوں
چرا قضاے درش عرض گاہ روز جزا ست

عرض گاہ یعنی جاسے ظہور ہزار ستوں نام خیمہ ممدوح کا ہے اور جزا مراد قیامت سے ہے یعنی
اگر اس ہزار ستوں کو خلیفہ برین نہیں کہتے تو اس سے اتنا قیامت کے کیوں ظاہر ہوتے ہیں؟

ابو الریح سلیمان خلیفہ برحق
کہ آستان درش آسمان عز و علالت

یعنی سلیمان ابو الریح وہ خلیفہ برحق ہے کہ اس کے دروازہ کی چو کھٹ کو باعتبار بندی اور عزت
کے آسمان کہنا چاہئے +

ملی چناں حرم آباد زان چناں شامیت
کہ او ستارچ امر خلیفہ دینا ست

درست اور بجا ہے کہ ایسا حرم آباد خیمہ طح کے اسباب بادشاہی سے آراستہ ہے اور کیوں
نہو جس صورت میں کہ وہ تابعدار شاہ روم کا ہے +

سپاہ عدل تو تا صف کشیدہ گرد و جہاں
ز بہر آنکہ عدو در میانہ نا پیدا ست
کشادہ پنجہ دہن باز شیر بر جرخ است
کشیدہ تیغ کمر بستہ کوہ در صحرا است

یعنی اسوقت سے کہ تیرا دشمن جہان سے نابود اور معدوم ہو گیا ہے اسکی تلاش و جستجو میں
تیری سپاہ عدل نے لمبی صف کھینچی ہے اور تمام جہان اسکا دشمن جانی ہو گیا ہے چنانچہ
شیر فلک نے آسمان پر یعنی برج اسد پر جرخ برپا نہاد بن اور پنجہ کھول رکھا ہے۔ اور پہاڑوں نے
جنگلی میں کمر باندھ رکھی ہے اور تلوار کھینچے ہوئے ہیں +

اقلم کہ زرد قبا ہندو لیست در کف تو
اگرچہ آب کش رو بہان ماہ قفا ست
ہزار بار سیمہ کرد چہرہ سہ را

اقلم کہ زرد قبا ہندو لیست در کف تو
اگرچہ آب کش رو بہان ماہ قفا ست
ہزار بار سیمہ کرد چہرہ سہ را

ہنوز در سراو بتلا سے ایں سودا

زرد قبا باعتبار زمین بچیدہ ہونے کے کہا۔ ہندوستان کا باشندہ یا سیاہ فام کیونکہ ہندوستان کے لوگ اکثر سیاہ ہوتے ہیں۔ آکٹش کے معنی خدشتگاریں۔ رویاں مراد انگلیوں سے ہے۔ سہ قبا باعتبار گول ہونے ناخن کے قلم کے واسطے سیاہ فام بہت مناسب کیونکہ قلم کا سراثر سیاہ ہوتا ہے + معنی اشعار کے ظاہر ہیں +

قصیدہ پادشاہ کی تعریف میں

دوش جو شاہد جوش آئینہ در وہاں گرفت
مطر بربخ شوسے راہر سے خواہراں گرفت

سہ خواہراں سرادجات الفش سے ہے۔ شاہد جوش مراد شب سے ہے۔ مطر بربخ شوی مراد زہرہ سے ہے اور بربخ شوسے کنا یہ ہے قمر مشتری زحل عطارد مریخ۔ آئینہ مراد آفتاب یعنی کل جو شاہد جوش لئے آفتاب کو غروب کردیا زہرہ مریخ ستاروں درتیموں خواہروں کے نکل آیا

ترک نیچ پویش مہ ترک کلاہ گرفت
قطب زراطلس سیاہ خرقہ طیلماں گرفت

نیچ بافتہ یعنی کپڑا رشیم کا بنا ہوا۔ قطب نام ستارہ کا ہے۔ اطلس نام ایک ریشمی کپڑے کا ہے طیلماں اُس چادر کو کہتے ہیں جو فاضی اپنے کندھے پر ڈال بیٹھتے ہیں۔ کلاہ زرد مراد آفتاب سے ترک گرفتن و ترک گفتن دونوں کے معنی چھوڑ دینے کے ہیں۔ اطلس سیاہ مراد رات کی تاریکی سے ہے یعنی جب رات ہوئی چاند نے اپنی زرد ٹوپی چھوڑ دی۔ کیونکہ وقت رات کا اور سونے کا تھا اور قطب جو مرد بزرگ ہے اُس نے رات کے وقت اطلس سیاہ کا خرقہ اوڑھا تیار کر لی ہے۔ چونکہ چاند دن میں شعاع آفتاب کے نیچے تھا اسی واسطے گویا ٹوپی زرد پہنے ہوئے تھا جب رات کو شعاع آفتاب سے باہر نکل آیا تو گویا کلاہ زرد کو چھوڑ دیا +

قرص شکستہ سے ہند بر سر سفرہ پیشتر
دور فلک کہ طشت زرا از سر سہفتخاں گرفت

یعنی جو میں در فلک نے طشت زر کو ہفت خوان سے اٹھالیا یا غروب کر دیا اور اس کے بعد بت سے قوس شکستہ کو خانچہ پر جہادیا اور قاعدہ ہے کہ جب دسترخوان پر سے کھانا اور رکابیاں وغیرہ اٹھا لیتے ہیں تو ریزہ نان کے باقی رہ جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ستارے نکل آئے +

کرد سپاہ ترک را لشکر ہند منہزم
منہ چو خدایگان ازاں ملک ہمہ جہاں گرفت

یعنی جب لشکر ترک کو ہندوستان کی فوج نے شکست دیدی اسی باعث سے پادشاہ کو تمام جہان پر قبضہ ہو گیا یعنی آفتاب کو شکست ہو گئی اور پادشاہ ہند یعنی چاند فقیاب ہو گیا یعنی چاند نکل آیا اور رات ہو گئی +

بجھرباغ و بوستان از سرف آں پرست
لاجرم از برائے آں نگہت بوستان گرفت

یعنی چونکہ باغ و بوستان خوشبو زلف معشوق سے فیضیاب ہیں اسی واسطے وہ محبوب گلوں کو خوشبو سے اپنے دماغ کو معطر کرتا ہے ورنہ اس کی غیرت حسن کسی اور سے فائدہ لینا نہیں چاہتی +

غنچہ چو دید ز آئینہ سرمہ کم سفید بیش
حقہ غازہ در سرمہ نیچہ و سمہ ساں گرفت

حقہ بمعنی ڈبہ جس میں مر وادیر رکھتے ہیں۔ غازہ کے معنی گلگونہ یا بٹنہ۔ وسمہ ایک قسم کی نباتات جسے پانی میں جوش کر کے ابرو پر اسکا رنگ لگاتے ہیں بعضے اسے برگ نیل کہتے ہیں اور بعضے حنا کہتے ہیں۔ آئینہ مراد آفتاب سے ہے۔ سرمہ مراد شب سے ہے۔ حقہ غازہ مراد گل شکفتہ ہے اور نیچہ وسمہ ساں شاخ سبز سے مقصود ہے یعنی غنچہ۔ نے سبب معلوم کیا کہ آفتاب نقطہ برسی سے آگے بڑھ گیا اور رات کم ہو گئی دن زیادہ ہو گیا موسم سراپا و عشرت کا گزرتا جاتا ہے بس شاخ برگ گل شکفتہ پیدا کیا اور آرائش کا سامان کرنے لگا +

گیسیدے شرب برابر قامت ترنگ و رشید
ہیچہ زرد سرخ را خود شتر مندہ ساں گرفت

ہیچہ نیزہ کے سر کو کہتے ہیں جو سونے یا چاندی کی ایک گول سی ٹکیہ نیزہ پر قائم کر دیتے ہیں ہچہ نیزہ
مراد آفتاب سے ہے یعنی آفتاب کا معشوق برج حمل میں آگیا اور دن رات برابر ہو گئے ہمارے
موسم آگیا اب تم بھی تماشہ دیکھو +

بسکہ سحاب برو بھر بر سر کوہ موج زد
کشتی لعل پارہ را بر سر بادیاں گرفت

بادیاں ایک پردہ کو کہتے ہیں جو کشتی کے اوپر باندھ دیتے ہیں اور سر کشتی کو بھی کہتے ہیں یعنی مینہ
استقدر برسا کہ پانی پہاڑوں پر لہریں مارنے لگا۔ کشتی لال پارہ یعنی پارہ لال اور یہ سرخ پھولوں
مراد ہے اور بادیاں شلخ سے مراد ہے۔ سر بادیاں گرفتن جلدی دور چلنے پر پارہ سے مراد ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ مینہ برسے اور سردی ظاہر ہونے سے یہی تقاضا ثابت ہوتا تھا کہ شراب کے پیالوں کو
دورہ دو اور جلدی جلدی پیو۔ پارہ لعل کشتی پارہ لعل مراد جام سے ہے +

گل چو کشتاد طشت زر صبح کشید متغ خور
بلبل ازیں قبل نگر وقت سحر فقاں گرفت

یعنی اے مخاطب ذرا غور و فائل کر کہ صبح کے وقت جب پھول کھلا اور زردی ظاہر کی صبح نے اُس کے
پھولنے کے لئے آفتاب کی تلوار کھینچی اور میل نے اس نیال سے کہ یہ صبح میرے معشوق کو تکلیف
دیگی رونا پٹینا شروع کیا اور اس واسطے شور مچایا کہ لوگ بیدار ہو کر اسکو منع کرینگے یا فقط صبح کے ہمراہ
اور ڈرائے کو ٹال نے یہ ڈالی مجاہدی خلاصہ یہ ہے کہ صبح ہوئی پھول کھل گئے۔ آفتاب کل آیا اور میل

تیر ز رسم ناوک جبہ انتقام او
قامت خود ہزار پے بر صفت کماں گرفت

یعنی اے مخاطب وہ بادشاہ ایسا نصف ظلم کا دور کرینا لا ہے کہ تیر میں مادہ ایدارسانی کا تھا
خوف ترکش انتقام سے اپنے قد کو ہزار دفعہ کمان کی طرح خمیدہ کر دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ تیر ایسا کٹر
ہے کہ کسی کے سامنے ترکش خمیدہ نہیں ہوتا لیکن ممدوح کے سامنے کمان کی طرح ٹھک گیا ہے
تیسری یہ تیر سے مراد عطار ہے +

بر سر قصر قد رش از بیم مساس آسمان

شکل نجم ہلال را قامت پاسبان گرفت

یعنی ممدوح کے رتبہ کا محل اسقدر عظیم الشان ہے کہ ہلال بطور چوکیدار کے خمیدہ کھڑا ہے تاکہ ایسا نہ کر آسمان جو کہ محل کے نیچے واقع ہے باسے محل سے نہ لگ جائے کیونکہ آسمان کا اتنا رتبہ نہیں ہے کہ اپنے سر کو محل بادشاہ کے پیر سے لگاسے۔ اس صورت میں فاعل فعل کا آسمان ہے۔ دوم یہ کہ محل رتبہ بادشاہ کا اسقدر بلند ہے کہ اس محل کا چوکیدار اپنے سر کو جھکا کر کھڑا رہتا ہے کہ مبادا میرا سر آسمان سے ٹکرا جائے اور مجھے تکلیف پہنچے واللہ اعلم +

راہ پُر از ستارہ شد خجرا و چو برق نزد خود قمر دو پارہ شد سہم چو در کماں گرفت

خلاصہ یہ کہ جب ممدوح کا پیکان تیر سے نکلتا ہے اسے خوف و وحشت کے ستارے تک فلک سے گر پڑتے ہیں۔ یا یہ کہ جب خجرا دشمن کے جسم پر لگتا ہے تو خون کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ اس خجرا کے جو ہر ستاروں کی مانند چمکتے ہیں اور جب وقت کہ تیر کمان کو پکڑتا ہے چاند کے بھی دو ٹکڑے کر دیتا ہے +

اے کوسمے کہ خجرت صدرمہ ہفتخوان شکست وے تو شبے کہ چاکرت ملکت ہفتخوان گرفت

یعنی اے ممدوح تو ایسا عالیجہ چاند ہے کہ تیرے خجرا نے جرات اور شہرت مصیبت ہفتخوان رستم اور اسفندیار کی توڑ دی اور اسے بادشاہ تو نے اپنی شہرت کے مقابل میں اُن دونوں پہلوانوں کی شہرت گم کر دی اور تو ایسا بادشاہ حمجاد ہے کہ تیرے ادا کرنے سلطنت ہفت سرداران کی محاصل کی اور ہفتخوان سے مراد ساتواں آسمانوں یا زمینوں سے ہے +

برق سحاب خجرت دید عدو سے میرہ دل بر لب بام چشم ز آل ہر قرہ ناوداں گرفت

بام چشم فلک سے مراد ہے۔ قرہ سر سے ابرو کو کہتے ہیں۔ ناوداں بدر و آب کی جسکو ہندی میں یزنا یا نا کہتے ہیں یعنی اے بادشاہ دشمن سیاہ دل نے شاید تیرے سحاب خجرا کی برق کو دیکھ لیا ہے اسی واسطے ہر وقت اتنا روتا ہے کہ گویا اسکی ہر لپ بربنا ہو گیا ہے +

سبزہ زشاخ زعفران ریختہ آب ارغواں
تیغ توچوں حسود را بدرید و جاں گرفت

سبزہ اشارہ تلوار کی طرف ہے۔ شاخ زعفران دشمن کے قدم سے مراد ہے۔ آب ارغواں کنا پتہ دشمن کے خون کی طرف ہے یعنی تیزی تلوار لے دشمن کو ہلاک کیا گویا اس تلوار کے سبزہ نے شاخ زعفران قدم سے آب سبز خون کا بہایا۔

پرچم بیرق تو گیسوے مہنت خواہراں
چوں میرایت بخور روز و غافراں گرفت

پرچم پہاڑی گائے کی دم یا وہ جو سر نشان لشکر پر باندھ دیتے ہیں۔ بیرق جھنڈے کو کہتے ہیں۔ مہنت خواہراں عبارت سات ستاروں بنات انش سے ہے یعنی اسے ممدوح لڑائی کے دن جو تیرا جو علم کا آفتاب تک پہنچ گیا پس اسکا پرچم مہنت خواہراں کی زلفیں بنگیا۔

قصیدہ سلطان محمد صبح اور معشوق کی تعریف میں

بر ورق لاجورد نقطہ زرشد رقم
سوے لب ما میار جز خط جام لے صنم

ورق لاجورد اشارہ آسمان کی طرف ہے۔ لفظ زرماد آفتاب سے ہے۔ ترکی میں سوکے معنی بالی کے ہیں اور عربی میں ٹاٹتے ہیں۔ خط جام خط جسے مراد ہے جو جام جمشید پر سے پہلا خط تھا۔ جام جم پر سات خطوط تھے۔ اول خط جو۔ دوم خط بغداد۔ سوم بصرہ۔ چارم خط ازنق۔ پنجم خط اسفند۔ ششم کا۔ ہفتم خط فرنیہ۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ صبح ہو گئی اور آفتاب نکل آیا اب شرم کا پیا۔

جام چو ماہ تلمع شد سوے پرویں رواں
ماہ لوتش در قفا ہم شفقش در شکم

ماہ تمام صفت ہے جام کی۔ پرویں مراد دندان سے ہے۔ ماہ نور مراد انگلیوں سے ہے۔ شفق اشارہ شراب سرخ کی طرف یعنی شعر ظاہر ہے۔

نقد زواں دہ بہا وز زرق قلب آر لعل

تا دلست از غم رہد خاتم او ساز فم	نقد رواں سکر راج کو کہتے ہیں مگر یہاں رواں کے معنی جان کے ہیں۔ زر قنب کھوٹے روپیہ کہتے ہیں۔ یہاں زر مقلوب یعنی زر بمعنی درخت انگور سے مراد ہے۔ لعل کنایہ شراب کی طرف ہے یعنی لے معشوق تو شراب نہیں پیتا اور مغموم بیٹھا ہے پس مغموم نہ رہو بقیت میں نقدی جان کی سے اور شراب حاصل کرنا کہ تیرا دل غم سے رہائی پاوے اور اپنے دہن کو انگوٹھی اور خاتم اُس لعل کی بنالی یعنی شراب پی لی +
دوش کہ قوس ہلال چوں زہ سیمیں نمود گشت پر از گوئے زر حبیب قباے ظلم	قوس کے معنی کمان کے ہیں۔ زہ چکر کمان کو کہتے ہیں۔ زہ سیمیں مراد ہلال سے ہے اور گشت کو بھی کہتے ہیں۔ گوئے زر مراد ستاروں سے ہے۔ قباے ظلم مراد فلک یا شب سے ہے یعنی کل قوس ہلال کی ظاہر ہوئی۔ تاریخی شب کی کو اکب سے یُر ہو گئی +
در عرض تلج لعل داد مہ از کہکشاں قطب سیہ پوش را جہبہ زریں علم	تلج لعل مراد آفتاب سے ہے۔ کہکشاں چھوٹے چھوٹے ستارے۔ وہ رستہ جو ستاروں کے درمیان واقع ہے۔ قطب ایک نقطہ فرضی کو کہتے ہیں اور لقب ولی اللہ کا ہے۔ ولی اللہ اکثر جامع سیاہ پہنتے ہیں۔ علم کہ معنی نقش نگار کے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب قطب کے ہاتھ سے تلج لعل کا نکل گیا اُس کے بدلے چاند نے قطب کے واسطے زریں نقش کہکشاں کی دی +
شب ہمہ شب آسماں آبلہ روی ہندولیت حلقہ بگوش از ہلال بردر شاہ عجم	آبلہ روی چپک کے داغ والا باعتبار ستاروں کے آسمان داغ چپک کے رکھنے والا ہے معنی ظاہر
گر نہ کشیدی ز رنگ زلف تو بر چین حشم ترک تو بیکان ناز آب نہاد سے بہر حشم	رنگ مراد سیاہی زلف۔ چین مراد سفیدی چہرہ چشم کے معنی لکڑ کے ہیں۔ ترک کنایہ چشم کی طرف

پیکان ناز مراد غمزہ سے ہے۔ جنگ میں نیزہ زہر میں آبدار کر لینے ہیں یعنی جب تک معشوق نے زلف کو آراستہ نہ کیا تھا اسکا غمزہ بھی کارگر نہ تھا اب چونکہ زلف کو چہرہ پر آراستہ کیا ہے غمزہ بھی کارگر ہو گیا ہے اسی واسطے کہتا ہے کہ اگر تیری زلف یہ نہ کرتی تو تیری چشم بھی ایسا کام نہ کرتی

آتش گویاے تست تیکہ گہہ در خشک
سنبل بویاے تست خمزہ گرد بقم

آتش گویا اشارہ لب کی طرف ہے۔ در یعنی در آبدار یہاں مراد سخن یا دنداں سے ہے سنبل مراد زلف سے ہے۔ بقم کے معنی جھپٹہ کے یا کبجہ کے ہیں یہاں مراد رخ سرخ یا لب سرخ سے ہے در خشک کی جگہ قدود ترواع ہوا ہے یعنی شعر ظاہر +

مہ بکمند آورد سنبل تو ہر نفس
یہیچہ پدید آورد آتش تو دم بدم

مہ کنایہ رخسار سے ہے۔ سنبل اشارہ زلف سے ہے یہیچہ معنی ٹالو تو بھگک یہاں مراد دنداں سے ہے۔ آتش مراد لب سے ہے یعنی شعر ظاہر +

ہست بر اثبات حسن چشم تو نص جلی
دارد از آن روے نول بر صائے تم

نص معنی آشکارا۔ علم اصول کی اصطلاح میں آیات قرآنی ظاہر کر دیے کہارتناہ کو کہ یہ نیک ہے یا بد ہے۔ اور فارسی میں کلام صریح اور ظاہر کو نص کہتے ہیں۔ جلی کے معنی ظاہر اور روشن ازاں کے معنی اس سبب کہ نون مراد ابرو سے ہے۔ صا و مراد چشم سے۔ خلاصہ یہ ہے جیسا کہ آیات قرآنی صریح اور ظاہر ثابت کرنے اشیاء کے واسطے اُتری اور وارد ہوئی ہیں اسی طرح تیری آنکھ نبوت حسن کے واسطے نص جلی یعنی آیت روشن ہے اسی باعث سے نون کو مراد ابرو پر لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ حقیقت نون کو صا د پر لکھیں گے تو نص ہو جائیگا +

چاہ زرخندان تست از لب ما خشک تر
چند برد آب چاہ چاہ تو از قلت نعم

ما ضمیر مظلوم کی ہے اور زرخندان کے معنی میں نعل ہے۔ نعم کو قلوب کیا تو من ہو یعنی زرخندان تیری

ہمارے لبوں سے بھی زیادہ خشک ہے پس کب تک تیری چاہ رنخان سیر رتبہ کی آبرو کھٹا جاگی

شحنہ ابرو سے تو دواو بحاجب کماں
تانبو ترک مست دست بہ تیغ ستم

شحنہ کے معنی کو توال کے ہیں حاجب کے معنی چوہا اور دہان۔ ترک مست مراد جہنم سے ہے تیغ مراد غمہ یا اسی اہم سے غمہ سے ہے معنی شعر ظاہر +

اے کف و شمشیر تست قطرہ آبی ویم
قطرہ تو نار بار از یم تو بھر غم

قطرہ آب تلوار سے مراد پتہ مراد ہاتھ سے ہے۔ نار بار باغبانہ خون ریزی کے یعنی تیری تلوار دشمن کی خون ریزی کرتی ہے اور تیری بخشش ہاتھ کے مقابل میں دریا ایک ذرا سی طراوت اور بجائے قطرہ ہے

رومی سودای است کلک تو کز راہ بھر
مشک بچیں مے برد از جہشہ دم بدم

کلک رومی مراد قلم و سق بچیدہ سے ہے۔ سوداے یعنی سیما ہی آلود اور کار بر خللات عقل کے ہے۔ مشک مراد سیما ہی اور دوات سے ہے جبین مراد کاغذ سے ہے۔ جہشہ کنایہ دوات کی طرف معنی شعر ظاہر ہیں +

تیر ترا با قضا سر قدر وریاں
خنگ ترا چوں قلم ماہ بزیر قدم

درمیان کے معنی مابین اور نیام یعنی خانہ تلوار کا۔ ماہ مراد کاغذ سے ہے۔ قضا کو حکم اجمالی کہتے ہیں اور قدر کو حکم تفصیلی یعنی تیری تیغ کے واسطے حالت حکم اجمالی میں ہزاروں حکم تفصیلی ہیں اور حبیب کے تیری قلم کے نیچے ماہ کاغذ ہے اسی طرح تیرے گھوڑے کے واسطے ماہ نعل یا ماہ فلک نیچے قدم کے ہے +

قدر ترا جاے باش بر سر ایوان عرش
خضم تو صاحب فراش زان سوی کتم عدم

صاحب فراش کے معنی مرعوض اور بہار کے ہیں۔ آن سوی یعنی آں جانب۔ ہندی میں کی طرف

کہتے ہیں۔ کتم عدم یعنی پردہ نیستی کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیرا دشمن باوجودیکہ پردہ نیستی کے پرلی طرف
جہاں خوف کا مقام نہیں ہے چلا گیا ہے لیکن تیری ہیبت اس درجہ کی ہے کہ بیچارہ وہاں
بھی مریض اور بیمار ہے +

ملک بتوالائق ست ہلاک بدشمن ملی
فرق فریدون وتاج کا وہ وسندان ودم

کاوہ نام ایک مشہور بہار اور آہن گر کا ہے جس نے فریدوں سے ضحاک پر چڑھائی کی۔ سند
کوہندی میں اہرن کہتے ہیں۔ دم کے معنی دھونکے ہیں ممدوح کو فریدوں اور دشمن کو کاوہ
آہنگ فرض کیا۔ پس خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اسکی یاقوت کے موافق رتبہ ملتا ہے۔
اسے ممدوح تیری یاقوت ملک اری کی جتنی تیرے کو ملک مرحمت ہوا اور دشمن کو جو ہلاک کرنے کے
لائق تھا ہلاکی عنایت ہوئی +

لے زخليفة ولي گاہ نفوذ امور
وے ز لطيفه علي گاہ عطا وكرم

خليفة مراد شاہ روم یا ذات باری تعالیٰ سے ہے۔ ولی کے معنی دوست اور مقرب خدا کے ہیں
یہاں نائب لطیفہ کے معنی خیر اور نیکی۔ نیکی سخاوت اور شجاعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
مخصوص ہے۔ معنی شعر ظاہر +

رایت وراے ترا نام گرفتہ ایام
شمس سماء المندے ظن الہ النعم

ایام مراد شاہ روم سے ہے شمس سماء اہدی یعنی آفتاب سمان ہدایت کا۔ نعم بمعنی نعمت
مخلص یہ ہے کہ تیری رائے کا نام ایام روم خورشید فلک ہدایت یعنی آراستہ کرنیوالا ہدایت کا سا
خدا کا تیرے نیزے کا نام لیا ہے +

فتح تو تا نصب کرد بیریق رنح عدد
گاہ بجز بہت قید گاہ بجز است ضم

فتح کے معنی ظفر کے بن اور نصب کے معنی قائم کرنا۔ بیریق کے معنی ننہو۔ رنح کے معنی دھڑکنا۔

جر کے معنی کھینچنا۔ قید بمعنی مقید کرنا۔ ضم کے معنی ملنا یعنی جبوقت سے تو نے نیزہ کو دشمن کے دور کرنے کے لئے قائم کیا ہے اسوقت سے اب تک کبھی تو وہ دشمن کشاکشی فوج میں مقید ہے کبھی تڑوانے اعضا سے ملا ہوا ہے۔ شاعر نے اس شعر میں حرکات ثلاثہ جمع کر دی ہیں +

پیش ضمیرت چو صفر ایسیج حسابے نیافت
بر سر لوح بیاں عقدہ جذر اصم +

صفر کے معنی خالی کے ہیں۔ حسابے نیافت کچھ گنتی ہی میں نہ آیا یعنی حقیر ہو اچھرتہ نہ پایا۔ عقدہ مشکل کو کہتے ہیں۔ جذر دو قسم کا ہوتا ہے۔ منطوق۔ دوم اصم۔ منطوق وہ ہے جس کا جذر و مجدد دونوں عدد سالم اور پورے نکلیں اور جذر اصم اسے کہتے ہیں جس کا جذر و مجدد و کامل نکلیں یعنی اسے مدوح باوجودیکہ روز ازل سے آج تک زمانہ کے محاسبان میں سے کسی سے جذر اصم بدون کسر کے کبھی نہیں نکلا پس ایسا امر مشکل کر اسکا حل محال ہے تیرے ضمیر سرار گشتا کے ننانے صفر کی طرح داخل حساب نہیں اور بہت آسان ہے +

گرچہ بمیدان خواص بستہ بر اسب تو تنگ
حال تختت تو باد صہوہ یکران جسم

خواص خدمتگار ممتاز۔ تنگ گھوڑے کی زین پر نوازشت کے استحكام کے واسطے باندھے ہیں صہوہ گھوڑے کی پشت کو کہتے ہیں۔ جسم مراد سیماں سے ہے یعنی اسے مدوح فی زمانہ حاکم اکثر شے کا تو ہے مگر پہلے تیری حکومت ہوا وغیرہ پر نہ تھی اب کے بعد خدا کے فضل سے تیار چیزوں پر تیری حکومت ہو گئی ہے۔ یعنی حضرت سلیمان کی مانند ہوا تیرے تخت کی گٹھائیوں کی

کیسہ زرم افتد از کمر ترک روز

بر سر ہندو ہندو لگن پڑ دم

کیسہ زرم آفتاب سے ہے۔ ترک روز خود روز سے مراد ہے۔ ہندو سے مراد شب ہے۔ لگن پر دم مراد آسمان سے ہے باعتبار کوکب کے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک روشنی آفتاب دور ہو یعنی رات ہو جانے اور رات کے وقت ستارے دکھائی دیں اور یہ بات قیامت کی

تا لگن آسمان مشعلہ وار شب است

	<p>دود چراغ تو باد شمع سرے قدم حاسد بد مہر باد ورتب ولرزہ چو مہر درقن خود کشد روز دق و شب ورم</p>	
<p>مشقہ مراد چاند سے ہے۔ دق ایک قسم کی تپ اندرونی کا نام ہے جس سے مریض روز بروز لاغر خدام ہوتا جاتا ہے۔ دق و درم سے مراد کئی ویشی ہے۔ یعنی جیتک روز و شب میں کئی ویشی رہیگی۔ یعنی قیامت تک تیرا حاسد بد خلق آفتاب کی مانند تیاں ولرزائیں رہیگا +</p>		
<p>قصیدہ مدوح کے علم کے وصف اور اس پیش قدم کی تعریف میں</p>		
<p>کہ دید شستی بادی میان آب رواں کہ بہشت ماہ مسافت رود بیک دو قدم</p>		
<p>شستی مخفف شستی۔ بادی میں یا سے عظمت یا تو صیغی ہے۔ آب رواں باعتبار تیزی اور کھپا روی اور مہوار رفتار کے کہا۔ بہشت ماہ مراد مسافت دو قدم سے ہے۔ کیونکہ نقش نعل گھوڑے سے صورت ماہ کی پیدا ہوتی ہے۔ یعنی مدوح کے گھوڑے کو باعتبار تیز رفتار سی کے ہوا کہتا چاہئے۔ اور باعث مہوار سی رفتار کے آب میں داخل ہوتا ہے۔ ایسا گھوڑا تو کسی نے بھی نہیں دیکھا جو دو قدم میں مسافت بہشت ماہ کو طے کرے اور نصرت کے معنی ساتھ ہیں اور عدد حرف سین کے بھی ساتھ عدد ہوتے ہیں پس جب حرف سین کو آب میں خل کرینگے تو آب ہو جائیگا</p>		
<p>زہے سکندر دارا غلام سام سام زہے محمد موسی کف و سیما دم</p>		
<p>یعنی ہمارا مدوح عجب بادشاہ ہے کہ تمام بادشاہوں سے زیادہ ہے کیونکہ اس میں معجزات نبیوں کی بزرگی اور عظمت بادشاہوں کی سبب دونوں موجود ہیں +</p>		
<p>زہے سرے تو ایوان کبریا سے ازل۔ زہے در تو حریم سادات قدم</p>		
<p>بعض نسخوں میں بجایے ایوان کے خاں اور یا یا جاتا ہے مگر ایوان بہت درست ہے۔ خاں اور</p>		

ایک موضع ہے ترکستان میں خوب اور نفیس یعنی تیرا خانہ عجیب ایوان بزرگی کا ہے کہ سیر ہمیشہ بزرگی رتی ہے اور عجب دروازہ چار دیواری سر پر دہ صدقا حق تعالیٰ کا ہے یعنی صفات حق تعالیٰ کی ہمیشہ اس میں مقیم رتی ہے +

چو دید دولت بیدار از جہاں بجز بخت
اگر فتنہ دست برادر اجل بنیل و حشم
نه فتنه ماند و تعدی نه ظلم ماند و جفا
نه سقم ماند و منکبر نه جور ماند و ستم

فاعل گر بخت و گرفتہ کا اجل ہے اور برادر اجل خواب ہے ہو جیسا اسکے النوم اخ الموت قیل کے معنی گروہ سواروں کے یہاں خیل و حشم مراد تابعین سے ہے یعنی جب اجل نے تیری دولت بیدار دیکھی اپنے بھائی خواب کا ہاتھ پکڑ کے مع راجحین کے بھاگ گئی +

الم نه وید ز نطقت زبان استفهام
اگر آں الم خبر سے نیست مبتدا را تم

یعنی اے ممدوح تیرے زمانہ فرحت انجام میں رنج و الم اٹھاتا تو ایک بڑا امر عظیم ہے الفاظ رنج و الم گفت و شنید یعنی بات چیت تک میں بھی نہیں آتے۔ الم لفظ مفرد رنج و غم کے معنی میں ہے اور لفظ مرکب میں تہذہ استفہام کا ہے اور الم نفی جملہ جو اکثر شروع کلام میں آتا ہے اور استفہام کے واسطے بولا جاتا ہے اسکی صورت اور الم مفرد کی صورت ایک ہی ہے اس واسطے زمانہ میں الم میں صدر کلام سے کہبتا ہے خبر و آگاہی نہیں +

بکار خانہ گردوں ز رفت و رست

کہ رخت بخت خرد مشتری بی بیع سلم

خرد کے معنی میخ و صیغہ خل کا ہے مشتری نام ستارے کا ہے جو آسمان ششم پر قاضی کا ہے جبکہ سعد اکبر کہتے ہیں بیع سلم ایک قسم کی بیع ہے جو قیمت شے کی بائع کو بیعہ تیاریا شے سے دی جائے اس میں سات چیزوں کی شرط ہوتی ہے۔ اول جنس۔ دوم نوع سوم چہارم وصف پنجم وعدہ ششم جائے تسلیم ہفتم اس المال یعنی تعداد مبالغات قیمت یعنی

آسمان پر بیاعت تیرے دروازہ کی بلندی کے یہ امر مقرر ہوا اور مانا گیا ہے کہ مشتری باوجود
سعادت رکھتا ہے لیکن اپنے نعمت سعادت کا اسباب تیرے دروازہ سے مرید اور حاصل کرتا

بر آستان تو یک حج فداش صد عمرہ است
کہ پایگاہ تو آمد چو پیشگاہ حرم

عمرہ کے معنی زیارت کے ہیں کہ حاجی جو احرام باندھ کر مکہ سے تیغیم میں جو تین کوس مکہ سے ہر
اور وہاں جا کر نفل ادا کرتے ہیں عمرہ کہتے ہیں یعنی اُسے مدوح تیرا آستانہ جو قبلہ گاہ حقیقی
ہے ایک حج ادا کیا جائے تو اُس حج کے سو عمرے اس پر فدا ہیں کس واسطے کہ تیرا ادنی مرتبہ
اعلیٰ مرتبہ کعبۃ اللہ کی برابر ہے یہ بات معاذ اللہ کفر شدید ہے مگر بموجب اسے مجوز لاشائع لایجوز

لوے فتح ترا آل چناں نصیب گردند
کہ افسر ہمز غول است طاسک پرچم

گردند کا فاعل ملازم و خادم یا کارکنندگان قضا و قدر میں ۔ سر غول نام ستارہ کا ہے جو دیو کا
سر ہاتھ میں لئے ہوئے انسان کی صورت آٹھویں آسمان پر واقع ہے ۔ طاسک چھوٹا تر
یعنی شمالی جو نیروں کے سر پر ہوتی ہے ۔ پرچم دم گاؤ کو ہی کہتے ہیں اور ایک دستہ
بالوں کا یا ابریشم سیاہ کا نیروں کے سر پر لگاتے ہیں ۔ ہندی میں اسکو پھریرہ کہتے ہیں ۔
خلاصہ یہ ہے کہ تو نے نیزہ فتح کا ایسا قائم کیا ہے کہ وہ نیزہ فلک شہتم پر پہنچا اور طاسک کا
اُسکا سر غول کا بھی افسر ہو گیا اور اُس سے بھی بلند ہو گیا یا افسر غول بذات خود اُس نیزہ
کا طاسک پرچم ہو گیا +

چو ترک امر دہ شد سوار بر ادھم
پہر بر سرش افشاند طشتہاے دم

ترک امر دہ مراد چاند سے ہے ادھم سیاہ رنگ کے گھوڑے کو کہتے ہیں یہاں مراد آسمان
یا شب سے ہے ۔ طشتہاے دم مراد آسمان سے ہے باعتبار کہ اکب کے ۔ خلاصہ یہ ہے
کہ چاند نکل آیا اور تار سے بھی طلوع ہوئے +

کلاہ نقرہ خامش باختران مرصوع

قبائے اطلس سبز ش بھکشاں معلّم	خام کے معنی خالص کے ہیں۔ کلاہ فقرہ خام مراد قمر سے ہے۔ مرسوع کی جڑ اوقبائے اطلس نہ مراد آسمان سبز رنگ سے ہے۔ معلّم کے معنی منقش معنی شعر ظاہر +
ردائے عودی او از ترنج زر ناشی ہنیاسے چہرہ او از طلوع صبح دژم	عودی کے معنی سیاہ جب عود کی مانند۔ ردائے عودی مراد شب سے ہے۔ اور دونوں ضمیر میں ماہ کی طرف پھرتے ہیں۔ ترنج زر مراد آفتاب سے ہے اور ترنج ایک قسم کا بڑا ٹکانوں کا جو انگرکھ وغیرہ پر لگاتے ہیں۔ ناشی بمعنی پیدا ہونے والا۔ دژم کے معنی مغموں یہاں کنایہ سیاہ سے ہے یعنی چار سیاہ ماہ کی جو شب سے تجاوز کرنے اور غروب ہونے آفتاب سے پیدا ہوتی ہے +
کشاد تائبش او تنگہائے کیسہ زر کشاد بر سر او شام سائبان ظلم	دونوں ضمیر میں ماہ کی طرف پھرتی ہیں۔ تنگہ زر دیول و تنگہائے کیسہ زر اشارہ کو اکب کی طرف ہے۔ ظلم مراد شب سے ہے یعنی روشنی قمر نے ستاروں کو ظاہر کیا یعنی جسوقت چاند نکلا اور تارک طلوع ہوئے شام نے قمر کے سر پر سائبان تاریکی کا ڈال دیا +
چو چنگ میشود از قرب دف و یک رباب فروں تر است ز ہر دو باتفاق اُحم	چو چنگ یعنی خمیدہ میشود کا فاعل ماہ ہے۔ دف مراد آفتاب سے ہے اور چاند ہینے کے اول اثر انوار نایح میں آفتاب کے قریب ہلال کی صورت بن جاتا ہے۔ رباب نام ایک ساز کا ہے جسپر ہرن کا چڑا لگاتے ہیں اور عربی میں ابر سفید کو کہتے ہیں۔ یہاں ابر سے ہی مراد ہے۔ خلافت یہ ہے کہ اگرچہ چاند قرب آفتاب سے خمیدہ ہوتا ہے لیکن مخلوقات کا اس پر اتفاق ہے کہ ابر دو کو سے نیچے ہوتا ہے اور اسکا نیچے ہونا ظاہر ہے۔ یہ معنی فروتر ہونے کی صورت میں ہونگے جیسا کہ اکثر سخنوں میں پایا جاتا ہے مگر فروں ترک کی صورت میں یہ معنی ہونگے کہ ابر آفتاب سے ہر دو سے غالب ہے کیونکہ ابر دونوں کو پوشیدہ کرتا ہے +

گئے شود چو کہاں گئے سپر گئے تیر
چوروے و ابروی وزلف زرہ نگار صنم

شود کا وہی چاند ہے جو بصورت کمان یعنی ہلال اول اور آخر تاریخوں میں ہوتا ہے۔ سپر گویا
بدرو جو دھوپیں تاریخ میں ہوتا ہے زندہ نگار یعنی پیدار یہاں زلف کے بال سے مراد ہے
تیر چاند کے باریک ہونے سے مراد ہے جو مثل بال محبوب کے باریک و خمیدہ ہوتا ہے معنی شعر ظاہر

چو ماہ من کشد از ہند گرد ترک ششم
ز ملک سینہ بر آرد دمار لشکر غم

ہند مراد زلف یا خط سے ہے۔ ترک اشارہ رخسارہ کی طرف ہے بعضے مراد ششم سے لیتے ہیں چشم
کے معنی لشکر کے ہیں۔ دمار کے معنی ہلاکت کے ہیں یعنی جبوقت میرا مشوق زلف کو رخسارہ کے
گرد لٹکاتا ہے ایسی خوبی ظاہر ہوتی ہے کہ سینہ عشاق سے لشکر غم کو ہلاک کر دیتا ہے +

شفق مثال بخوناب دل کنم مرقوم
کتاہماے عمش را کتابہماے علم

بعض نسخوں میں کتبہا پایا جاتا ہے یعنی کتبہ بروزن نصیبہ معنی شکار و قلعہ حیر کا نام ہے۔ کتبہا
غم میں اضافت نصیبہ ہی ہے۔ جو م و تاریکی غم و تشکیں باندھتے ہیں کتابہ بکسر جلی خط سے
جو مسجدوں اور قبروں پر لکھتے ہیں یعنی زیادتی عشق سے شفق کی مانند اپنے دل کے خون چاہ
سے کتابی نیزہ بر اس معشوق کے غم عشق میں لکھتا ہوں اور قاعدہ ہے کہ نیزہ کی چادر پر آیت
فتح کی لکھ دیتے ہیں۔ نصیر من العرو فتح قریب +

زہے بست گہر تر نشاندہ در یا قوت
خفت ز غالیہ زنجیر بست گرد بقم

گہر تر مراد دنداں سے۔ یا قوت مراد لب سخن یا دہن۔ بقم کے معنی جھپٹے کے ہیں مراد رخسارہ
ہے یعنی اے معشوق عجب تر سے لب میں کہ گہر آبدار کو یا قوت میں بٹھایا ہے اور عجیب تیرا
خط ہے کہ غالیہ کی زنجیر بقم کے گرد باندھی ہے +

بخردمان تو اسے آفتاب مہر انگیز

	کہ دیدہ فرزند کہ پرویں درو بود مدغم	
	مدغم کے معنی درج کیا گیا اور پوشیدہ اہتمام گھوڑے کے سہ میں لگام سینے کو کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیرے دہن کے سواے پرویں کو ذرہ میں پوشیدہ کس نے دیکھا ہی نہیں تھا	
	چو کلک خسرو ملک ست خط سبر لبیت کہ ہر دو بر ورق ماہ میکشد و رقم	
	ماہ کنایہ کاغذ سے اور چمچرہ مطلوب سے ہر دو کا اشارہ ملک و خط کی طرف ہے معنی ظاہر ہیں	
	خدا یگان سلاطین محمد تعلق گزیدہ خلفا بوالمجاہد اعظم	
	بوالمجاہد کنیت مدوح کی ہے یعنی وہ بادشاہ جس کا میں نے ذکر کیا خداوندگار بادشاہوں کا محمد بن تعلق ہے جو خلاصہ خلفاء مسند نشین جناب سول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے	
	اگر سحاب کف تو نخی نمیدادش نمر سمر نشدے از ہمال کرم کرم	
	نم یعنی آب کرم بروزن نرم یعنی درخت انگور و کرم نالی بمعنی بخشش یعنی اگر درخت انگور تیری سخاوت کا ابر کی سی طراوت نہ دیتا میوہ درخت انگور سخاوت کا مشہور ہوتا +	
	جہاں ز آتش تیغ تو گرد ظلم انداخت کہ روئے آب نگر در ز سیر یاد دژم	
	دژم کے معنی مغوم کے ہیں اور مراد چین بر چین ہونے سے ہے۔ گرد ظلم انداختن ظلم کو فیست و نابود کر دینا اور سیر کے معنی زقار کے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیرے انصاف کی تلوار سے ظلم جہان سے معدوم ہو گیا کہ حرکت و زقار باد سے روئے آب بر چین نہیں پڑتی سنگین کے چہرے پر چین پڑتی ہے اسوا سبط چین کو غم سے تعلق ہے۔ شاعر نے اس شعر میں اور یہ عناصر یعنی گرد باد آب آتش جمع کئے ہیں +	
	مباد آئندہ عمر تو دے تیرہ اگرچہ صورت بیچارہ صد برآمد دم	

صورت پہار صد میں تعبہ اسم صورت کا نکلتا ہے کس واسطے کہ لفظ صورت میں حرف (ت) کے جابر سو عدد ہوتے ہیں جب (ت) کو دور کیا تو صورت حاصل ہوا جو قیامت کے دن چمکیگا یعنی اگرچہ قیامت ہو جاوے اور صورت آواز کرے لیکن تیری عمر کا آئینہ ایک دم تیرہ اور مگر نہو وے یعنی تو ہمیشہ زندہ و سلامت رہے +

قصیدہ صبح اور شب کے خیالات میں اور قلم کی تعریف میں
 ملح ممدوح کی طرف گریز

باز بودست چرخ بال زناں در ہوا
 مار سیف دست صبح مہر ز در قفا

بال زناں یعنی آڑھین والا صبح کو مار سیف باعتبار خط طویل صبح کا ذب کی کہا۔ مہر زمر مراد آفتاب ہے خلاصہ یہ ہے یعنی آسمان ایک نیلے رنگ کا ٹکڑا ہے کہ مار صبح کو دیکھ کر کھلنے کو دوڑا ہے +

مرغ سر انداز شد بلبہ دمساز شد
 زاغ سید باز شد در قفس انزوا

یعنی صبح ہو گئی اور مرغ آواز لگانے لگے مرغ آواز بانگ کرتے ہوئے سر جھکا لیتا ہے اور قفل صراحی کی آواز مرغ کے موافق ہوگی اور نثار ہے کہ صراحی شراب سے بھری ہوئی قفل کرتی ہے۔

۔۔۔ گرگ سحر نوک دم بر سگ جبار زد
 کاہوسے زرد اسد ابرہ شد در چرا

جبار ایک شکل سناروں کی ہے اس طرح سے کہ ایک شخص عصا ماتھے میں لئے ہوئے اور شیر مائل کئے ہوئے دو کر سیول پر کھڑا ہے اُسکے نزدیک ایک اور ستارہ ہے جسکو کلب جبار یعنی سگ جبار کہتے ہیں۔ اسد کے معنی شیر کے ہیں اور ایک برج ہے آسمان پر اور برہ برج حمل کو کہتے ہیں۔ گرگ سحر اشارہ صبح کا ذب کی طرف ہے۔ نوک دم خط طولانی جو صبح میں ہوتا ہے آہوسے زمر مراد آفتاب ہے معنی شمع کے ظاہر میں +

پختہ لبے را نشان در پس بادام چنگ

تا دہر ابریشمِ فندقی تر را نو	
ابریشم سارے تاروں کو کہتے ہیں۔ فندقی ایک دلائی ہوہ ہے سرخ رنگ کا۔ یہاں مراد لبغفر اور انگشتِ خالہ سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی لپٹ لب کو چنگ بجانے کے واسطے ٹھکانا کہ ہسکی انگلیاں تار ساز کو جائیں +	
سوے سہ چارہ پنج سہ نو فرست تا سوے پرویں برد از شفق تر عطا	
پنج سہ اشارہ انگلیوں کی طرف ہے۔ سہ چارہ کناہ جامِ فقرہ کی طرف شفقِ قریشراں سرخ سے مراد ہے یعنی بھرا ہوا پیالہ شراب کا ہاتھ میں لے اور منہ کی طرف لیجا +	
سہ خفتی شب روند آئینہا در قفا سیم طلب در میاں ز رنگی زریں قبا	
سہ خفتی مراد بین انگلیوں سے ہے۔ شب روند کو کہتے ہیں یہاں سیاہی پر چلنے والے سے مراد ہے جو کہ قلم ہے۔ آئینہ مراد ناخن موصاف سے ہے۔ زریں قبا اس اعتبار سے کہا کہ بادشاہوں کے قلم و قریطاس سے لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی انگلیاں سیاہ قلم کو لیکر لکھتی ہیں۔ اور آئینہ اپنی پشت پر رکھتے ہیں۔ شب روند سے مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ قلم سیاہی حروف پر چلتی ہے یا سیاہی دوات کی طرف جاتی ہے +	
کہہ پنج قیرگوں فرق کشد بر مہر گاہ کند سرنگوں در بر بحر آشنا	
قیر روغن سیاہ کو کہتے ہیں جو اذیتوں کی پشت پر ملا جاتا ہے۔ آشنا بمعنی شننا یعنی تیرنے والا اور قیر مراد کاغذ سے ہے۔ پنج قیرگوں مراد سیاہی سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قلم اپنے سر سیاہی آلو کو کاغذ پر لگاتی ہے اور کبھی مدوح کی جردست شنناوری کرتی ہے یعنی لکھتے ہوئے اپنے سر کو کاغذ پر لگوں کر دیتی ہے۔ اور کبھی جو حوات میں شنناوری کرتی ہے +	
زردہ شمشاد و شس سرکش سہ تن غلام آب غور او بہند تا غننش بر خطا	
یعنی قلم ایک اسب سرکش ہے کہ تین باگیں رکھتی ہے اور بلوچہ مددِ عثمان ہونے کے آگے آئے خوا	

کی جگہ بند وستان یعنی دوات میں ہے اور اسکا دھڑنا کاغذ پر ہے۔ یہی معنی سے عنان ہونے کی صورت میں ہیں اور در صورت سے تن غلام کے معنی سے انگشتان کے ہیں۔ مگر چہ سے عنان بھی اشارہ انگشتان کی طرف ہے۔ خطا گناہ کاغذ سے ہے اور ہند مراد دوات سے ہے +

سلسلہ بند و ز شام پر سحر این باہ نو
غالیہ ساید مدام علاج بدیں سکھڑ با

شام مراد سیاہی سے ہے۔ سحر اشارہ کاغذ کی طرف۔ باہ نو قلم کہہ رہا بھی کنایہ قلم سے ہے یعنی قلم جو کہ ہلال ہے سیاہی سے کاغذ پر سطروں و حروف پیچیدہ لکھتی ہے اور علاج یعنی کاغذ قلم سے غالیہ یاں کرتا ہے +

اول او مال دو نیمہ پنجہ دوم
سوم او چار دہ بہست بریں چل گواہ

مال یعنی مجذور۔ نیم یعنی نصف۔ دوسری مراد دس عدد ہیں اس طرح سے کہ حرف دال کے چار اور حرف واو کے چھ مجموعہ دس ہوا۔ اس کا مجذور سو ہیں۔ اور سو عدد حرف قاف کے ہوتے ہیں۔ پنجہ کے عدد بحساب الجبر ساتھ ہوتے ہیں اور اسکا نصف تیس ہوتے۔ اور حرف لام کے تیس ہوتے ہیں۔ چار و یعنی دہ کو چار بار لیا تو چالیس ہوتے اور چالیس (م) کے ہوتے ہیں پس مجموعہ ہر حرف سے قلم حاصل ہوتا ہے +

از صد و ہفتاد او گر فگنی اند کے
باقی اورا تو او خواند یکے بے ریا

اعداد قلم کے ایک سو ستر ہوتے ہیں جب اس میں قل گرا دو جو یعنی اند کے کے ہے تو یکے رہتا ہے اور یکے کے اعداد چالیس ہوتے ہیں اور چالیس میں کے ہیں پس قلم ہو گیا +

از شش و یک نمکتہ سنج بازی کے زن بہ پنج
پس لی سوادش بر قلب یکے اند دوتا

سواد یعنی سیاہی۔ قلب کے معنی دل کے ہیں۔ واژ گول گردن یعنی جا بجا لیجانا۔ مصرعہ اول قلم کا لایہ اور مصرعہ ثانی سے دوات۔ لفظ شش کے چھ ہوتے ہیں۔ اور چھ سو حرف خا کے ہوتے ہیں اور اے کا ایک ہوتا ہے پس خا ہو گیا اور لفظ یکے کے چالیس ہوتے ہیں اس سے میم لیا

اور پانچ ہائے ہوز کے ہوتے ہیں پس اس طرح سے خاتمہ ہو گیا اور یکے سے الف لیا کیونکہ قلب پوشیدہ ہوتا ہے اور یکے میں الف پوشیدہ ہے اُس سے ایک لیا۔ دوا میں سے ایک کو یعنی تاکو واژگوں کیا یعنی اُلٹا پاس دوات ہو گئی +

تخت گہہ ماہِ رُخس و شیریں سخن
دہشتگاہ شاہِ را نو خطِ فرماں روا

یعنی اگرچہ قلم ماہ یعنی کاغذ پر ایک بادشاہ شیریں کلام ہے مگر ممدوح کی دست گہہ کے واسطے ایک معشوق فرمانبردار ہے +

مارِ سیاہت مرا مورچہ زرد کرد
داد من آخر دہد شاہِ سلیمان لوا

مورچہ زرد یعنی لاغر و ضعیف کر دیا۔ مورچہ نہایت کمزور اور چھوٹے سے چھوٹے کو کہتے ہیں معنی تنہا

آنکھ ز فیض عطاش آزد گدا شد غنی
و آنکھ ز فرط سخاش بجز غنا شد گدا

یعنی ممدوح کے فیض عطاش سے حص جو فقیر تھی غنی اور دولت مند ہو گئی اور اُسکی فرط سخا سے بجز غنی اور نو محقر تھا باعث نکلیانے دروگوں کے گدا ہو گیا +

شاہِ فلک آستان ماہِ ملک آستیں
قہدی موسے جییں عیسے جہم اعتلا

یعنی وہ بادشاہ ہمارا آسمان کی سی چمکتا امامہ ملک آستیں ہے ہدایت کرنے والا اور عیسے کے سے دعبہ والا ہے موسیٰ سلیمان کے رتبہ والا ہے +

کفش گداے درش چوں فگندہ میخ نعل
خاتم دستش کند خاتم دست سخا

جو کہ انگلی میں انگلی کا ہونا مسند ہے اس واسطے کہتا ہے کہ اس میخ نعل کو خاتم وقت سخاوت کی مسند بنی سخاوت کی کرتا ہے۔ دشتش کی (دش) خود کے معنی میں مستعمل ہے۔ دوم یہ کہ خاتم بادجو دیکھ سخاوت میں مشہور ہے پھر بھی اگر بادشاہ کے دروازہ کے فقیر کی جوتی کا ایک نون

گریرے تو حاتم اپنی تمام سخاوت اور بخشش سے اُس کو زیادہ جان کر اپنی ہمد کی انگوٹھی بنا

گر مئی خورشید تو زلالہ فشاں ابر شد
خجروں ریز تو لالہ فشاں گندنا

بعض نسخوں میں بجائے لفظ خورشید کے شبدیز پایا جاتا ہے۔ شبدیز کے معنی شبنم کے ہیں اور خان آرزو کا قول ہے کہ شبدیز نام گھوڑے خسرو پرویز کا ہے جسکا رنگ سیاہ تھا اور شبدیز لفظ مرکب ہے شبد اور دیز سے کیونکہ دیز کے معنی رنگ کے ہیں۔ سنتے ہیں کہ شبدیز تمام جہان کے گھوڑوں سے چار بابت بڑا تھا۔ گندنا ایک قسم کی نباتات میں سے ہے مثلاً سیر یعنی تسن۔ شبدیز اسپشکیں یا قلم سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسے مدوح تیرا گھوڑا باعتبار تیز روی کے مثل ابر کی ہے جو اسے بر مانتا ہے اور تیرا خنجر باعتبار سبزی کی مثل سیر کی ہے جو دشمن کی خونریزی کرتا ہے اور حقیقت میں فولادی ہے۔ لالہ فشاں باعتبار خون کے قطرات ٹپکانے کے کہا +

قصیدہ نگر کوٹ کی فتح اور اُس کی تعریف میں

چو شاہ شرق جہاں گیر عالم بال
بفر و خانہ سرد وزیر شد تنہا

شاہ شرق مراد آفتاب سے ہے۔ فروخانہ سرد مراد برج سرطان سے ہے۔ نجومیوں کے نزدیک آفتاب اور چاند کے واسطے ایک خانہ ہے اور ستاروں کے واسطے دو دو خانے ہیں اور سرطان برج آبی ہے اس واسطے سرد کہا یعنی آفتاب برج سرطان میں کہ شروع ماہ سالوں کا ہے گیا۔ وزیر

مراد ماہ سے ہو +
چو بام چشم بلند است و باز مردم چشم
از آں سواد وے آمد میانہ دریا

سواد کے معنی طرفیں و بام چشم مراد ابرو سے ہے۔ دریا عبارت دریا سے ہے یا مراد خندق سے ہے جو فلعہوں کے گرد اگر دھرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قلعہ ابرو کی مانند بلند ہے اور باعتبار سفیدی اور سیاہی گچ جو نہ کے مثل مردم چشم کی ہو دوسرے یہ کہ قلعہ سیاہ اور سنگین کہ اندرون دریا سبز جسکا پانی سفید ہے گویا ناند مردم چشم کے واقع ہوا ہے +

<p>صفے کہ چوں مژدہ در پیش حاجباں میرفت ہزار کوکبہ بر کوکبہ ہزار لوا +</p>	
<p>حاجباں بمعنی نقیب و قیب و چوبدار۔ کوکبہ بمعنی سپاہ و ابنوہ۔ چونکہ سوادیموں میں ایک عظم تھا ہے پس ہزار علم ایک لاکھ آدمیوں میں ہونگے۔ پس اسی قیاس پر تعداد اور فوج کو بھی دریافت کرلو</p>	
<p>زرد و مشعلہا سے فوشت بر مرہ تیر سواد آیت اسرے لجدہ لیلہ</p>	
<p>تیر کے معنی عطار کے ہیں جو دیر فلک اور فاعل نوشت کا ہے اور سواد کے معنی مضمون یہ آیت کلام مجید میں اس طرح واقع ہوئی ہے۔ سبحان الذی اسری لجدہ لیلہ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصى الذی بارکنا حولہ لیرینس آیتنا انہ ہوا سمیع البصیر۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جو لگیا اپنے بندہ کو رات کی رات ادب والی مسجد سے پر لی مسجد تک جس میں ہم نے خوبیاں رکھی ہیں تاکہ کفار اُسکو اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا اور دیکھنے والا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ قلعہ میں مخرج کا جانا برا ہے جناب رسول مقبول کے معراج اور آسمان پر تشریف لیجانے کے مشاعلوں کی دھویں سے عطار یعنی محر فلک مضمون لکھتا تھا +</p>	
<p>ابو الرزق سلیمان عہد مستکفی مدیر شریع بنی شمع دودہ خلفا</p>	
<p>ابو الرزق کنیت خلیفہ کی اور نام وزیر حضرت سلیمان۔ مستکفی بمعنی کفایت کنندہ اور نعم خلیفہ زوم کا بھی مستکفی باللہ یعنی وہ خلیفہ جکا بیت سابق میں ذکر ہو چکا ہے + ابو الرزق ہے سلیمان وقت کا اور کفایت کنندہ امور دارین کا ہے +</p>	
<p>قصیدہ سلطان محمد ملوک کی تعین اور ستارہ نچی صیف میں</p>	
<p>بر سر چاہ زہرہ ہیں آہوئے زرنکار را میل سوئے کہاں نگر ترک سناں گذارا</p>	
<p>چاہ زہرہ مراد برج عقرب سے ہے۔ ترک سناں گذارا آہوئے زرنکار مراد آفتاب سے ہے۔ یعنی</p>	

آفتاب کو کنارہ اور آخر برج عقرب میں دیکھو اور اسکی رغبت کمان یعنی برج قوس کی طرف دیکھ کر قوس
برج قوس میں داخل ہو جائیگا خلاصہ یہ ہے کہ موسم جالوسے کام ہے +

بر سر طاس آبگوں سوئے سرے شتری
رقص کناں دواں بھر ساغر در نگار را

طاس آبگوں مراد آسمان سے ہے۔ شتری ایک ستارہ کا نام ہے جسے قاضی فلک کہتے ہیں
سری شتری برج قوس سے مراد ہے۔ ساغر زندہ نگار مراد آفتاب سے ہے معنی شعر ظاہر +

رومی روز راز سر رفت کلاہ زر چو شد
صدرہ پنج یک شبہ شاہر ز بھجار را

زنگبار مراد شب سے ہے اور نام ملک ہے۔ صدرہ یعنی سینہ پوش۔ رومی اشارہ دن کی طرف
کلاہ زر یعنی آفتاب۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب شب کے واسطے سینہ پوش نسیم پوش کا حاصل ہو گیا یعنی
جب اول شب میں چاند نکل آیا تو اس کے سر سے کلاہ زر یعنی آفتاب جاتا رہا یعنی غروب ہو گیا +

خیر کہ لالہ زار شد سبزہ جہان نترن
رو تو ز لالہ بر فگن سبیل تابدار را

نترن کل سیونی کو کہتے ہیں جو خوشبودار ہوتا ہے۔ لالہ زار شفق سے مراد ہے جہاں نترن مراد
کو اکب سے ہے یعنی جہاں نترن سے لالہ مال ہو گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ لے معشوق تو بھی لالہ رخسار
سے سبیل یعنی زلف تابدار کو اٹھا لے اور آراستگی کر +

بدر پیر از شفق کند این دوستارہ بلا زغم
اگر تو شکر فشاں کنی لعل ستارہ بار را

پہلے اول میں دوستارہ مراد درختہم سے ہے مصرعہ ثانی میں لعل ستارہ بار مراد لب یا ر
یعنی لے معشوق جو وقت تم اپنے لب شیریں کو حرکت دو گے اور حال میری جدائی کی تکلیفوں کا
بوجھو گے میں اپنی دونوں آنکھیں سرخ آنسوؤں سے بھراؤنگا اور اشک سرخ اسبات پر
دلالت کرتے ہیں کہ تیری جدائی میں میرے دل کا خون ہو گیا۔ دوم یہ کہ اگر رقیب سے گفتگو کرے
تو بھی ویسا ہی کچھ کروں گا۔ سوم یہ کہ اگر رقیب کے سامنے مہسو گے تو میں اس بدگمانی سے کہ

حال پر ملاں پر ہنستے ہو سرخ آنسو بہاؤ لگا +

ہشتم ہفت خواں چو شدہ کاسہ خواں مجلس
شیر ہموں نگوں کند حاسہ گرگ سارا

ہشتم سے مراد فلک الافلاک یعنی عرش — ہفت خواں سے مراد ہفت منازلِ رستم سے ہے
— غیر ہموں مراد غیر موت سے ہے یعنی لے ممدوح جہان کے فیض ساں چونکہ تیرے خواں
بزم کا کاسہ فلک الافلاک تک پہنچایا ہے تیرا دشمن جو مظلوموں پر خاصیتِ گرگ کی رکھتا ہے اُس کو
سوت ہلاک کرتی ہے اس بہت میں ہلاک کرنا قیدِ یقین سے ہے یعنی یقین ہے کہ جنگِ سوت سے بالی ہو

شب ز سر ہلاکت از سلسلہ بر سر نہد
مہ ز قصب اماں دہر چادہر مستعار را

شب مراد سیاہی سے ہے۔ سر ہلال مراد قلم بالِ انگشتان سے ہے۔ سلسلہ مراد حروف سے ہے۔ سر
کنایہ کاغذ سے ہے۔ چادہر مستعار چاندنی یعنی لے ممدوح باوجود یکے کتاں ہمیشہ سے مغلوبہ کا ہے
لیکن اگر تو علویت کا کاغذ کتاں کے نام لکھدے تو کتاں اس قدر غالب ہو جائے کہ چاندنی چادہر
نور کو چھٹ جانے کے خون سے کتاں کے ہاتھوں سے بچا کر دور رکھے۔ اس شعر میں بادشاہ کے
الضاف کا بیان ہے +

قہر تو خواص را منع کند کجا بود
سبیل برادر اجل زادہ کو کنار را

کو کنار پوست خنخاش کو کہنے میں۔ برادر اجل مراد خواب سے ہے بموجب اسکے التوسل الخ الموت
زادہ کو کنار مراد ایفون سے ہے۔ معنی شعر ظاہر +

در بر بحر جاے میں رنگی زرد جامہ را
سیم ز بر پے میں ترک یہ عذار را

بعض نسخوں میں بجائے لفظ عذار کے از پایا گیا ہے۔ اس صورت میں یہ معنی ہونگے۔ ازار بمعنی
دستار۔ بر بمعنی آغوش و شکلی۔ بحر مراد کفنِ ممدوح سے ہے۔ رنگی زرد جامہ مراد قلم سے ہے۔
سیم اشارہ کاغذ کی طرف۔ ترک سیمہ ازار کتاں قلم۔ بحر ادوات سے ہے۔ معنی شعر ظاہر +

تاکہ خزاں سوے زراں وردہد آپ زعفران
پیر زورست زرنکند دامن سبزہ زار را

خزاں از خیزین یعنی گھٹنا چونکہ موسم خزاں میں مکان میں گھس کر بیٹھتے ہیں اس واسطے خزاں کہا
یا یہ کہ خزاں یعنی جامہ ریشمی جو موسم سرما میں پہنتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جب تک موسم خزاں درختان انگور کو
زرد کر دے اور جب تک زرد پتے دامن سبزہ زار کو دینار سے پر کر دیوں اور یہ بات قیامت تک
رہیگی۔ خبر اور نتیجہ شعر دعائیہ کا اشعار ذیل میں واضح ہے +

تا بجاں در تنو زابر جو بحر شعر من
رشتہ پُر در کن سوزن لوک خار را
بادا رہیں بہ تیغ تو ملک سہلے ملک دیں
تا بہ خلیط بشارعاں منع کنند چار را

یعنی جب تک پہاڑوں میں موسم گرما میں ابر لوک خار کو کہ مثل سوزن کے ہے مثل بحر کلام موزوں
میرے کے دہائے معنی سے پُر کر دے اور جب تک ارباب شرع کے نزدیک مہسایہ کے لوگوں
کو بردقت فروخت مکان کے زیادہ شریک و برادران سے سمجھنا جائز نہ ہو ملک و شہر تیرے قبضہ میں
رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قیامت تک تو ملک و امصار پر قابض ہے۔ خلیط بمعنی شریک بنا
حقوق ملک میں ظاہر ہے کہ شارعان مہسایہ کے لوگوں کو ورنہ میں شریک نہیں کرتے +

قصیدہ بادشاہ ہند کی تعریف میں متضمن چرخیات

غزلے کزدین نداشت ووش آل بیضہاے زہر
ربو ووش از قہانا گہہ عقاب تشیں شہیر

غراب بمعنی زاع و کوامرا و شب سے ہے۔ بیضہاے زہر مراد کوکب سے ہے۔ عقاب تشیں شہیر
مراد آفتاب سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب آفتاب نکلا تا رہے غائب ہو گئے +

خروس آنگہ خروشاں شد کہ این نبال طوطی را
نہاں شد باز طاؤس از نہیب باز زریں پر

نہال طوطی عبارت افلاک سے ہے۔ بال طاوس مراد شب سے ہے اعتبار کو اکب کے یعنی جموقت
آفتاب نکل آیا مرغ آواز دینے لگات جاتی تھی +

درون بلبلیہ تھوں شد ملار ایچو اجہ در بندش
کہ آں مرغیست فردوسی کہ دارد در وہاں کوثر

بلبلہ مراد صراحی سے ہے یعنی اسے ساتی صراحی باعتبار اشتیاق پیکشوں کے خون چنگی ہے پس
اُس صراحی کو کہ مرغ بہشتی ہے قید نہ کر +

سپیدہ جام زردی را از آں بر طلیں بنزد
کہ از دست سپید چشماں لب گیری ہے احمر

سفیدہ مراد صبح سے ہے۔ جام زرد مراد آفتاب سے ہے معنی شعر ظاہر +

ز فرق زنجی گریاں فتد دستار سیما
چو باز آں رومی خنداں نہد بر سر کلاہ زر

زنجی گریاں مراد شب سے ہے باعتبار کو اکب سے۔ دستار سیما مراد مہتاب سے ہے۔ رومی خنداں مراد
دن سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جموقت آفتاب نکلتا ہے چاند معدوم ہو جاتا ہے +

برائے شوری بخت لبش در پستہ در بستہ
برائے تلخی عمرم بناتش رستہ از مشکر

یعنی میری بدبختی کے واسطے وہ معشوق خندہ زنی نہیں کرتا اور میری غیر نی غم کو تلخ کرنے
کے لئے خط اُسکے لبوں پر نکل آیا ہے + پستہ مراد دہن سے ہے اور در کٹایہ لب +

زہے صبح جبیت را دو اختر در دو ماہ نو
نہے باغ عذارت را دو لالہ در دو نیلو فر

دو اختر عبارت دو چشم سے ہے۔ دو ماہ تو مراد دو ابرو سے ہے۔ دو لالہ کٹایہ ہر دو حسار کی طرف
دو نیلو فر دونوں زلفوں سے مراد ہے معنی شعر کے ظاہر ہیں +

زہے ترک کماں ابرو کہ چشمت راست پر بستہ
سناں ہاگرد برگردو ہندو طفل باز بگر

پہوستہ یعنی مدام سناہنا مراد دوزخیاں سے ہے۔ دوسہند و مراد دھیم سے ہے جس میں مراد
ہیں یعنی اسے معشوق تو عجب کمان کی سی ابرو والا ہے کہ تیری آنکھوں کے واسطے دوطفل ہندو کرنا
ایسے گرد اگر رکھتے ہیں اور بازی اگر ہیں دستیاب ہو گئے +

تو آں سروی کہ داری سی و دو نسریں بیک غنچہ
من آں ابرم کہ میارم دو صد نسریں ز دو غنچہ

نسرین اول مراد دندان سے ہے غنچہ کنایہ دہان خود سے ہے۔ نسرین ثانی مراد اشک سفید
ہے۔ دو صد مراد کثرت سے ہے۔ غنچہ مراد دوحشیم عاشق سے ہے جو ہمیشہ زرد ہوتی ہے بعض
نسخوں میں بجائے ابر کی بال یعنی تار باریک جو قلم میں سے نکلتا ہے دیکھا گیا ہے یہاں مراد
تن لاء عاشق سے ہے جو باعث ضعف و ناتوانی کے مثل بال کی لاغر اندام ہو گیا ہے معنی شعر ظاہر

لبت را در شفق پروین و بدر از مہر او ہر دم
ہمہ روا شک چوں پروین ہمہ تن چشم چوں ساغر

شفق مراد لب سے ہے۔ پروین مراد دندان سے ہے۔ در لب بود دندان قلم کرنے سے مراد ہے
یعنی اسے معشوق تو بدر سے نہ ہوتا ہے اور نہ سخن گوئی کرتا ہے اور بدر تیری محبت کے لئے ہر وقت ہوتا ہے

چہ بجا است آنکہ در آپ واں موجش زند آذر
کنارش دریاں سریش مکین اثر در

آذر بمعنی آتش۔ آذر مراد آگ ہے۔ بجا است آنکہ در آپ واں موجش زند آذر بمعنی آگ
روانی اور صفائی کے۔ آب رواں دشمنوں کی جان یا درست مروج سے مراد ہے + موج مراد مکین
تلاوار یا خود تلاوار سے ہے کہ بصورت موج کے ہے۔ آذر زند نیست و نابود کر دینا و کنار بمعنی کنار
سر مراد قبضہ سے ہے و میان بمعنی نیام اور اثر در مراد ذات تلاوار سے ہے وہ کو نسا دریا ہے
کہ دشمن کی جان میں آگ لگا دیتا اور اسے معدوم کر دیتا ہے وہ دریائے تلاوار ہے جس کی سر قبضہ
اور اسکا نیام سکین اثر ہے یعنی اس کے میان میں اثر ہا ہوتا ہے +

محیط تیج شاخ ازو سے بر دیک قطرہ زان ہر دم
کہ خواہ از رخ عالم بشوید گر دشور و شمر

محیط پنج شاخ کنایہ دست ممدوح محیط باعتبار سخاوت کے۔ پنج شاخ باعتبار پنج انگشت کے۔
قطرہ آب کنایہ تلوار سے۔ دم معنی وقت اور رعایت تلوار کی کہ معنی خون اور دھار تلوار کے مستعمل ہے
یعنی تیرا ہاتھ تلوار کو جبوقت پکڑتا ہے شور و شر کو جہاں سے رفع کر دیتا ہے +

زبان کردار چوں کویم بلوی خوں ز راند و دہ
مفرہ دیدار چوں چشم ہمہ رویش پر از گوہر

تلوار کو زمان سے باعتبار تاثیر یا باعث مہم صورت ہونے کے تشبیہی اور اپنے جسم کو ز راند و دہ
باعتبار زردی کے کہا جو عشاق کے چہرہ پر ہوتی ہے اور سر مراد قبضہ تلوار سے ہے جو ز راند و دہ
ہوتا ہے اور دیدار کے معنی صورت کے ہیں۔ تیغ کو مفرہ سے باعتبار کجی اور خماری کے مشابہ کیا۔
اور اپنے چہرہ کو پر از گوہر باعتبار روانی اشک کے کہا اور تلوار کے بھی چہرہ پر جوہر ہوتا ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ وہ جو پلکوں کی مانند خمیدہ ہے اور سبھی آنکھوں کی مانند اسکا چہرہ پر از جوہر ہے

ز ہجرش سنگ بگل از دبو صلتش ز رہمے ناز و
اگر دوزخ سے سرفراز و زرباید از ملوک افسر

قاعدہ ہے کہ تجھ کو گلہا کر یا بگھلا کر لو یا ٹکاتے ہیں اور تلوار کو ہے سے مٹی ہی ہے یا سنگ سے۔
مراد سان لگانے کی تجھ سے ہو۔ یعنی چونکہ تیری تلوار میں سان لگانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے
اس واسطے سان لگانے کا تجھ اسکی جدائی میں بگھلا جاتا ہے اور زرب کا وصال اس اعتبار سے
ہے کہ قبضہ شمشیر کا ز راند و دہ ہوتا ہے۔ اور سرفراختن مراد تلوار کھینچنے ہے۔ یہ خلاصہ یہ ہے کہ
اُس چیز کی جدائی سے تجھ بگھلا جاتا ہے اور اس کے وصال سے زربخراکت ہے اور اگر وہ سرکشی
کرے تو پادشاہوں کے سر سے تاج اتار دیتی ہے +

فرزد اللہا آندم کہ در برگ چنار آید
دہر بر مردم دیدہ خیالش برگ بید تر

لالہ افروختن بمعنی خونی زنی کرنا۔ آندم بمعنی اسوقت اور دم معنی خون کے بھی آیا ہے۔ برگ چنار
کنایہ ہاتھ سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ جبوقت وہ بغیر ہاتھ میں آتی ہے خوں یزنی کرتی ہے اور
مردم چشم پر تصور یا تصویر برگ بید تر کی معلوم ہوتی ہے +

زنج اترتا ہے دارد ہمہ رویش پراختر میں
ہندار نیست دارد ز زنگش تیرہ دل - ہنگر

جرج کے معنی آسمان کے ہیں اور سان لگانے کی جرجی کو بھی کہتے ہیں۔ آخر مراد تلوار ہیں جو جوہر ہوتے ہیں اُسے ہے۔ زنگ بمعنی زنگار اور ایک ملک کا نام ہے۔ چونکہ جرج کینہ پروری میں مشہور ہے اور وہ چیز بھی جرجی فنان سے روشنی حاصل کرتی ہے اسی واسطے مارے حسرت و غیرت کے اُسکو چہرہ اشک آخر جوہر سے پڑے اور چونکہ وہ تلوار ہندوستان سے منسوب ہے اور ہند پرز حل ستارہ کا عمل ہے اور وہ ستارہ منحوس ہے اور اُس ستارے کا رنگ سیاہ بتلاتے ہیں اسی سبب سے علم کے بارے تلوار کا دل سیاہ ہو گیا ہے اور ظاہر ہے کہ تلوار آہن سے بنتی ہے اور وہ سیاہ ہوتا ہی ہے +

سہ حرف است نام آل طوطی سلب کز تن زبان
دو بلبل زیر پندار د کہ اورا چار صد شد سر

طوطی سنہر لباس ہوتی ہے اور شمشیر کو باعتبار فولاد کے سنہر لباس کہا کہ اکثر نیلگوں ہوتا ہے اس شعر سے قصیدہ کے طور پر تیغ کا نام نکلتا ہے۔ ت س ی غ یعنی وہ سنہر لباس جس کا تن صورت میں مثل زبان کے ہے اور اُسکے نام میں تین حرف ہیں دو بلبل یعنی باو غین اپنے بدوں کے نیچے رکھتی ہے اور اُسکے چار سو سر ہیں باعتبار حرف نا کے جسکے بحساب ابجد چار سو عدد ہوتے ہیں اور حساب جمل سے دو کے دس ہوتے ہیں اور دس عدد حرف ہی کے ہیں۔ فارسی میں بلبل کو ہزار داستان کہتے ہیں اور ہزار عدد غین کے ہوتے ہیں اور چار سو عدد حرف تا کے ہوتے ہیں جو آئینہ یعنی حرف ابتدائی ہے پس ہر دو صورت سے تیغ حاصل ہوا +

چہ برق است آنکہ برفت خشک سے پوشند با برتر
چہ فرقت آنکہ سرد در مشک دار و جوں خور و خنجر

برق مراد قلم سے ہے باعتبار تیز روی کے برفت خشک مراد کاغذ سے۔ ابر تر کنایہ سیاہی سے۔ غلاصہ یہ ہے کہ باوجودیکہ مشک سے زخم بڑھ جاتا ہے لیکن وہ بعد تلوار کھانے کے یا بعد زخم حاصل کرنے کے مشک میں سر ڈال دیتا ہے ظاہر کہ قلم کو بعد بنانے اور درست کرنے کے سیاہی میں ڈالتے ہیں اور اُسکے سر میں سیاہی ہوتی ہے +

	چوتھیں ارس بر بندش بر فے سیم ہر ساعت ازار عنبریں پوشد نگار کھر با پیکر	
	خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ جمع کی مانند اسکا سر کاٹ ڈالو لیکن وہ معشوق کھر با پی کر یا چارہ عنبریں پہننے سے باز نہیں آتا +	
	بریزد بر عذار صبح ماہ نو شب تیرہ فتنا ند بر گل بادام شاخ زعفران عنبر	
	عذار بالکسر بمعنی رضاہ اور عذار صبح اور گل بادام خوشیہ ہوتے ہیں ہر دوسے مراد کا غذ ہے وماہ نو و شاخ زعفران عبارت قلم سے ہے۔ شب تیرہ و عنبر مراد سیاہی دوات سے ہے +	
	بزنگستاں رود از چیں چو مفلس گرد و آل رومی خراماں میرود در چیں کشاں رپاے خور حجر	
	زنگستاں مراد دوات سے ہے۔ چین مراد کا غذ سے ہے۔ مفلس گشتن سیاہی کے نہ رہنے سے غرض ہے۔ رومی مراد قلم سے ہے۔ سحر مراد حرف سیاہ سے ہے معنی شعر ظاہر +	
	مثلث باشدش نام و مثلث راست در مرکز چواز مرکز بروں آید مربع گیر دوش در بر	
	چونکہ اسکے نام میں تین حرف ہوتے ہیں اس واسطے مثلث کہا کیونکہ مثلث کے معنی سر کردہ شدہ اور مثلث ثانی سے مراد تین انگلیاں ہیں۔ مربع و مستطیل مراد قلمدان سے ہے کیونکہ اسکی صورت مربع اور مستطیل کی ہی ہوتی ہے +	
	سیکھے وال حرف آخر دوم را نیمہ پنجم ولیکن حرف اول ابجز مجذور دو مشمر	
	اس شعر سے بطریق تنقیہ کے اسم قلم نکلتا ہے۔ کیونکہ لفظ قلم میں تین حرف ہیں اور آخر کا حرف میم ہے اور لفظ یکے کے حرف برابر ہیں۔ لفظ پنجم کے حجاب ابجد ساٹھ عدد ہوتے ہیں اور اسکا نصف تیس ہوا جو عدد حرف لام کے ہیں۔ لفظ دو کے دس عدد ہوتے ہیں اسکا مجذور ستوا اور سو عدد حرف قاف کے ہوتے ہیں پس قلم حاصل ہوا +	

پشنگ شنگ قدرخان و دارا راسے و آرش ش
سیاوش و ش مؤید بہمتن تن مظفر

پشنگ بروزن پلنگ نام افزا سیاب کے باپ کا ہے۔ شنگ بمعنی شاہد شوخ و نیک وزیر یا۔
یہاں مراد چالاک سے ہے۔ قدرخان نام بادشاہ چین کا ہے۔ آرش ایک ایرانی پہلوان کا نام
جو منوچہر کے لشکر میں تیر اندازی کے فن میں بیشل تھا۔ سیاوش کی کاؤس کے بیٹے کا نام ہے
خلاصہ یہ ہے کہ وہ مدوح جرات و دلیری میں خاصیت تمام بادشاہان مذکور کی اپنی ذات میں موجود رکھتا

تن یکران زرمش را قدم لایح بود لائق
کھن ساقی و زرمش را پیالہ خور بود خور

لائح ایک قسم کی ہوا ہوتی ہے جس سے درخت بارور ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مدوح کے
گھوڑے کے واسطے ہوا کا سا قدم ہونا اور اس کے ساقی کے ہاتھ کے واسطے آفتاب کا جام بنو لائق

بسوے صدرش از سارہ ملک سال رہبر شد
بچشمش سیر میلے بود از و تا آستان در

صدر بمعنی مسند۔ ملک مراد جبریل سے ہے۔ بر بمعنی بالا۔ یعنی حضرت جبریل تمام سدرہ سے
مدوح کی مسند کی طرف بلندی پر چڑھ کے سو سال میں پہنچے پس اب تک چشم حضرت میں وہ
بلند روی مقام سدرہ آستان تک مسافت و فرق ایک کوس کا معلوم ہوتا ہے +

درش عرش و عدو قاروں کفش دریا قلم موسیٰ
دلش مریم کرم نخل و دمش عیسیٰ سرش عاذر

عدو بمعنی دشمن اور دشمن کو قاروں باعتبار نہونے فائدے کے اور زمین میں غرق ہو جانے
کے کہا۔ قلم بادشاہ کو موسیٰ باعتبار عصا کے کہا اور بادشاہ کے دل کو باعتبار پاکی اور صفائے
پیدا کرنے کے مریم کہا یعنی کرم جوشن درخت کے خشک ہو گیا تھا برکت مدوح سے سرسبز اور
پُر زرق ہو گیا۔ روم جاں بخشی میں عالم کا مدوح خود عیسیٰ ہے عاذر نام ایک شخص کا ہے
جو عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوا تھا اور ایمان لایا تھا اسی طرح تیرے دم نے ہنر کو
زندہ کر دیا ہے +

نہم کرد جام او پر از در شد عقیق آری
بوقت خندہ مہرویاں نمایند از شفق اختر

عقیق مراد شراب گلگوں سے ہے۔ شفق مراد لب سے ہے۔ اختر کنایہ دندان کی طرف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جام محمود شراب سے پُر ہے اور یہ پُر ہونا ٹھیک ٹھیک مشابہ ہے اسلئے کہ ماہر ہنسنے کے وقت شفق لب سے اختر دندان ظاہر کرتے ہیں +

عدو خشویت پس باز زوہتر او بروں آرش
کہ مجلس بے نوا بہتر چو مطرب را شود دف تر

حشو ایک چیز زائد و بیکار کو کہتے ہیں باز ظاہر و آشکار یعنی جو وقت مطرب کی دف نم دار ہوجاتی ہے اُسکی آواز نہیں نکلتی۔ مجلس کا بے نغمہ ہونا اور دف کا مجلس سے دور کرنا اس صورت میں چونکہ مناسب ہے۔ اسی طرح دشمن بیکار ہے اُسکو دفتر سے نکال دینا اور ہلاک کر دینا لازم ہے +

کسے کو روئے گل بیند نظر بر طرف خار آرد
کسے کو تو تیا یاد کشد در دیدہ خاکستر

بعض نسخوں میں بجائے نظر بر طرف آرد کے بطرف اظرف انداز دیا جاتا ہے اس صورت میں یہ معنی ہونگے۔ طرف درخت گز یعنی جھاؤ کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو دیار گل میں پہنچو وہ گوشہ چشم کو درخت جھاؤ کی طرف کبھی نہ ڈالے گا اور جب کو سر میر ہو وہ خاکستر آنچھ میں کبھی لگا

مگر صبح دوم زال روجبیت دار خاصت شد
کہ ہتر اے زرا بدودہ نہد بر صہوہ اشقر

صبح دوم صبح صادق سے مراد ہے۔ ہتر بمعنی سولنے کی گولی مراد آفتاب سے ہے۔ صہوہ پشتہ اسپ وغیرہ معنی شعر ظاہر +

عروس زہرہ تا زہر چنگ سیم گوں
دف زریں کند پتہاں بزیر نیلگوں چادر
ترا بادا بزم ملک جام خوشدلی برکت
کلاہ سلطنت بر سر دو آج مغفرت در بز

دو آج معنی قبا۔ عروس زہرہ یعنی خود زہرہ۔ جنگ یم گوں۔ احصاف تیشہی ہے۔ نیلگوں چا
مراد افلاک سے ہے خلاصہ یہ کہ جو وقت تک عروس زہرہ محبت ماہ سے خورشید کو فلک کی چائے
میں پوشیدہ کر دیتی ہے یعنی قیامت تک۔ پس قیامت تک تیرے ملک میں جام خوش ملی گا
ہر شخص کے ہاتھ میں ہے اور کلاہ سلطنت کی تیرے سر پر اور زرگی کی قبا تیری بغل میں رہے
اس قطعہ میں جنگ یم گوں ہلال سے مراد ہے +

قصیدہ پادشاہ کے جام و بادہ کی تعریف میں

آں بدر شفق خوربین پرویں ہمہ رخسار ش
دربنچ سہو میں ہر لحظہ گرفتار ش

بدر مراد جام سے ہے۔ شفق مراد شراب سے ہے۔ خور یعنی خوردہ۔ پرویں کنایہ حباب یا قطرات
شراب۔ پنچ نہ تو مراد پانچ انگلیوں سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جالے تعجب ہے کہ بدر کھانے والا
شفق کا بروں کے رخسارہ والا ہمیشہ پانچ ماہ نو میں گرفتار رہتا ہے اور بیشک گرفتار ہونا بدر
کا پانچ ماہ نو میں جالے تعجب ہے +

آں زورق دریا دل تا جز سکو لب زود
ماہی بچگاں باشند ہر سکو نگہ دار ش

زورق دریا دل مراد جام پر شراب سے ہے۔ دریا کو عربی میں یم کہتے ہیں اور دل کو قلب کہتے ہیں
یم کو قلب کیا تو نے ہوا۔ ماہی بچگاں مراد انگلیوں سے ہے یعنی جام پر شراب کے محافظ انگلیاں
ہیں تاکہ لپکے سوا اور کہیں نہ جھلنے دیں +

مرغیت کش از دیدہ کاور سہ زر زہرہ
زاں روے چکاں پینی خوں ز سر منقارش

مرغ مراد صراحی سے ہے اور یہاں صراحی ٹوٹنی دار سے مراد ہے جو مرغ کی صورت ہوتی ہے
کاور سہ ہندی میں چسے جینا کہتے ہیں مگر یہاں شراب کے زعفرانی قطرات سے مراد ہے۔ روے
معنی سبب خون معنی شراب۔ منقار مراد ٹوٹنی سے ہے۔ ضمیر شیں کی کہانہ ہر گز

کا ورسہ ایک بیماری کا بھی نام ہے جو آنکھوں سے قطرات گرنے لگتے ہیں +

موج دل صد قلزم یک قطرہ ز تا شیرش
شمع لگن چارم یک ذرہ ز انوارش

لکن پشت بے آفتابہ وہ ایک طبقہ دیوار دار ہوتا ہے جس میں ہاتھ دھوئے ہیں۔ لگن چارم مراد فلک چارم سے ہے اور اسکی شمع آفتاب ہے۔ ضمیر ہر دو شین شراب کی طرف پھرتی ہے یعنی اُسکے تاثیر سے مقابل میں ایک قدر کم سوزم حکم ایک قطرہ کا رکھتے ہیں اور اسکے نور کے سامنے آفتاب لگے گا کہ کم کرے گا

از غایت بے آبی از دست رود ہر دم
با آنکہ بناشد خود جز آب کنشی کارش

بے آب مراد بے رونی و بے طراوت۔ یہاں مراد جام کا شراب خالی ہو جانا۔ و از دست رفتن معنی بخود ہونا یہاں رکھا جانا جام کا ہاتھ سے یعنی جبوقت جام بے شراب ہوتا ہے خالی ہو کر ہاتھ سے جاتا ہے یا وجودیکہ آب کنشی اُنکی ضرورت ہے اور حقیقت میں جو شخص نشہ ہوتا ہے بخود ہو کر ہاتھ جاتا ہے

از نرگس چشم با صد لستران افروزد
زان گل کہ درخت عقل بے بر بود از خارش

نرگس چشم خود چشم سے مراد ہے۔ لستران گل سفید خوشبودار کو کہتے ہیں یہاں مراد اشکوں سے ہے۔ گل مراد شراب سے ہے۔ خار کنایہ فند یا درد شراب کا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اُس شراب کا پینا یا وہ شراب نوشی ہماری آنکھوں سے آنسو بہاتی ہے اور اُسکا درد چہاری عقل کو کھوتا ہے +

سہ حرف کہ نامش راست از جذرہ است اول
بر گیر یکے ازو سے کہ با چار بود جارش

ضمیمہ تیسرے اول راجع ہے تسمیہ کی طرف اور تسمیہ اس شعر سے اسم جام اور اسم قحح کا نکلتا ہے کہ لفظہ کے نو عدد ہوتے ہیں اور جذر نو کاتین ہے اور تین عدد حرف جم کے ہوتے ہیں یکے یعنی ایک عدد حرف الف کا ہوتا ہے اور اُسکے وہ یعنی دس کو چار مرتبہ لیا تو چالیس ہوئے اور چالیس عدد حرف تیم کے ہوئے ہیں پس جام ہو گیا یعنی اُس چیز کے نام میں تین حرف ہیں اول حرف مخدور و س کا یعنی تنو ہے اور ایک حرف عدد چار کے برابر یعنی وال ہے اور تیسرے حرف حائے حلی یعنی آٹھ ہے۔ یا ضمیر پھرتی ہے وہ کی طرف یعنی ایک حرف وہ میں سے وال لی جو چار ہیں پہلے چار کو جمع کیا تو آٹھ ہوئی اور آٹھ عدد حلی کے ہوتے ہیں پس ان سب جمع لفظ قحح حاصل ہوا

	<p>تا غنچہ پُرسوں بالالہ قوسیں گردو چوں سرو و خراماں شود در برگ چنار آرش</p>	
<p>غنچہ پُرسوں مراد دہن سے ہے۔ لالہ مراد بیالہ پُرسو بہ ہے۔ برگ چنار مراد ہاتھ سے ہے۔ ضمیر ششیں کی لالہ کی طرف پھرتی ہے خلاصہ یہ کہ اسے مخاطب جس تک دہن پیالہ کے نزدیک اسکو ہاتھ میں لے اور مانند سرو کے خراماں رہو۔ سرو کا حرام باعتبار خشن کے ہے۔</p>	<p>ہر چند میان خلق آہستہ مدام اور در مجلس شہ آرسے بے مابنود اپارشن</p>	
<p>میاں یعنی درمیاں۔ آب کے معنی عزت اور آبرو کے ہیں۔ ضمیر اور ششیں کی پیالہ کی طرف پھرتی ہے آرسے کلمہ ایجاب و قبولیت کا ہے۔ بار یعنی دخل معنی شغل ہمارا۔</p>	<p>از نرگس بے خوی آب بقم افشاغم گر سبزه دم روزے بر صفو گلنارشن</p>	
<p>بقم نام ایک سرخ لکڑی کا ہے جسے ہندی میں مجیٹہ کہتے ہیں۔ آب بقم اشکِ خونی سے مراد ہے صفو گلنار چہرہ سرخ سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ جس روز چہرہ معشوق پر خط کلیکا اپنی آنکھوں سے آنسو خوب بہاؤنگا۔</p>	<p>چوں فرق سرشانہ صد شلخ کخم دل را گر یک سر نمو بنیم ازوے شدہ بیزارشن</p>	
<p>شلخ بمعنی پارہ ضمیر سے معشوق کی طرف پھرتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر ایک بال کی برابر جلی ہو معشوق کا دل اپنے سے آزدہ پاؤنگا اپنے دل کو صدا پارہ کر لونگا۔</p>	<p>بر آئینہ مہ میں آشفٹہ صف سورشن بہچیدہ بر آتش میں از دود سپہ مارشن</p>	
<p>آئینہ مہ مراد چہرہ سے ہے۔ صف سور اشارہ خند کی طرف۔ آتش مراد رخ سے ہے۔ دود سیاہ اشارہ خط یا زلف کی طرف ہے۔ ضمیر پر ششیں کی معشوق کی طرف پھرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ معشوق کے کہنے یا چاند سے رخسارہ پر خط نہیں بلکہ ایک صف سور آشفٹہ کی ہے اور</p>		

اُسکی آگ سے چہرہ پر خط و زلف نہیں ہے بلکہ سائب و دوسیاہ سے لپٹا ہوا ہے +

آہے کہ زخم چوں صبح آلودہ بخوں باشد
آدم کہ پدید آید بر آئینہ زنگارش

آئینہ مراد چہرہ سے ہے۔ زنگار مراد خط سے ہے۔ ضمیر شبنم معشوق کی طرف بھرتی ہے۔ آلودہ بولنی صبح بخون باعتبار شفق صبح کے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ لہ معشوق جب وقت تیر خط نکلیگا میں ایک آہ سرد کھینچو لگا جو صبح کی طرح آلودہ بخوں ہوگی +

دائم نشود چوں سرو از بند خود آزادہ
گر سبیل ز روید بر طرف سمن زارش

نشود کا فاعل معشوق ہے۔ بند خود بمعنی بند خودی یعنی متکبر و مغرور۔ سبیل تر خط سے مراد ہے۔ طرف بمعنی گوشہ۔ سمن زار مراد چہرہ سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر معشوق کا خط نکل آئیگا تو میر خوب جانتا ہوں بسبب زیادتی حسن کے غور زیادہ ہو جائیگا جیسا کہ سرو آزاد ہے وہ بند خودی سے آزاد نہ ہوگا +

زلفش بسیرہ روی شد خضم شہ عالم
کز گنگرہ خورشید آویختہ نگوں سارش

یعنی چونکہ زلف معشوق کی خود بادشاہ کی دشمن تھی اسی سبب معشوق نے اُس زلف کو اوندھا لٹکا رکھا ہے +

بر باد سیماں را آل روز توای دیدن
کورا جولاں باشد بر مرکب رہوارش

یعنی بادشاہ کا گھوڑا تیر رقاری میں ایک ہو ہے اور بادشاہ باعتبار عالی رتبہ کے سیماں ہوتا ہے پس جس روز وہ گھوڑے تیر رقار پر سوار ہوتا ہے دیکھنے والوں کی نظروں میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیماں ہوا کے گھوڑے پر سوار ہے۔ دوم یہ کہ جسدان مہر سوار ہوتا ہے سیماں کم رہے معلوم ہوتا ہے

لے خسرو شیریں خط لیکے ست سر کلکت
مجنون بزنجیر است ماہ از غم رقارش

خسر و مراد مدوح سے ہے۔ تیریں خط مراد خط مرغوب سے ہے۔ سرکاک کو باعتبار سیاہی آلود
کے لیلی کہا۔ جرم قمر کا کلف سے سیاہی آلود ہے اسکو زنجیر سے تشبیہ دی۔ یعنی نوشتہ تیری
قلم کا آسمان تک پہنچا اور ماہ اسکا مسخر ہوا۔ دوم یہ کہ ماہ مراد کاغذ سے ہے۔ زنجیر مراد سطوح
ہے۔ غم نہیں مراد عشق سے ہے +

وجہ کہ عدو دارد این ست ز نقد عین
کز جرع حقیق اقتد بر روے چو دینار ش

نقد عین مراد اشک سے ہے۔ جزع دانہ سلیمانی مراد چشم سے ہے۔ حقیق کنایہ اشک سرخ کو
سے ہے یعنی روزینہ تیرے دشمن کا یہ ہے کہ اشک سرخ جو اس کے رخ زرد سے گرتے ہیں بجائے
نقدی دینار اور اشرفی کے ہیں +

بسیار بروز آرد شب سر کلکم
تا شاہد مدح تو شد محرم اسرارش

یعنی جو وقت سے تیری مدح میں مصروف ہوا ہوں بہت سی راتوں کو میری قلم نے دن کر دیا ہے
یعنی تمام رات تیری مدح کی تحریر میں صرف کیا ہے۔ دوم یہ کہ بسیار معنی بسیار بار۔ روز مراد
کاغذ سے ہے۔ شب مراد سیاہی سے ہے +

تا شیشہ مینا را در دود سیاہ شب
صد شمع بر افروزد از ثبات و سیار ش
صد مشعلہ میخواستہم افروختہ روز و شب
در دودہ اقبال از حضرت جبار ش

یعنی جب تک آسمان میں ستارے نکلتے رہیں اور یہ دن قیامت تک رہیگا میں اللہ تعالیٰ
کی درگاہ میں ہمیشہ دعا کرتا رہوں کہ تمہارے خاندان اقبال میں مشعلہ فرزند ان سے ہمیشہ
روشنی رہے۔ مشعلہ مراد فرزند ان سے ہے +

قصیدہ مدح مدوح چرخیات اور معشوق کی تعریف میں

	<p>قطب زراں گرد عزیمت سوے خط محور کاثر دہایت برو باسی و یک مہرہ زہر</p>	
	<p>قطب ایک سیخ آہنی کو کہتے ہیں جسکے گرد چکی پھرتی ہے اور سیار سالار قوم کو بھی کہتے ہیں اور ہیئت والوں کی اصطلاح میں تمام خط محور کے یا خط محور کے انجاسوں میں دو نقطے مقابل ہیں اور یہاں ستارہ قطب شمالی مراد ہے۔ اتر دہا طنین فلک کو کہتے ہیں اور اکتیس مہرہ زہر مراد اُن ستاروں سے ہے جنسے مار فلک مرکب ہے خلاصہ یہ ہے کہ قطب نے خط محور کی طرف اس سبب سے ارادہ کیا ہے کہ اُس خط محور پر ایک اتر دہا ہے اکتیس مہروں زہر کا پس قطب نے مہروں زہر کے لالچ میں یہ ارادہ کیا ہے +</p>	
	<p>قطب فیروزہ ردا بر سر خط رفت زہوش راقص زرد قبا خفتہ بکام اتر در</p>	
	<p>قطب کو فیروزہ ردا اس باعث سے کہا کہ قطب کے نام پر ولایت ہوتی ہے اور ولی چار منبر پہنچتے ہی ہیں۔ قطب میں حرکت نہ ہونے کے باعث اتر زہوش رفتہ کہا۔ راقص ایک ستارہ کا نام ہے جسکا رنگ زردی مائل ہے اور مار فلک کے منہ میں واقع ہے۔ خط سے مراد خط محور ہے۔ زرد کنایہ طالب زرا اور آرائش دوست سے یعنی قطب جو ایک یا رسا شخص ہے خط محور کے گوشہ فلک پر بیہوش پڑا ہے اور راقص طالب زرا اتر دہا کے دہن میں مگر قرار ہے +</p>	
	<p>مار در جنبش و قطب از حرکت خالی است لغش زراں چرخ زراں گردشہ دختہ</p>	
	<p>قطب ستارہ جدی اور لغش چار ستاروں بنات لغش سے عرض ہے جنبی صورت مثل چار پائے کے ہے۔ چرخ زمان مراد گردش کرینوالا۔ دختہ مراد اُسی بنات لغش سے ہی جو لغش اور قطب کی درمیان واقع ہے۔ خلاصہ یہ ہے اگرچہ قطب مردیار سا ثابت قدم ہے لیکن طلب زہر کے واسطے دختہ وار ہر دو مضطرب و متحرک ہیں اسی سبب سے لغش گردہر سہ دختران کی بطور محافظہ کے چرخ زن ہے۔ دوسرے یہ کہ لغش مراد موت سے ہے۔ خلاصہ یہ چونکہ دختران کی طلب کے واسطے مار فلک اور قطب دونوں بیقرار ہیں پس موت کے ہاتھوں</p>	

انہی جات نہوگی کیونکہ موت اُنہی سے گرد پھرتی ہے +	
درمیان ہمہ سر حلقہ این طائفہ قطب	لیکن ازوے نبود تیرہ ترے یک پیکر
خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ کا حال ایسا ابتر ہے کہ جو لوگ کبکے سرگروہ ہیں اُنکا حال سب سے ابتر ہے سیاہ دل ہیں اور روشنی ایمان سے بے بہرہ ہیں +	
حارس صومعہ اوشبے روزندہ دو خروس	دور تر اکبر و نزدیک تر او اصغر
حارس بمعنی پاسبان۔ صومعہ بمعنی عبادت خانہ ترسیاں و نصارا۔ جس رکچہ کو کہتے ہیں اور دو خروس مراد دُب اکبر و دُب اصغر سے ہے اور یہ دو شکلیں ستاروں سے مرکب قطب ثانی کے قریب واقع ہیں یعنی اول کلاں دوم کوچک ایک کو انہیں سے بنات انخش صغریٰ اور دوسری کو بنات انخش کبرئہ کہتے ہیں۔ دوسرے قطب سے پلنت پہلے کے دور تر ہے اور پہلا یعنی دُب اصغر بہت قریب ہے اور یہ بیت فیران زمانہ کی خباثت میں بیان کرتا ہے یعنی جو قطب ہے اُسکے مزاج میں اس درجہ کی خباثت ہے کہ دور پہنچ اپنی خدمت میں رکھتا ہے +	
بر در بارگہ عزت او کیکاوس	ہیچو چاوش نہاد است کلاہ بر سر
او کی ضمیر قطب کی طرف پھرتی ہے۔ کیکاوس بمعنی عادل و خلیل و خلیل۔ کیکاوس اشکال شہا میں سے ایک شکل کا نام ہے جو ایک بڑی شدت کی صورت ہے۔ چاوش بمعنی نقیب خلاصہ یہ جو لوگ اپنے آپ کو قطب کہلاتے ہیں ایسی بنیادار ہیں کہ کیکاوس اُنکے دروازہ کا نقیب ہے +	
بر در مطبخ خاصش کبک پیرساوس	سرغول ست و بقایت کرد فرشت نظر
پیرساوس اشکال تھالی میں سے ایک شکل کا نام ہے۔ عربی میں جسکو حامل راس غول کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ قطب ایسا جلاؤ و خور ہے کہ سرغول جو نہایت بد صورت اور بد شکل ہے اُسکے دروازہ پر باورچی خانہ کے کبک پیرساوش ہے گویا قطب کے طعام کو صاف کرتا ہے +	

پیش او پیر جدی راہ نماے قبلہ عابدے را کہ سوے کعبہ نباشد رہبر	
او کی ضمیر قطب کی طرف پھرتی ہے۔ جدی نام ایک برج کا ہے اور نیز ایک ستارہ قریب قطب کی توران کے ہے۔ نمازی کو اُس ستارہ کا خیال ایران و توران میں راست کندھے پر کر لینا چاہئے اور ہندوستان میں بازو سے راست پر کرنا چاہئے خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ کی عقل اور سمجھ کا ایسا خراب حال ہے کہ پیر جدی جو نیک مرد آدمی اور قبلہ کا رہنما ہے اُس قطب بدکار قتال کی خدمت میں	
اگر دسہر حلقہ خود جملہ مریداں ز اخلاص گشتہ رقاص رواشاں ز پلاس انخضر	
سمر حلقہ بمعنی سردار و سرگروہ کہ مراد مرشد سے ہے یہاں اشارہ قطب کی طرف ہے اور مریداں غرض اُنہی ستاروں سے ہے ضمیر شاں مریداں کی طرف پھرتی ہے۔ رقاص مرید جو قصور و وجد کیا کرتے ہیں یعنی جا سے تامل ہے کہ باوجود یکہ کیفیت بدکاری قطب کی ظاہر اِسمائے کبیرے ہیں پھر اُسی کو مرشد قرار دیا دیاں حالیکہ آسمان کی چادر اُن کے سر پر ہے پھر بھی ازراہ اخلاص اُسکے سر کے گرد پھرتے ہیں +	
گر سر زلف تو ز خیر نہ بتے بر ماہ پہ تسلسل نہ کشیدے بجھاں دورِ قمر	
یعنی اے معشوق اگر تیری زلف قمر پر نہ بندھتی اور اُس کو محکم نہ کرتی تو دور قمر انجام کو نہ پہنچتا اور تسلسل و درازی نہ کھینچتا +	
پرستارہ شود آں روز رخ بدر ز مہر کہ بر آید شب آشفستہ ترا گرو سحر	
یعنی اُس دن میرا چہرہ غم و الم کے اشکوں سے پر ہوگا کہ ترے رخ پر خط سیاہ نکلیں گے کیونکہ خط کا نکلتا باعث زوالِ حسن کا ہے +	
صل مل نوش تو ہچھول لب خسرو شیریں مشک گل پوش تو چوں خانبہ شبہ ماہِ تہر	

خسرو بمعنی معشوق اور عاشق شیریں کا نام ہے اور یہاں شیریں معنی لذیذ کے ہیں۔ مشک مراد خط سے ہے۔ گل کنایہ چہرہ یعنی اسے معشوق تیرے لب نے نوش مانند لب خسرو کے کہ بادشاہ جلیل القدر ہے لذیذ ہیں اور تیرا خط یا زلف گل پوش مانند قلم ممدوح کے ماہ کاٹے کرینوالا یعنی جیسا کہ قلم ممدوح کی ماہ کاغذ کوٹے کرتی ہے ایسا ہی تیری زلف ماہ رخ کوٹے کرتی ہے

شام در کار گہش ہندوے گل زیر قبا
صبح در بار گہش رومی زریں منظر

ہندو بمعنی غلام۔ گل زیر قبا باعتبار منقش ہونے شام کے کو اکب سے زریں منظر باعتبار آفتاب کے یعنی شعر کے ظاہر ہیں +

بادشاہ ہے کہ بجز تخت و سریر کش بنود
بر سر عرش اگر جلوہ کند روزے خور

یعنی وہ ممدوح ایسا عالی مراتب ہے جو خورشید اب آسمان پر ہے یہ اسکے تخت و سریر کے لائق نہیں ہے اگر بالفرض کسی دن عرش پر چکے اور جلوہ کرے تو اسے تخت و سریر یا بادشاہ کے سوا اور کچھ نہ سمجھنا چاہئے یعنی اگر جب عرش پر خورشید طلوع ہو تو یہی تخت و سریر چتر و تاج ممدوح کے سوا اور کچھ نہ ہوگا +

آفتابیکہ بجز راے وزیر کش بنود
اگر مے رایش چارودہ بینی النور

خلاصہ یہ ہے کہ وہ چاند جسکو ہم چودھویں تاریخ کی رات کو دیکھتے ہیں حقیقت میں وہ شب چہار دہم کا چاند نہیں بلکہ اسکے وزیر کی راسے سیر ہوگی +

کا مگار یکہ بجز کلاب دبیر کش بنود
کز نہات شکر آلود چکاندہ عنبر

خلاصہ یہ ہے کہ اگر نبات شکر آلود سے عنبر ٹپکے تو وہ نبات ممدوح کے منی کی قلم کے سوا نہ ہوگا یعنی منی ممدوح کی قلم باعث مضامین شیریں لکھنے کے نہ شکر ہو گئی ہے +

لے چو خورشید سدا دق زردہ براوج شرف

وے چو شمشیر زدہ بحر کھفت موج گہر

یعنی آفتاب کی طرح تو نے پردہ فیدہ اوج شرف پر لگا رکھے ہیں اور جیسا کہ شمشیر مون گہر جو مراد جوہر شمشیر سے ہے لگاتی ہے اسی طرح تیرا ماتھے موج گہر بریزی کی لگاتا ہے +

اندریں دم کہ ز جوہر فلک شیشہ ہنہاد
ہمچو جام اند بخوں غرق مدام اہل ہنر

دم بمعنی زمانہ فلک کو شیشہ ہنہاد باعث ہوئے استواری عہد و بیان کے کہا۔ مدام بمعنی شراب۔ یہ شعر مبتدا ہے اور شعر آئندہ اسکی خبر ہے +

بدودیدہ نتواند رخ عیسے دید
چار گشتہ ہمہ را گوش سوے نغمہ خر

بدودیدہ نتواند مراد کم تو بھی سے ہے۔ عیسے مراد مدد نیک اور فاضل سے ہے۔ چار گشتن بمعنی منتظر رہنا۔ نغمہ خر گدھے کی آواز سے مراد ہے جو سب جانوروں میں بدتر ہے۔ اور خراک لکڑی کا نام ہے جو جنگ میں تاروں کے نیچے ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام مخلوقات گدھوں کے نغمہ اور آواز کے منتظر ہیں اور فاضل اور نیک بخت کی طرف جو مثل عیسے ہو کوئی بھی جذبہ کراہت

عمر گر از زردین زید بمیرد ہرگز
بت را نیکند از سر آخال خبر

یعنی یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی ظالم کسی مظلوم کو مار ڈالے تو حاکم تک اسکی اطلاع بھی نہیں کرتے

قصیدہ ان محبت کی مدح اور بہار اور معشوق کی تعریف میں

چوں رفت سوے ماہی از دلو چیشمہ خور
در آب خنک مارا پیش آتش تر +

ماہی مراد برج حوت سے ہے۔ برج حوت میں آفتاب ماہ چیت میں جاتا ہے اور بہار کا موسم ہو جاتا ہے اور آفتاب کا برج دلو میں جانا آخر موسم خزاں کا وقت ہوتا ہے۔ چیتہ خور آفتاب مراد ہے۔ آب خنک کنایہ جام شفاف بوریں۔ آتش تر مراد شراب مرغ سے ہے۔ لفظ سو

خسرو بمعنی معشوق اور عاشق شیریں کا نام ہے اور یہاں شیریں معنی لذیذ کے ہیں۔ مشک مراد خط سے ہے۔ گل کنایہ چہرہ یعنی اسے معشوق تیرے لب نے نوش مانند لب خسرو کے کہ بادشاہ جلیل القدر ہے لذیذ ہیں اور تیرا خط یا زلف گل پوش مانند قلم ممدوح کے ماہ کاٹے کرینو والا یعنی جیسا کہ قلم ممدوح کی ماہ کاغذ کوٹے کرتی ہے ایسا ہی تیری زلف ماہ رخ کوٹے کرتی ہے

شام در کار گہش ہندوے گل زیر قبا

صبح در بار گہش رومی زریں مخضر

ہندو بمعنی غلام۔ گل زیر قبا باعتبار منقش ہونے شام کے کو اکب سے زریں مخضر باعتبار آفتاب کے یعنی شعر کے ظاہر ہیں +

بادشاہ ہے کہ بجز تخت و سریر کش نبود

بر سر عرش اگر جلوہ کند روزے خور

یعنی وہ ممدوح ایسا عالی مراتب ہے جو خورشید اب آسمان پر ہے یہ اس کے تخت و سریر کے لائق نہیں ہے اگر بالفرض کسی دن عرش پر چکے اور جلوہ کرے تو اسے تخت و سریر بادشاہ کے اور کچھ نہ سمجھنا چاہئے یعنی اگر یہ عرش پر خورشید طلوع ہو تو یہی تخت و سریر چتر و تاج ممدوح کے سوا اور کچھ نہ ہوگا +

آفتابیکہ یجز راے وزیرش نبود

اگر مے رایش چارودہ بینی انور

خلاصہ یہ ہے کہ وہ چاند جسکو ہم چودھویں تاریخ کی رات کو دیکھتے ہیں حقیقت میں وہ شب چار دھم کا چاند نہیں بلکہ اس کے وزیر کی رائے میں ہوگی +

کا مگار یکہ یجز کلاب دبیرش نبود

کز نہات شکر آلود چکاند عنبر

خلاصہ یہ ہے کہ اگر نہات شکر آلود سے عنبر کیے تو وہ نہات ممدوح کے منی کی قلم کے سوا نہ ہوگا یعنی منی ممدوح کی قلم باعث مضامین شیریں لکھنے کے بیشکر ہوگئی ہے +

اے چو خورشید سداوقی زردہ براوج شرف

وسے چو شمشیر زدہ بحر کھفت موج گہر

یعنی آفتاب کی طرح تو نے پردہ و خیمہ اوج شرف پر نگار کھٹے ہیں اور جیسا کہ شمشیر موج گہر جو مراد جو شمشیر سے ہے لگاتی ہے اسی طرح تیرا ہاتھ موج گہر بڑی کی لگاتا ہے +

اندریں دم کہ ز جو ر فلک شیشہ ہنہاد
ہمچو جام اند بخوں غرق مدام اہل ہنر

دم بمعنی زمانہ فلک کو شیشہ ہنہاد باعٹ نہونے استواری عہد و بیان کے کہا۔ مدام بمعنی شراب۔ یہ شعر مبتدا ہے اور شعر آئندہ اسکی خبر ہے +

بدو دیدہ نتواند رخ عیسے دید
چار گشتہ ہمہ را گوش سوے نغمہ خر

بدو دیدہ نتواند مراد کم تو بھی سے ہے۔ عیسے مراد مدد نیک اور فاضل سے ہے۔ چار گشتن بمعنی منتظر رہنا۔ نغمہ خر گدھے کی آواز سے مراد ہے جو سب جانوروں میں بدتر ہے۔ اور خراک لکڑی کا نام ہے جو جنگ میں تاروں کے نیچے ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام مخلوقات گدھوں کے نغمہ اور آواز کے منتظر ہیں اور فاضل اور نیک بخت کی طرف جو مثل عیسے ہو کوئی بھی لمحہ نہیں گزرتا

عمر گر از زردین زید بمیرد ہرگز
بت را نمکند از سر آخال خبر

یعنی یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی ظالم کسی مظلوم کو مار ڈالے تو حاکم تک اسکی اطلاع بھی نہیں کرتے

قصیدہ ان محسنات کی مدح اور بہار اور معشوق کی تعریف میں

چوں رفت سوے ماہی از دلو چہ شمشہ خور
در آب خنک مارا پیش آ آتش تر +

ماہی مراد برج حوت سے ہے۔ برج حوت میں آفتاب ماہِ حیت میں جاتا ہے اور بہار کا موسم ہو جاتا ہے اور آفتاب کا برج دلو میں جانا آخر موسم خزاں کا وقت ہوتا ہے۔ چہ شمشہ خور آفتاب مراد ہے۔ آب خنک کنایہ جام شفاف بوریں۔ آتش تر مراد شرابِ سخن سے ہے۔ لفظ سوا

ترکی میں معنی آب میں متعل ہے جو لفظ دلو کے واسطے مناسب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ موسم بہار کا آگیا ہے اب جام بلوریں میں ہمارے واسطے شراب سرخ لاؤ +

زراں پیش کہ آسماں را خیاط صبح دوزد
بر غرقہ کبودش یک پارہ معصفر

معصفر بالضم میم و فتح عین وہ چیز جسکو گل کے چہرہ سے رنگ کریں کیونکہ معصفر گل کا چہرہ ہے جسکو ہندی میں کنبہ کہتے ہیں و خیاط بمعنی درزی۔ بارہ معصفر مراد آفتاب سے ہے پہلے اس سے کہ نہ ہو شراب دے کیونکہ شراب کا لطف شب کو ہے +

زراں پیش کا سماں را طبایخ چرخ بہند
در مفتخوال گردوں یک طاسک مرعفر

طاسک مرعفر مراد آفتاب سے ہے۔ طبایخ بمعنی باورچی۔ طاسک اسم تصغیر ہے طاس کا خوان بمعنی دسترخوان۔ الفاظ طاس خوان طبایخ مناسب ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس سے پیشتر کہ آفتاب نکلے +

خور کہ با سیاہ چشماں وقت سپیدہ جاے
کز جرعه خاک مجلس بوشد لباسی احمد

یعنی صبح کے وقت معشوق کہ ساتھ اسقدر شراب پی کہ جرعه ریزی سے خاک سرخ ہو جائے

دریا مہیاں زورق صد بار موج خول زد
بر پشت باہیا نش یک دم سوئے لب درد

دریا مراد شراب سے ہے کیونکہ دریا کو عزلی میں تم کہتے ہیں اور تم کو مقلوب کرنے سے ہے حاصل ہوتا ہے۔ زورق کہ معنی کشتی کے ہیں یہاں مراد جام سے ہے لگگوئی شیرا کہ اعتبار سے موج خون کہا۔ باہیاں سے مراد انگشتاں ہے یعنی شراب کا پیالہ بھر کر لے معشوق ایک بار اسکو ہاتھ میں لیکر ہموں کی طرف لیجا۔ دریا کشتی موج۔ باہی الفاظ مناسب ہیں +

آہوئے آتشیں را چوں برہ صد بر آرد
کافور خشک گردد با مشک تر برابر

آہوئے آتشیں کنایہ آفتاب۔ برہ برج محل سے مراد ہے۔ کافور خشک مراد دن سے ہے۔ مشک تر سے اشارہ شب کی طرف ظاہر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب جب برج محل میں چلا جاتا ہے رات اور دن برابر ہو جاتے ہیں +

شب زنگیت گریاں آئینہ الیست بر کف
صبح است ترک خنداں ستار زرد بر

شب کو زنگی باعتبار ناہنجی کے اور گریاں باعتبار کو اکب کے کہا آئینہ مراد قمر سے ہے اور صبح کو شعاعی خطوط کے اعتبار سے خنداں کہا۔ ستار زرد زردی شفق یا آفتاب سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عجیب ماجرا ہے کہ جو شخص رقبہ آئینہ نہیں دیکھتا کیونکہ آئینہ کا دیکھنا لوازمات عیش میں سے اور رات باوجود بیک گریاں ہے آئینہ قمر کا دیکھتی ہے +

بگر خیت ادھم شب زین پلنگ بر پشت
چول لبست شاہ مشرق ہر لے زہر اشقر

ادھم اسپ سیاہ کو کہتے ہیں چونکہ ولایت میں پلنگ کے چڑے کی زین تیار کرتے ہیں سو اس زین پلنگ کہا مگر یہاں کثرت کو اکب سے مراد ہے۔ ہتر ابا الفتح گھوڑے کی زین اور ساز کو کہتے ہیں۔ ہتر اسے زردوشنی سو سے مراد ہے۔ اشقر اسپ سرخ رنگ کو کہتے ہیں مراد آسمان یا دل سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب طلوع ہوا اور رات چلی گئی +

ایسے زلف غنبر نیت شمشاد ولالہ پر ور
عقاب شکر بہ نیت لعل و در سمت در بر

شمشاد کنایہ قدس ہے۔ لالہ اشارہ چہرہ کی طرف۔ عقاب شکر میں مراد لبوں سے ہے۔ لعل و در کھنایہ دندان لب۔ یعنی لے معشوق تیری زلف قد خوش اور لب شیریں کی جو بارز دندان بر و ترش کی

در غنبر تو لالہ در بد تو تو
در غنچہ تو نسوین بر پیچہ تو آذر

غنبر کنایہ زلف یا خط کی طرف ہے۔ لالہ مراد چہرہ کالگوں سے ہے۔ بسد مرجان و نمونگے کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک بیج مرجان کو کہتے ہیں۔ بہر کیف لب سرخ سے یہاں مراد ہے

لوگوں کا یہ دنداں - غنچہ مراد دہن - نیچہ اولہ ونگل کو کہتے ہیں - یہاں مراد دنداں سے ہے -
آرز یعنی آتش یہاں بس سے مراد ہے - معنی شعر ظاہر +

روزے کہ سر بر آرد شب از کنار ما ہمت
بر روی بدر بینی غلطاں ہزار اختر

شب مراد خط یا زلف سے ہے - ماہ مراد چہرہ سے ہے - اختر کناہ - اشک خلاصہ یہ ہے کہ
جس دن تیرے چہرہ پر خط نخل آئے گا بد تیرے زوال حسن کے خیال سے خوب سنو ہائیگا +

آں سر شکستہ زنگی از سر کشی بچیں شد
بر گرد روم صفت زرد از رنگبار لشکر

زنگی شکستہ مراد زلف سے ہے - بچیں اشدن یعنی چیں جبین یا خشکیں ہونا - روم مراد زنج گنگو
سے ہے - لشکر زنگبار مراد خط سے ہے - یعنی سبوت زنگی سر کشی سے چیں میں چلا گیا اور خشکیں
ہو گیا گویا زنگبار نے روم کے گرد چڑھائی کی بعضی زنگی شکستہ سے مراد قلم لیتے ہیں اور
چیں اور روم مراد کاغذ سے ہے اور لشکر زنگبار سے مراد حروف لیتے ہیں لیکن یہاں موقع و مقام لا لیتے ہیں

سرحد نیمروز بہت شام خط تو بر چین
خورشید نیمروز است رویت چورائے داور

نیمروز وقت دوپہر کو کہتے ہیں اور اس وقت آفتاب خط نصف النہار پر ہوتا ہے اور ولایت تیار
کو بھی کہتے ہیں - وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب حضرت سلیمان وہاں پہنچے تو ولایت مذکور کو پانی سے
بھرا ہوا پایا پس حضرت نے دیوؤں کو حکم دیکر نیمروز میں اسے خاک سے بھر دیا اسلئے اسے
نیمروز کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے تیری زلفوں کی شام جو رخساروں کی ملک چیں پر واقع ہے ہم جہ
اور انتہا چہرہ کی شہر نیمروز کی ہے اور جیسا کہ دوپہر کو آفتاب رے مروج کی مانند تاباں و درخشاں
ہوتا ہے اسی طرح تیرا چہرہ چمکتا اور دکھتا رہتا ہے - چیں مراد رخساروں سے ہے نیمروز چہرہ مراد

بہرام نسل رستم اور یس فضل عیسیٰ
اقلم بخش احمد کشور کشائے جہد

بہرام نام بادشاہ کا ہے باعتبار زور اور طاقت کے رستم اور یس نام ایک پیغمبر کا ہے جو گمان ہے

درس توحید کا کرکے ہیں۔ باعتبار جاں بخشی مہر دکان افلاس کے عیسے کہا اور برعایت کنیز بخشی کے اقلیم بخش کہا اور باعتبار خوش خلقی کے احمد کہا۔ اس شعر کے فقرات میں ترکیب مقلوبی بحر یعنی حیدر کنڈور کشانی رستم بہرام نسل عیسیٰ اور بس فضل احمد اقلیم بخش وغیرہ +

بر آستان جاہش جبریل خولشتم را
حیدر سالہ راہ دیدہ از کائنات برتر

را بمعنی بلے جبریل جو ایک قدم اور ایک پیرزن میں پانسو سالہ راہ قطع کرتے ہیں مدوح کی آستانہ جاہ کے لئے اپنی راہ روی کے واسطے موجودات سے بلند سو برس کا رستہ قرار دیا ہے یعنی تیرا آستانہ دنیا سے اس قدر بلند ہے کہ جبریل باوجود ایسی تیز روی کے سو سال میں پہنچ سکتا ہے مہلا کسی اور شخص کی تو کیا اصل ہے +

اے ہفت طاق طارم بر آستانت دغم
وسے پنج شاخ دریا در آستینت مضمر

دغم بمعنی پیوستہ دج کیا گیا اور پوشیدہ۔ پنج شاخ دریا مراد دست مدوح سے ہے باعتبار پانچ آنکھوں کے۔ مضمر بمعنی پوشیدہ کیا گیا۔ ہفت طاق طارم یعنی طارم ہفت طاق مراد عرش سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرا آستانہ جاہ اس قدر بلند ہے کہ اسمیں عرش پوشیدہ ہو سکتا ہے اور ساکتا ہے +

اے بندہ خلیفہ در پیش تخت بخت
نائب ہزار خاقان حاجب ہزار قیصر

بندہ بمعنی مطیع و فرمانبردار خلیفہ مراد بادشاہ روم سے ہے۔ خاقان بادشاہ چین کا خطاب ہے۔ قیصر لقب بادشاہ روم کا ہے یہاں بادشاہ کلاں سے مراد ہے۔ شاعر اس شعر میں مدوح کی طرف خطاب کرتا ہے صنعت التفات کے طریقہ پر یعنی اے بادشاہ تیرے تخت کے سامنے خاقان جیسے ہزاروں نائب ہیں اور قیصر جیسے بہت سے چوہدار ہیں +

از خامہ کمال یک غم ہزار دریا
وز نامہ جلالت یک خط ہزار دفتر

یعنی ہزار دریا تیرے خاتمہ کمال کے سامنے ایک قطرہ کے برابر ہیں اور تیرے مرتبہ کی کتاب میں سے ایک خط ہزار دریا کی برابر ہے +

در رزم تیغ بہرام با خنجر تو چو میں
در بزم ساغر خور با ساقی تو در خور

بہرام ایک ستارہ کا نام ہے جسے میزج کہتے ہیں جو بلاذلی کہتا ہے یا بہرام جو میں سے مراد ہے جو بڑا بہادر تھا یا بمعنی مقابل جو میں یعنی بیکار کیونکہ تیغ جو میں نکلتی ہوتی ہے یعنی تیرے خنجر کی لٹاری کے مقابل میں بہرام کی تلوار بیکار ہے اور تیری بزم میں ساقی کے واسطے آفتاب کی پرلاہن لاتی ہے

اگر بر خط تفاوت نہ دائرہ نہ گرد و
حک باد لقطہ قطب از حرف خط معوس

محور اہل ریاضی کی اصطلاح میں ایک خط مہموم کا نام ہے جس کا ایک سر قطب شمالی اور دوسرے سر قطب جنوبی ہے۔ امور عالم کا انتظام ذات قطب پر منحصر ہے اگر قطب معدوم ہو جاوے تو بیشک قیامت برپا ہو جاوے اور عالم تباہ ہو جاوے خلاصہ یہ ہے کہ اگر آسمان تیرے خط فرمان کے موافق نہ پھیرا و تیرا تباہ ہوتا تو نقطہ قطب کا دور ہو جائے اور مٹ جائے اور قیامت برپا ہو جائے یہ شعر گویا عائد ہے +

راہیت چو رایت افزا سخت در شاہراہ ہمسجا
سہ خاک دیر سہرازدست آں تنگاور

یعنی تیرے راس کے گھوڑے کی تیز رفتاری دیکھ کر چاند نے جو نہایت تیز رفتار ہے حسرت سے اپنے سر پر خاک ڈال لی۔ صورت دوم یہ کہ تیز رفتاری سے اُس گھوڑے کی اس قدر خاک زمین پر اڑی کہ چاند کے سر پر جم گئی تیسری صورت یہ ہے کہ چاند نے باوجود دعویٰ روشنی کے تیری راسے روشن کو دیکھ کر شک کے مارے اپنے سر پر خاک ڈال لی +

آں ابر برق سیرت آں باد کوہ صورت
آں نار بحر پرور آں آب خاک گستر

نار باعتبار گرمی رفتاری کے کہا۔ برق و باد باعتبار تند رفتاری کی اور باعث ہوا رفتاری کے

دیا کہ کہا اب اگر گستر باعتبار فتنہ و فساد کے گرد و غبار بٹھا دینے کے کہ معنی شعر ظاہر +

یکراہ و زین خاصیت اب روان و روشن
پہل و در سرایت کوہ روان و عشر

یعنی تیرے گم ہونے کو باعتبار تیز رفتاری و ہمواری کے اب رواں کہنا چاہئے۔ اور زین کو باعتبار صحت کاری جو ہر نگاری کے گلشن کہنا چاہتا ہوں باعتبار صحت و روانگی کے کوہ رواں ہے اور تیرے گم ہونے کا وارزہ باعتبار از دو حامی ملازمان و خادمان کے گویا بذات خود محشر ہے +

کہ عدل تو نبودے کہ میں پنج شوے سے مطرب
با تطیب صبح گشتے با ہرگز سہ خواہر

پنج شوے سے مطرب مراد زہرہ سے ہے اور پنج شوے یہ ہیں۔ نزل مشتری مریخ عطارد قمر سہ خواہر مراد نباتات انجمن سے ہے جو تین ستارے قطب کے قریب ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیرا انصاف نہ بتاؤ زہرہ جو پانچ شوہر رکھتی ہے قطب کے ساتھ جو مردار سا ہے حالت جلع میں ہو جاتے +

مقطع طلب نمودم سر پیش امت محضرت
در شعر نام افتد مقطع از میں نکو تر

آخر شعر قصیدہ کو مقطع کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے جب میں نے اپنے قصیدہ کا مقطع چاہا تو میں نے جو جان سے بیزار تھا اپنے سر کو بجائے مقطع کے پیش کیا اور کہنے لگا اس سے بہتر کوئی اور قطع نہ ہوگا

تا زیر بال طوطی طائوس شب پیما را
ہر صبح در باید عنقا سے زرد شبہ پیر
بادا چو طائر قدس در صید گاہ ہبجا
پرواز باز چہرت بالا سے چرخ اختر

طوطی مراد آسمان سے ہے۔ طائوس شب پیما مراد قمر ہے۔ طائوس باعتبار گرد آلود کو اکب ہونے کے کہا۔ عنقا سے زرد شبہ پیر مراد آفتاب سے ہے۔ طائر قدس مراد جبریل سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قیامت تک حضرت جبریل علیہ السلام کی مانند تیرے چہرے کے باز آئے ہوں پرواز ہوتا رہے +

قصیدہ آفتاب کی تعریف میں

چو شاہ باز سحر باز کرد شہر نور
بسوسے غریب غراب ظلام کرد نفور

شاہ باز سحر کنایہ آفتاب سے ہے۔ شہر نور مراد آفتاب کی شمعوں سے ہے۔ غراب یعنی غریب۔ غراب یعنی کوہِ ذراغ۔ ظلام یعنی تاریکی خلاصہ یہ کہ جسوقت آفتاب نکل آیا تاریکی شب کی جانی نری

چو تیر تیر ظلام از کمان چرخ انداخت
ز ترس ترس زر اندودہ تیغ یعنی ہو

ترس نانی یعنی سپر و ڈھال مراد آفتاب سے ہے۔ زر اندودہ تیغ مراد خطوط شعاعی سے۔ ظلاً
یہ ہے کہ آفتاب کے خوف سے عطار نے تاریکی شب کو کمان فلک سے بھل دی تاہم تیر کی مانند گرا دیا

درید زہرہ زہرہ چو دہر دہرہ زر
منودہ حبش حبش را چو مغضیر مغفور

دہرہ زر یعنی چھری۔ یہاں مراد شعاع خورشید سے ہے۔ حبش حبش مراد کو اکب سے ہے مغفور
خود آہنی یعنی جب زمانے آفتاب کو خطوط شعاعی خورشید کے لٹکر حبش کے دور کرنے کے واسطے
ظاہر کئے اس حال کے دیکھنے سے زہرہ اور دل ستارہ زہرہ کا پھٹ گیا +

بہند زہ فرارہ فرارہ زد شہ رنگ
چو فوقہ کلہ شاہ چیں نمود از دور

بہند مراد ہستی یا بمعنی جانب۔ فرارہ فرارہ بمعنی گریزاں گریزاں بترنگ اشارہ ماہ سے ہے
قوف بمعنی نگہ لگاؤ و پیراہن شاہ چیں مراد آفتاب سے ہے یعنی جسوقت آفتاب نے طلوع کیا چاند
نے نسبتی کا رستہ دیا دوم یہ کہ بہند مراد شب سے ہے یعنی چاند بچ شب کے گریزاں گریزاں چلا گیا

زہم تیغ منوہر چہر مہر گرفت
قبول رولق اقبال شام رولق فتور

منوہر بمعنی منبرت روز اور نام لیر ابرج کا ہے۔ زہم بمعنی خوف۔ فتور بمعنی سستی و شکستگی۔

شاہ شام مراد قمر سے ہے یعنی خوت خطوط شاعی آفتاب کے تلوار سے رونق قمر نے شکستہ کی یعنی
چاند کی روشنی جاتی رہی +

سپہر تیغ زرا ندودہ میزند ہر صبح
ز مہر ماہ سلاطین و آفتاب صدور

تیغ زرا ندودہ مراد خطوط شاعی سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ آسمان جو ہر صبح تلوار چمکاتا ہے صرف
محبت ممدوح ہی کا باعث ہے +

قصیدہ کنیزک گل چہرہ کی تعریف اور انعام کی امید میں

خدا نگ غمرہ او در خم کماں ابرو
ستارہ الیت کہ در ماہ بون بکار آمد

خدا نگ غمرہ مراد چشم سے ہے ستارہ اشارہ چشم کی طرف ماہ نو خیمہ کی ابرو کی طرف اشارہ ہے معنی
شعر کے ظاہر میں +

چو پتہ گشت دل شور بخت من بریاں
کہ تنگ مشکر او لعل در نثار آمد

شور بخت بمعنی بد نصیب چونکہ بعض ولائیوں میں پتہ کو بریاں اور تنگ سود کرنے میں اسبوا
پتہ سے تشبیہ دی تنگ شکر خوار شکر کو کہتے ہیں مگر یہاں دہن معشوق سے مراد ہے خلاصہ یہ
کہ میرا دل پتہ کی طرح بہتا ہے کس واسطے کہ دہن معشوق کا ایک لعل ہے جو ہر پرواز میں نثار کرتا ہے

چو شلخ مردی ما نرد امتحاں در باخت
بساط حسن ورا نقش دو سہ بار آمد

شلخ مردی مراد ہے دست مردی سے اور عیاشوں کی اصطلاح میں آلت تناسل کو کہتے ہیں بساط
معنی چھوٹا سا فرش جس پر بازی کھیلتے ہیں اور نقش مراد اس نقشہ سے ہے جو پاسوں پر لگا ہوا ہوتا
ہے اور پاسا کعب کو کہتے ہیں اور دو سہ بار سے مراد چہرے سے ہے جسکو چہکے کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ مینے
اسکا برقع کھولا اور امتحان اسکو دیکھا تو بساط حسن کے واسطے اسکو چہکے کا نقش یعنی کامل پایا دوسرے

معنی یہ ہیں کہ لفظ دوسہ بار سے کی حاصل ہوتی ہے کیونکہ لفظ دو کے بحساب ابجد دس عدد ہوتے ہیں اور جب دس کو تین بار لیا تو تیس ہوئے جسکو فارسی میں سہی کہتے ہیں اور لفظ سی کے ستر عدد ہوتے ہیں اور لفظ کی کے ہی ستر عدد ہوتے ہیں اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ اپنے خزانہ میں جو اُس کینزک کی قیمت کا امتحان لیا تو بیاٹس کے واسطے اُس میں کی ظاہر ہوئی تیسری صورت یہ ہے کہ دو کو تین بار لکھنے سے دوسو بائیس عدد ہوتے ہیں اور یہ اعداد لفظ لکبر کے ہیں یعنی جب اپنی اپنے اکر مردی یا عضو تناسل سے اُسکا امتحان لیا تو معلوم ہوا کہ لکبر ہے +

قرابرج بصد حیلہ گشت بر نہصد
اگرچہ قیمت آل ماہ صد ہزار آمد

لفظ ماہ کے اعداد بحساب ابجد چالیس ہوتے ہیں پس چالیس کو صد ہزار کے ساتھ لکایا تو چالیس

لاکھ ہوگی +
ہوای وہبہ زرم روے زرد کرد چنار
کہ نقد عین رواں گشت در کنار آمد

لفظ عین مراد اشک سے ہے معنی شمع کے ظاہر ہے +

نہاد افسری از شاہوار مروارید
کہ او بہ بندگی شاہ حلقہ دار آمد

یعنی جس کسی نے ہماری پادشاہ کی تابعداری اختیار کی اور علامی پر کمرباندھی اُس کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا +

قصیدہ بے ثباتی جہان فانی کی اور رغبت جہان جاودانی
کی طسوف اور محمد شاہ کی تعریف میں

صبح غنقا لیت سجین مرغ زریں در دہاں
شام در قایت مشکیں سبضہا در آشیان

صبح مراد صبح صادق سے ہے مرغ سجین مراد آفتاب سے ہے در قایت مراد دہاں سے ہے کبوتر در فاختہ معنی

شعر ظاہر +
عاریت داں زریں زربرصہ وہ ٹہپا سے روز

رخش بہت زیں جہان بیوفا بیروں جہاں

زیں زمرہ اوقات سے ہے صہوہ پشتمان کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اس جہان کی بے ثباتی
دیکھا اور سمجھا کہ اسے چھوڑ دے۔ بعض شخصوں میں بجائے شہبائے کیراں سے کیراں یعنی گہوڑا اور
شہبایہ گہوڑے کے معنی میں ہے شاید شہب سے یہ لفظ لیا ہو گا +

پیشہ دستی کن بگیمر آئینہ ساغر بخت

صبح دینک در قفا آئینہ دارو در نہاں

یعنی صبح اب تک آفتاب کا آئینہ اپنے مونہ میں رکھتی ہے اور ابھی تک اُسے ظاہر نہیں کیا اب آفتاب
نکل آیا تو یہی اس وقت پیش دستی کر اور محبت الہی کا ساغر اپنے ہاتھ میں لے یعنی عبادت کر +

جیب گل بر بوسے مہر ش صبح گل کر دند چاک

ہر دور ازیاں برگریباں گو سے زربست آسماں

مہر یعنی محبت و بوسہ یعنی اُمید ضمیر ش کی ساقی وحدت کی طرف پہرتی ہے چونکہ گل اور صبح نے
اُسکی محبت میں اپنا پیرہن چاک کیا تھا اس واسطے گل کو ریزہ زربست اور صبح کو سنہری گولائی
آفتاب مرحمت کیا +

اے لولے قدر تو عنقاے گردوں انجہ

وسے ہمارے چتر تو طاؤس سدرہ آشتیاں

یعنی تیرے رتبہ کا نیزہ ایک عنقا ہے اور وہ ایسا بڑا ہے کہ فلک اسکا ایک بازو ہے اور تیرا
چتر ایک طاؤس ہے جو اس قدر بلند پرواز ہے کہ سدرہ آشتیاں ہے +

قصیدہ پر ہیز گاروں و رطابان خدا کی تعریف میں

آسماں شیشہ ایت سر گرداں

کاندراں شیشہ بارہ زبد است

زبد یعنی روغن کف و جھاگ یہاں مراد ستاروں سے ہے منی شعر ظاہر +

سبب قول علت اوسے

نہ قیاسی است بلکہ مجتہد است

صلیٰ اولیٰ اشارہ ہے جناب رسول مقبول محمد مصطفیٰ کی طرف یعنی باعث ہونے علت اولیٰ کا لفظ کن کے ذرائع جانے سے قیاس نہیں ہے بلکہ عالموں کے اجتہاد سے ثابت ہے خلاصہ یہ کہ ذات جناب رسول الصلیٰ اللہ علیہ وسلم کو ایجاد مخلوقات کے واسطے باعث اور وسیلہ کہنا کچھ قیاسی نہیں ہے بلکہ مجتہد ہے +

چپ نہادند عقد نہصد را
راست گیریش نہصدت نوو است

عقد بالفتح گزہ کو کہتے ہیں چپ اُلٹے ہاتھ سے مراد ہے اور راست سیدھے ہاتھ سے مراد ہے لفظ گیریش میں یا سے خطاب کی ہے نہصدت میں تا بمعنی تو۔ حساب عقد انا مل میں قاعدہ ہے کہ دست راست سے نوڈ تک کا حساب کرتے ہیں اور دست چپ سے نو سو تک کا کرتے ہیں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں گردش آسمانی سے اشرفوں اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کا حال ایسا بدتر ہو رہا ہے کہ جو رتبہ انسان کو حالت بد وضعی اور کمینہ پن سے حاصل ہو سکتا تھا وہ حالت شرافت میں نہیں ہو سکتا اسکا ثبوت یہی کافی ہے کہ حساب عقد انا مل میں اعداد نو سو کو دست چپ میں جو کمینہ ہے رکھا ہے اگر وہی دست راست میں رکھا جائے تو نو سو کے نوے ہی رہ جاتے ہیں +

از یکے ہم طلب یکے کہ یکے
از عدد نیست مبد اعداد است

یکے مراد ذات خدا سے ہے جو واحد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ طلب و خواہش خدا کی خدا سے ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ ممکنات میں سے نہیں ہے بلکہ ابتدا موجودات کی اُسی سے ہے

بہت او بادد صفر و نصف دو چند
ثلاث جذریک شصت و پنج صد است

اس شعر سے تعمید کے طور پر اسم بدکا نکلتا ہے کیونکہ مصرع ثانی میں لفظ شصت سے پنج نکلتا ہے اور لفظ پنج سے پانچ جس سے ہاتے ہوز مراد ہے اور جب نوں اور ہا سے ہوز کو

ملاتے ہیں تو نہ ہوتا ہے اور نہ کو صد سے مرکب کرتے ہیں تو نہ صد ہوتا ہے اور نہ صد کا جملہ
تین ہے اور اسکا تیسرے حصہ دس ہوتا ہے اور دس عدد لفظ دو کے ہوتے ہیں پس حاصل
مصرعہ ثانی کا دو ہوا۔ مصرعہ اول کا حاصل اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ دو کے ہمراہ دو صفر لکھو
تو دوسو ہوگا جس سے (ر) حاصل ہوتی ہے جب دو کا دو چند کیا تو چار ہوئے جب پھر چار کا نصف
کیا تو دو ہوئے پس عدد چار سے (ا) اور عدد دو سے (ب) حاصل ہوا پس مجموعہ تبا درکار

ہزیکے دانہ زین طویلہ در
در خور گوش شاہد ہر دست

طویلہ بمعنی رشتہ خلاصہ یہ ہے کہ اس رشتہ کا ہر ایک دانہ معشوق کی عقل کے کان میں ڈالے
جانے کے قابل ہے +

خونِ خمش کہ مارِ رخش سخت
خونِ ماہی شمر کہ بے قود است

رجح بمعنی نیزہ۔ خونِ رخشین مراد ہلاک کرنے سے ہے۔ تو بمعنی قصاص۔ خونِ ماہی کنایہ گرفتار
کر لینا ماہی کا۔ معنی شعر ظاہر +

تا بود لعل پارہ وقتِ سحر
پارہ آتشے کہ در برد است
کتریں بندہ شہنشاہ
ہر گنج حاکمے کہ بر سند است

لعل پارہ شفق صبح سے مراد ہے پارہ آتش اشارۃً آفتاب کی طرف ہے۔ برد عبارت آن ستارہ
سے ہے جو صبح کے وقت افق شرق میں نمودار ہوتے ہیں۔ آفتاب کے نیچے ہوتا ہے خلاصہ
یہ ہے کہ جب تک آفتاب برد کو اکب میں پوشیدہ رہے اور جب تک صبح کو شفق نکلتی رہے یعنی قیامت
تک پس قیامت تک ہر ایک بادشاہ جہاں کہیں حکمران ہو تیرا غلام ہی رہے۔ سند نیزہ گاہ کو کہتے ہیں

قطع ممدوح کی تعریف میں

سلطان چار بالش شش روزہ سپہر
لے سایہ ز چتر سیاہ تو آفتاب

خلاصہ یہ ہے کہ اسے ممدوح تو ایسا اعلیٰ رقبہ والا ہے کہ آفتاب جو بادشاہ مسند نشین شش روزہ
فلک کا ہے حقیقت میں تیرے چتر سیاہ کا ایک سایہ ہے۔ دوم یہ کہ تیرے چتر سیاہ کا سایہ ایسا
رخشن ہے کہ ایک آفتاب بنگیا ہے +

از دودہ چراغ تو یک ذرہ ہفت شمع
از بحر پنج شاخ تو نہ چرخ چوں حباب

ہفت شمع سب سے زیادہ سے مراد ہے۔ جو پنج شاخ دست ممدوح سے مراد ہے باعتبار پانچ انگلیوں
کے معنی شعر ظاہر ہیں +

عالم ز جام عدل تو نوعی شدت مست
کاں مست را بعر نہ بند کسے خراب

بعر یعنی مدت دید اور عرصہ درازت۔ جام بمعنی ویران و تباہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تیرے جام
انصاف سے اس قسم کا مست ہو ہے کہ مدت دراز میں کبھی کوئی اُس کو خراب اور اجڑا ہوا نہ دیکھے +

خاک جزیرہ در دہن بحر تلخ باد
گر از بیم گف تو کند شور و اضطراب

بحر تلخ دریا کے شور یا سمندر تلخ سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر بحر تلخ تیرے ہاتھ کی سخاوت و دیکھ کر
مارے اشک حسرت کے شور و غل مچا کر گا تو خدا کے فضل سے اس حادثہ کے سننے میں خاک ہی
بڑھتی اور وہی صورت جزیرے کی ہے +

تاثر انتقام حلال تو جبر کرد
تا زعفران غم آرد و شادی برد شہر آب

جبر بستن کے معنی ہیں زور سے کام پر لگانا یعنی اسے ممدوح تیرے انتقام کی تاثیر ایک ایسی امر
حلالی ہے کہ زعفران اور شراب جب کا کام شادی اور خوشی پیدا کرنے کا تھا اب تیرے جبر سے
انہی خاصیت بھی بدل گئی کہ زعفران تو غم پیدا کرتے لگی اور شراب خوشی کو دور کرنے لگی بعض

انہوں میں پہلے شہزاد کے ہمدرد یعنی زونچی لکھا ہے مگر اس صورت میں لطافت شعر ظاہر ہے +

در قصر بہر فرش غلامت ز مہر خویش
در کارگاہ خویش قصب باف ماہتاب

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے ممدوح تیرے انصاف کے زمانہ میں ظالموں نے اپنا ظلم چھوڑ دیا ہے بلکہ مظلوموں سے محبت کرتے ہیں چنانچہ چاند جو کٹان کا دشمن جانی تھا اب وہی چاند تیرے غلاموں کے فرش کے واسطے کٹان بنتا ہے +

شاہا دو حاجب اند کہ پیوستہ کردہ اند
ترکان مست را خم محراب جاے خواب

دو حاجب دو ابرو سے مراد ہے۔ پیوستہ کے معنی ہمیشہ۔ ترکان سست مراد اہر و چشم سے ہے۔ خم خواب خمیدگی ابرو کی طرف اشارہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اے ممدوح تیرے زمانہ میں تمام عتیر جاتی رہیں لیکن یہ دونو حاجب یاد دونوں ابرو اور مذکورہ کرتی ہیں +

ناراستی کہ آل دوسیدہ روے میکند
بر مردیکہ نور بصر را دہند آب
داد فساد شاں نہ دہد بیج قاضی
الآ زبان خنجر سلطان کامیاب

دوسیدہ روے مراد ان ہی ہر دو ابرو سے ہے۔ بصر آب وادان مراد روئے سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ناراستی اور ہمدانی جو ہر دوسیدہ رو مراد ان چشم پر کرتی ہیں انکا انصاف دینے والا اور بات بول چھنے والا زبان تیغ ممدوح کے سوا کوئی نہیں ہے۔ ناراستی ابرو کی جو مردیکہ چشم سے اوپر سے ظاہر ہے۔ دوم سیدہ روئی مراد دو چشم سے ہے اور مزینک فردی مراد عاشقان سے ہے۔ اس صورت میں معنی ظاہر نہیں ہو +

قصیدہ معشوق کی خط کی تعریف میں

بیا کہ شکرت رسم شد نبات اے خور

دمیدہ مشک سیاہت ز گوشہ کا فور

شکر مراد لب سے ہے۔ نہات رو بندگی کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد خطوط سے ہے۔ مشک سیاہ خطوط کی طرف اشارہ ہے۔ کافور کنایہ چہرہ معنی شعر ظاہر ہیں +

ازاں ز مہر تو ہر صبح مینر خم دم سُر
کہ چرخ بر فناک عارضت کشیدہ سمور

نک نام ایک جانور کا ہے جسکے اوپر بہت سے بال ہوتے ہیں۔ سمور بھی ایک پوٹین کو کہتے یعنی اسی سبب سے تیری محبت میں ٹھنڈے ٹھنڈے سانس بھرتا ہوں کہ آسمان نے تیرے چہرے پر خط جو باعث زوال حسن کا ہے نمودار کر دیا +

ز عدلش از دہن مار در اماں راقص
ز لطفش از سرطان معتدل مزاج عبور

مصرعہ اول میں از یعنی در کے ہے۔ مار مراد طین سے ہے اور راقص ایک ستارہ کا نام ہے جو طین کے منہ میں واقع ہے۔ سرطان برج چہارم کا نام ہے۔ عبور ایک ستارہ آتشی کا نام ہے خلاصہ یہ ہے کہ مدوح کے انصاف کے باعث راقص ستارہ دہن مار میں واقع ہے تاہم اسکو سانپا گزند اور تکلیف نہیں پہنچاتا اور لطف عنایت کے باعث مزاج عبور ستارہ کا بیج سرطان میں جو مقام تبدیل کا ہے اصلاح و اعتدال پر ہے +

ز آستان تو مویت در نظر تا عرش
بچشم خصم تو میلے است در میان نور

موسے مراد ملک یعنی تھوڑا سا خلاصہ یہ ہے کہ تیری چو کھٹ اور عرش میں بہت ٹھوڑا سا فرق ہے اور تیرے دشمن کی آنکھ اور روشنی میں کوس بھر کا فرق ہے + یعنی اندھا ہے +

صفات ذات تو بر تخت اے بہا۔ سے شرف
چو ظل مرغ تجلی ست در شمعین طور

یعنی ملے مدوح تو بہا سے شرف ہے اور تیرے ذاتی صفات آپنے تخت پر اس روشنی اور نورانی کے مقابلہ میں جیسا کہ وہ طور پر ذات باری کی تجلی میں غبی +

	چونصب شد علم فتح رافع قدر ترا بجسر حادثہ ضم گشت حاسد مجبور	
یعنی جہوت تیری بندگی کے واسطے فتح کا نیزہ قائم ہوا حیرا حاسد مجبور بدخواہ شکست یاب حمار		
نماز سے ملگیا +	بدست خازن اقبال جاودان تو داو عروس ملک کلید در سراجہ سور	
سور کے معنی خوشی کے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ عروس ملک نے خوشی کے گھر کی کچی تیرے دائمی خزانچی اقبال کے ہاتھ میں دیدی ہے +		
	زخاک شاید اگر زر زیر وار دہ کہ جود مجود تو دایم چو دیہ شد منصوبہ	
زیر ایک قسم کی گھانسی ہوتی ہے جس سے کپڑے رنگتے ہیں۔ جود بمعنی باراں بسیار جود بمعنی بخشش بسیار + دیہ بروزن نیمہ چہرہ اور رخسارہ کو کہتے ہیں ولفتح اول بمعنی روشنی وباراں - خلاصہ یہ ہے کہ اگر خاک میں سے زر مثل گھانسی کے پیدا ہونے لگے تو سزاوار اور ممکن ہے کہ سوٹے کہ تیری بخشش کا مینہ مثل باراں کے برستا ہے +		
	بدست تست یکے رومی سیہ دستار کہ در ہمالک معنی است این زمان دستور	
اس بیت میں بطور جدیدیاں کے نام قلم کا نکالا ہے۔ رومی مراد قلم سے ہے سمجھہ ستار باعتبار سر سیاہ ہونے کے کہا ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرا قلم ایک رومی سیہ ستار ہے جو منہ ملک ہے معنی کا صاحب و آقا ہے +		
	جہاں پناہ یک نکتہ از زہی لبشو کہ در رد۔ خود آتار آں شود مشہو سرے رہ نقطے را کہ فرق می بکنند سرار راز شرار و سرور راز شہو	
رہی یعنی بندہ و غلام سقا کینہ کو کہتے ہیں اور ان لوگوں کو کہتے ہیں جو نیوے وغیرہ لوگوں سے		

میں نکال کر لگی گلی کوچہ کوچہ پہنچتی پھرتی ہیں ایسے آدمی کو ذلیل اور ساقط الاعتبار کہتے ہیں۔ سری
بمعنی سرداری۔ سردار اور سردار میں صرف نفاذ کا فرق ہے ایسا ہی شہر و سردر و میں۔ خلاصہ
یہ ہے کہ کمینوں کو جو شہر اور سردار شہر و سردر و میں فرق نہیں کر سکتے حاکم بنا +

نہادہ دیک تھی بر سر و زبے نانی
درون او ہمہ آتش گرفتہ ہمچو تنور

دیک تھی بر سر نہادوں مٹلی کی علامت ہے۔ بجائے افند بے نانی کے اکثر نسخوں میں بے برگی
لی آبی بے نانی دکھایا گیا ہے لیکن بے نانی تنور کے واسطے مناسب ہے۔ یہ شعر بھی کمینوں کے بارہ
میں لکھا ہے چنی خالی دیک سر پر رکھے رائے سالاری سے تنور کی طرح اس کے دل میں آگ لگی ہوئی

قصیدہ سلطان محمد شاہ کی تعریف میں اور خیالات
چرخیات و محبوبان میں

چو سبز خوان فلک ز رہاں کند در قیر
میان لای سیہ مہ رود چو کاسہ شیر

بعض نسخوں میں یہاں فلک کے طبق پایا جاتا ہے اس صورت میں یہ معنی ہونگے۔ طبق زر
مراد آفتاب سے ہے۔ قیر و شیر سیاہ کو کہتے ہیں یہاں سیاہی سے مراد ہے۔ لائی کے معنی
سخی اور چمکی کے ہیں علامت ہے کہ سب سماں آفتاب کو غروب کرے اور رات کا وقت ہو جاوے
نورات کے دریاں جانور یا شیر کی مانند ظاہر ہو گا +

ز مہر زورق سیمین ماہ بر جوشد
ہزار چشمہ سیما بہ زین کبود غدیر

معدنہ کے معنی نور کے ہیں۔ کبود غدیر ماہ سے مراد ہے۔ ہزار چشمہ سیما بہ ستاروں
مراد ہے خلاصہ یہ کہ آفتاب کی عورت سے بیت سے ستارے آسمان سے ظاہر ہوتے ہیں +

ستارہاں سپر آتشین تیغ زلفت
کہ غبرواں را در چشم میناید تیر

یہی گرمی، حرارت کے باعث یہ آفتیں سپر غنیمت تیج زنی کرتی ہے کہ چوروں کی آنکھ میں تیر کی اندر خلش کرتی ہے اور حقیقت میں آفتاب چوروں کی آنکھ میں تیر کی مانند چھپتا ہے کیونکہ دزدی کا مانع ہے +

دراز شد زردہ عنبرین شب پے آل
کہ سے رود سپر زرد در کمان چوں تیر

زردہ عنبرین رات کی طرف اشارہ ہے۔ سپر زردہ مراد آفتاب سے ہے۔ کمان مراد برج قوس سے ہے اور جبکہ آفتاب برج قوس میں ہوتا ہے تو تین بڑی ہوتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ رات کی سب سے دراز ہو گئی ہے کہ آفتاب تیر کی مانند برج قوس میں چلا گیا ہے +

غنیمت سپر کہ جہم روسے او بود پر تیج
زہے کمان کہ یکے نیمہ زو بود از تیر

سپر آفتاب سے مراد ہے اور تیج اشارہ خطوط شعاعی کی طرف ہے۔ کمان کتا۔ برج قوس۔ تیر عبارت عطار دے ہے۔ بنجیہوں کے نزدیک قوس کی علامت حرف (ج) ہے جسکے آٹھ عدد ہوتے ہیں اور عطار کی علامت حرف (د) ہے جسکے چار عدد ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ عجب کمان ہے جسکا نصف تیر ہوتا ہے +


بوقت صبح کہ در پیش گاہ خیمہ سبزر
شب سیاہ قبا ز زرسنج بنیر

خیمہ سبز آسمان سے مراد ہے۔ قبا سیاد زدن میں زدن بمعنی نہادن کے ہیں۔ اس شعر کی خبر آئندہ نکلتی ہے جسکے معنی ظاہر ہیں +

بوے مجر زرین آفتاب منیر
کشادہ قافلہ سالار صبح تنگ بعیر

بعیر خورشید کا نام ہے مگر کافور از عرفان اور صندل سے مرکب ہے۔ تنگ بعیر سے مراد صبح کی نسیم سے ہے یا سفیدی صبح صادق سے، اور ہے خلاصہ یہ ہے کہ سالار قافلہ صبح نے تنگ بعیر کی آبر بند سے آفتاب کی سنہری اگلیٹھی کو لے رکھی ہے یعنی آئے پھیلا دیا ہے +

	تدرو جام بخون خروس شوید روے در آن چمن که زند عند لب چنگ صغیر	
	تدرو جام خود جام سے مراد ہے۔ خون خروس شرب سرخ کی طرف اشارہ ہے۔ چمن کتا مجلس عند لب مراد مطرب سے ہے معنی شعر ظاہر +	
	تو آن ہی کہ یکے چین زلفت اندازد ز سایہ بر طرف آفتاب صد زنجیر	
	چین بمعنی شکن طرف بمعنی کنارہ۔ خلاصہ یہ کہ اگرچہ سایہ کا جانا آفتاب کی طرف محال ہے لیکن تیری زلفت نے تیرے حسن کی زبردستی سے ایک چین شکن سے کنارہ آفتاب رخسارہ یا آفتاب فلک پر سایہ ڈال کر اسکو مٹھ کر لیا ہے +	
	عروس صبح بر انداخت زلف شب ز روی تو نیز سلسلہ عنبریں ز سہ بر گیر	
	عروس صبح مراد آفتاب سے ہے۔ سلسلہ عنبریں مراد زلفوں سے ہے۔ اشارہ چہرہ کی طرف ہے خلاصہ یہ ہے کہ صبح ہو گئی تو بھی آرایش کر اور زلفوں کو چہرہ پر سے اٹھالے +	
	شہنشاہی کہ بروے حل سہ مرج بدوخت قوس ہلالش زدہ بگوشہ تیر	
	اس شعر میں تعبیہ کے طور پر اسم محمد نکلتا ہے اس طرح سے کہ روے حل سے حا حلی لیا اور سر مرج سے یم لیا۔ قوس ہلال خود ہلال سے مراد ہے جو قوس مراد کل یعنی ہلال سے مراد ماہ لی پس قوس ہلال سے یم مراد لیا جو یم ثانی ہے۔ گوشہ عطار در مراد دل سے ہے یعنی ایسا بانگ ہے جس نے سر مرج یعنی یم کو روے حل یعنی حا حلی پر لگادیا اور قوس ہلال یعنی یم ثانی کو گوشہ عطار یعنی دل سے ملایا پس مجموعہ ہر دو یم و حا و وال کا محمد ہوا +	
	بکل عالم مانند او کدام بود کہ تخت اصل فتانش بود چو عرش منیر	
	یعنی تمام دنیا میں ممدوح کی مانند کوئی ایسا نہیں ہوا جبکہ تخت عرش منیر کی مانند اصل فتان	

	خدا یگانہ سلاطین محمد تعلق سپر تیر دیر آفتاب ماہ وزیر	
	یعنی وہ شاہنشاہ خدا یگانہ زمان کا محمد شاہ بن تعلق ہے اور وہ محمد شاہ گویا سپر تیر جسکا منشی عطار دہے اور وہ ایک آفتاب ہے جسکا وزیر خود چاند ہے۔ دوم یہ کہ اسکا منشی عطار کی مانند ہے اور اسکا وزیر محبوب ہے نور القمر ستقاد من نور الشمس چاند ہے +	
	زبے محیط کہ در جنب جیب قوس درت چو نقطہ دائرہ آسمان منوہہ حقیر	
	خلاصہ یہ ہے کہ اسے ممدوح تو عجب دیر سے شور و سمندر ہے کہ تیرے دروازہ کے نصف کے مقابل میں دائرہ آسمان کا باوجود اسقدر وسعت و بلندی کے لفظ کی طرح حیرت و ادنیٰ معلوم ہوتا ہے	
	قیاس گنبد مائل بحلقہ دیر تو چنانکہ در سخن حامل آمدہ تدویر	
	ہاں قیاس کے معنی مجازاً نسبت کے ہیں + سخن بالکسر حم اور سنایے کو کہتے ہیں جسے ہندی ہیں دل کہتے ہیں۔ فلک قمر چار اجزائے مرکب ہے۔ اول مائل دوم حامل۔ سوم تدویر۔ چہارم زیر۔ خلاصہ یہ ہے تیرے مرتبہ کے دروازہ کا حلقہ اسقدر بلند ہے کہ گنبد حامل آسمان کے اس نقطہ کے درمیان میں ایسے معلوم ہوتی ہے جیسا کہ حامل کی سخن میں تدویر ہے۔ صورت یہ ہے	
	غبار لشکر آفاق گرد صیت ترا بے دوید و نہ دریافت چرخ باد مسیر	
	باد مسیر یعنی آسمان جو ہوا کی سی چال والا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیری شہرت اس درجہ کو لی ہے کہ آسمان ہوا کی سی چال والا بھی اُسکے گرد نہیں پہنچ سکتا مگر اُسکے ذات کے قریب ہناکس کی طاقت ہے +	
	ملازم است کہ بر خصم کار دشوار است دلش آنکہ علی الکافریں غیر یسیر	
	غرض در لازم ہے کہ تیرے دشمن پر کام دشوار و تنگ ہو جاوے اور میرے دعوے کی مدد آوے	

واسطے دلیل کافی ہے کہ کافروں کے واسطے قیامت کے دن دشواری ہوگی۔ بموجب اسکے
 علی الکافریں غیر سیر *

کجا درد ورع آہنی چو خنجر بید
 کجا برد زردہ چرخ سہم تیر حصیر

حصیر بمعنی بورہ۔ سہم کے معنی دہشت اور تیر کے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح تو ایک زردہ آہنی
 کی مانند ہے اور آسمان زردہ کا ہے اور تیر اور دشمن خنجر برد اور تیر حصیر ہے۔ پہلا تیرے زردہ کی
 قطع و برد اس خنجر سے کیونکر ہو سکتی ہے *

ز قدر اول ہر شائردہ کو اکب را
 ستم سمند تو کردہ بجارمہ سنجیر *

جاننا چاہئے کہ تمام ستارے چوتھرہ کے طور پر ہیں اور تعداد میں ایک ہزار چھپن ہیں انہی
 خشکیں ہجوں وغیرہ کی بنی ہیں ستارے اعتبار طائی اور کوپکلی کے مختلف ہیں اور انہی چوتھیں
 قرار پائی ہیں ہر قسم کی علامت یا بخندہ قدر ہے ہیں کو اکب تہ اول کے سولہ میں خلاصہ یہ ہے کہ
 ممدوح تیرے گھڑے کے ٹم نے بسبب تیرہ قدر کے چار چھین میں سولہ کو اکب کو مسخر کر لیا ہے
 اسی قیاس پر مقادیر دیگر کو سمجھنا چاہئے یعنی قدر اول کے سولہ کو اکب کو تیرے ٹم سے پہلے
 چار نعلوں میں قائم مقام سولہ سچ انہی ثابت کیا ہے *

ز آب شیخ تو امین غمدست ازہ اوراں
 مقعر فلک ماہ از مساس ز فیر

اس شعر میں حادثہ اور آفت مذکور ہے۔ فلک ماہ فلک اول سے مراد ہے۔ مساس
 معنی پانچ لگانا اور صبح کرنا۔ (تیر بمعنی اعلیٰ اور بلند اور کردار کو بھی کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ
 انصاف کے سبب سے تو ایسی آفت زمانہ میں فتنہ کی آگ بجھانے کو آئی۔ ماہ فلک کردار کے
 سے امن و پیر میں ہے اگر ایمان نہ دتا اور بانی آگ کو نہ بجھا تو آگ جہاں کو جلا دیتی *

ہمیشہ تاکہ دہیں نہ چراخوارہ سپہر
 چراغ ماہ بود از دم سحر کجہ تیر

شموع مجلس اقبال بادشاہ جہاں
زنور مشعلہ قدس باد عکس پندیر

چراغِ عمدہ بمعنی قندیل یا وہ برتن جس میں چراغ رکھتے ہیں تاکہ ہوا سے محفوظ رہے اور نہ بجے نہ چراغِ فوارہ سببِ مراد آسمانوں سے ہے جو چراغِ اعدان کو اکٹھے ہیں۔ دم سحر صبح کی روشنی سے مراد ہے۔ تیر بمعنی تاویک و سیاہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک آسمان میں صبح کے طلوع ہونے سے چاند بے نور ہوتا رہے یعنی قیامت تک پس قیامت تک بزمِ مدوح کی شمعیں نورِ الہی سے نور پذیر ہوتی رہیں +

قصیدہ خط کی شکایت میں

ہیچہ زریں نمود جبہ صبح لے نگار
خیز زمرہ برفکن سسلہ مشکبار

ہیچہ زریں سر نیزہ کو کہتے ہیں اور دوسوئے یا چاندی کی ایک مدو چیز مثل زرد ہوئی ہے۔ نامو جھنڈی کے سر پر قائم کرتے ہیں لیکن یہاں مراد آفتاب سے ہے۔ اشارہ چہرہ کی طرف ہے۔ سسلہ مشکبار کنایہ زلف جبہ منازلِ فکر کا نام مقامِ لطافت میں آیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ لے معشوق صبح ہو گئی۔ آفتاب نکل آیا تو بھی بیدار ہوا وہ زلف کو چہرہ پر ہے ہٹا لے بعض نفوس میں بجائے جبہ کے خیمہ بایا گیا ہے اس صوت میں نمود کا فاعل خیمہ صبح ہو گا

ترک تو گر یک نظر افکند آید پدید
زیں دوعروسِ جہش ہیچہ رومی ہزار

ترک چشم سے مراد ہے دوعروس جہش ہر دوسرے کا چشم کی طرف اشارہ ہے۔ ہیچہ رومی خدا اشکِ خونی۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیریزی چشم کسی پر ایک نظر ڈالے تو اسے رنگِ دھرت کے میری مراد چشم سے اشکِ خونی جاری ہو جائیں +

مردم دیدہ توئی دوبر ز چشمِ مرو
آب ز رویم مرنیر ہر نفسے اشکبار

آب بمعنی ابرو استجبار بمعنی آنسو بہانا خلاصہ یہ ہے تو میری آنکھوں کی تیلی ہے تو میری سانس سے دور نہ ہا تیرے چلے جانے سے میری رونق و ابرو جاتی رہیگی +

جنج مر لعل تر بر زبر طشت زر
لعل ترا در شکر عقد در آبدار

جنج مر سیاہی کو کہتے ہیں جس میں سیاہ اور سفید سے خط ہوتے ہیں مگر یہاں مراد چشم سے ہے۔ لعل ترا شک کی طرف اشارہ ہے۔ طشت زر عاشق کے زرد چہرہ سے مراد ہے۔ لعل و شکر کنایہ لب عقد در یعنی ہوتیوں کی لڑی عبارت دندان سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ اسے معشوق نہیں تیرے غم میں روتا پٹیتا ہوں اور تو خندہ اور تبسم کرتا ہے +

ہیچ کماں دیدہ گوشہ تیرے نگار
کز سپر زربود خانہ او خوں نگار

لفظ ہیچ پر سے طرف محذوف ہے۔ کماں مراد برج قوس سے ہے۔ تیر مراد عطار دے ہے جبکی علامت نجومیوں کے نزدیک (دال) ہے پس گوشہ دال کا لام ہوا جسکے تین عدد ہیں سپر زرا اشارہ آفتاب کی طرف ہے۔ او کی ضمیر کماں کی طرف پھرتی ہے۔ خون بمعنی رنگین خلاصہ یہ ہے کہ اسے معشوق قتلے کوئی کمان دیکھی ہے جس کمان کا خانہ تین دن آفتاب

رنگین ہو +
فرق سحر دیر یافت شانہ زریں ازانکہ
سر بدر از می کشید شب چو سر زلف یار

آفتاب جب برج قوس میں جاتا ہے تو رات طبری ہو جاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ صبح کو آفتاب اس سبب سے دیر میں ہاتھ لگتا ہے کہ رات زلف یار کی مانند دیر ہو گئی ہے کیونکہ آفتاب برج قوس میں جلا گیا ہے +

صبح دوم تیغ زد یک دم از آں خول طلب
گو بر در دم ز آئینہ دل غبار

صبح دوم صبح صادق سے مراد ہے۔ تیغ زدن صبح یعنی غلطو شعاعی کا نکالنا خون شراب سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ صبح کو تو بھی شراب کا پیالہ پی لے کیونکہ شراب کے پینے سے دل کی کشت

جانی رہتی ہے +	آتش ترز آہ خشک سوے شکر ہر کہ ہست خشک و تیرایں جہاں پہنچو جہاں بے مدار
----------------	--

آتش ترز شراب سرخ سے مراد ہے۔ آپ خشک جام بلوریں کی طرف اشارہ ہے۔ شکر مراد لب سے ہے خشک و تر جہاں کی بُرائی و بھلائی سے غرض ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ پیالہ بلوریں شراب کا بھرا ہوا بلوں پر لیجا کیونکہ جہاں کی بُرائیاں بھلائیاں سب ناپائدار ہیں پس جو دم کہ موجود ہے عیش و خوشی اور نئے نوشی میں بسر کرنا چاہئے +

	سر ز خطے لگیں کایت اور روشن است تا نہ شوی چوں قلم سرزدہ روزگار
--	---

سر ز خطہ گز رفتن کے معنی انکار کرنا اور منحرف ہونا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نئے نوشی سے انکار نہ کریں کیونکہ اُسکے فائدوں کی نشانی جہاں پر آفتاب سے روشن زیادہ ہے اور اُس سے انکار کرنا دندوں جہاں سے مردود ہونا ہے +

	ہست جہاں بر گزر میں کہ ازیں روے صبح کشتی زر میکشد بر لب دریائے قار
--	---

کشتی زر مراد آفتاب سے ہے۔ گزر ناپائدار سی جہاں سے مراد ہے قارتر کی لفظ ہے جسکے معنی سفید و سیاہ کے ہیں و ربرف کو بھی کہتے ہیں۔ دریائے قار مراد آسمان سے ہے غلام یہ ہے کہ جہاں ناپائدار ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ صبح ہمیشہ آفتاب کی کشتی جہاں سے عبور کرنے کے لئے کھینچتی ہے یا کشتی زر جام مصع سے مراد ہے اور جام کشتی بمعنی جام نوشی یعنی صبح جہاں کو ناپائدار سمجھ کر مستند نے نوشی کی ہے پس تو بھی نئے نوشی کر +

	قصیدہ مدوح کی مح اور اُس کی قلم کی حرف میں
--	--

	پنج مہ نو نگر حائل یک زرد مار مورچہ آشفٹہ میں در بے او صد نزار
--	---

پنج مہ نو انگلیوں سے مراد ہے۔ زرد مار اشارہ قلم کی طرف ہے۔ مورچہ آشفٹہ کنایہ غم و غمناک ہے۔

بوسہ دم ماہ را ہندو سے زیریں لباس
سجدہ کند سیم را رومی عودی ازار

ماہ و سیم مراد کاغذ سے ہے۔ ازار یعنی شلوار۔ ہندو سے زیریں لباس و رومی و عودی ازار دونوں
سے مراد قلم ہے۔ قلم کا بوسہ دینا اور سجدہ کرنا حالت تحریر میں سرنگونی سے روشن ہے معنی شعر ظاہر

مفضل لبود سے شیر گریہ کند پاک نیست
شب جو بروز آورد زرد شود ہم نزار

مفضل مراد قلم سے ہے۔ سودا یعنی سیاہی مراد محبت سے۔ گریہ اشارہ تحریر کی طرف ہے۔ شب
مراد سیاہی و دوات سے ہے۔ شیر مراد کاغذ معنی و لطافت شعر ظاہر +

دوبس مجبور دو نیمہ پنجہ شمر
سوم او خود یکے است یعنی زدو چار بار

اس شعر سے قلم کا نام نکلتا ہے اس طرح سے کہ لفظ دو کے بحساب ابجد دس عدد ہوتے ہیں
اور اس کے مجبور یعنی تلو سے قاف مراد لی اور نیمہ پنجہ مراد حرف لام سے ہے کیونکہ پنجہ کے سوا
عدد ہوتے ہیں سکا نصف تیس ہوا جو عدد حرف لام کے ہیں۔ لفظ یکے کے چالیس عدد
ہوتے ہیں اور یہی عدد حرف سیم کے ہیں دوسرے مصرعے میں تفسیر کے کیے سے مراد یہ ہے
کہ لفظ دو کی دس عدد ہوتے ہیں چار بار لو پس ظاہر ہے کہ چالیس حاصل ہوا جسے حرف سیم
مراد ہے پس مجموعہ ق ل م کا قلم ہو گیا +

مہر منوچہر چہر ارش ابرش سپہر
جعفر فغفور فر حیدر احمد شعار

منوچہر ایک ایرانی شہزادہ کا نام ہے جو فریدوں کی نسل سے ہے ارش ایک پہلوان کا
نام جو تیر اندازی کی صفت رکھتا تھا ابرش سرخ و سفید اور مخالف نقطوں والی گہوڑے کو کہتے
ہیں جعفر ایک سخی شخص کا نام ہے فغفور بادشاہ چین کا نام ہے غلامہ یہ ہے کہ مدوح مثل
آفتاب کے ہے جسکا چہرہ منوچہر کی مانند تاباں ہے اور مدوح ایک پہلوان ہے جسکا گھوڑا
آسمان سے اور وہ مدوح جعفر ہے جسکی فغفور کی سی شان ہے اور حیدر ہے جسکا طریقہ اولیاء

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ +

شاہ محمد لقب حیدر احمد نسب
زائل باہم زماں بیعت او استوار

چونکہ مدوح کا نام محمد ہے اور احمد و مدوح ایک ہی ہیں اس لیے مدوح کو احمد کہا اور باہم
شجاعت کے حیدر کہا یا اس رعایت سے کہ مدوح سادات میں سے ہے۔ امام زماں خلیفہ
روم سے مراد ہے۔ بیعت کے معنی اخلاص و فرمانبرداری اور مرید کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے
کہ چونکہ بادشاہ محمد لقب اور حیدر نسب ہے اسی سبب سے امام روم سے اس کی اعلیٰ
اور اخلاص محکم ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کا اخلاص بھی استوار نہ ہوتا +

دولت بیدار او بر دل زر حملہ کرد +
دست برادر گرفت کرد زر عالم فرار

دل مراد قلب کا ہے اور قلب کے معنی اٹانا ہے زر یعنی کرم اور اس کا قلب مرگ ہے
خلاصہ یہ ہے کہ مدوح کی دولت بیدار نے موت کے دفع کرنے کی غرض سے حملہ کیا پس موت
اپنی ہوائی خواب غفلت کا ہاتھ پکڑ جہاں سے بہاگ لے بیٹھے تیرے انصاف کی دولت کی
بیداری کے سبب سے مرگ غفلت جہاں میں نہیں ہے اور خواب کو برادر بموجب النہم آخ اللہ

خلق تو قدر توں حسن و این علی
دست تو تیغ توں یم و آل ذوالفقار

کے کہا +

یم دریا و محیط کو کہتے ہیں باعتبار تجشش کے ہاتھ سے تنبیہ دی ذوالفقار تلوار کا نام ہے خلق حضرت
امام حسین اور قدر یعنی مرتبہ حضرت علی پر ختم ہے معنی شہر ظاہر +

اگر قصب از فرق تو یابد موسے مدد
از سر سے برکتد پیر بہن مستعار

قصب کتاں کو کہتے ہیں اور وہ ایک لٹیری کپڑا سیاہ رنگ کا ہوتا ہے جو باہ سے پارہ پارہ ہوتا
ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر کتاں کو تیرے سر سے مدد مل جاوے تو وہ ایسا طاقتور ہو جائے کہ
چاند سے انتقام کے طور پر چادر چہن نے +

	در حرم آباد ملک مودج و خصم تواند این ز سخط تاج دارو آل ز سخا کما جدار	
یہی تیرے ملک میں تیرا مودج سخاوت کے باعث پادشاہ ہے اور تیرا دشمن غصہ کے باعث سردار ہے ہر دو لفظ متجانس یعنی تلج دار میں تخمین ناقص ہے +		
	ایک تہی جیب بود دامن جودت گرفت چوں علم آستین یافت ز دست یار	
سیار دو لہتمند اور دست چپ کو کہتے ہیں علم آستین خود آستین سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ جیب تو انگری نے تیری آستین پہلی پائی یعنی جب دوبارہ تو بخشش کے واسطے تیار اور بخشش کا لباس پہن لیا تو جو شخص مفلس تھے انہوں نے تیری بخشش کا دامن پکڑ لیا خلاصہ یہ کہ تو محتاجوں اور مفلسوں پر زیادہ بخشش کرتا ہے +		
	ساغر مے بر کف آرخند زناں ہچمو صبح یاد وفات نگار پیش بخاطر میار	
وفات نگار مجازاً فرزند یا زوجہ یا اور کوئی چیز پسندیدہ جو فوت ہو گئی ہو ساغر صبح مراد آفتاب ہے خلاصہ یہ ہے اسی مودج - شراب پی لے اور مطلوب و مرغوب فوت شدہ کا غم زیادہ نہ کر +		
	بر سر گورش ہنوز سبز لباساں چو سرو از غم دل میکند لالہ بفندق فگار	
لالہ مراد زخارہ سے ہے فندق سُرُخ رنگ کے میوہ کو کہتے ہیں یہاں مراد انگلیوں سے ہے سبز لباساں مراد فرشتگان سے ہے معنی شجر ظاہر +		
	پیش دریں خاکدہاں جمع شدن روئے نیست خاطر خود را چو زلف بیتش پریشاں ہار	
یعنی دنیا میں جمع ہونے کے واسطے کوئی ایسا باعث نہیں ہے جو زندگی کو اپنی عمر مقررہ سے زیادہ کر دے پس باوجود اس نقصان عمر کے اپنے دل کو اس سے زیادہ زلف معشوق کی مانند پریشان نہ کر۔ جمع شدن ہے مراد اپنے دوستوں اور عزیز و اقربا کے ساتھ مل بیٹھنے سے ہے		

ماہ بحسابِ جملِ نیمہ نیم است گل
ماہِ بنور است شبِ گل بہ نثار است خار

حرفِ تائید کے واسطے ہے جملِ حسابِ اعداد کو کہتے ہیں اور لفظِ نیم کے اعداد بحسابِ بعدِ نثر ہوتے ہیں اور لفظِ ماہ کے چالیس عدد ہوتے ہیں اسدِ طرح نور کے اعداد دو سو چہیں ہوتے ہیں پس مجموعہ مع لفظِ شب کہ اعداد اور گل بہ نثار کے اعداد کے آٹھ سو ایک ہوا اور یہی اعداد لفظِ خار کے ہیں اس شعر کو شعرا میں وہ سے ربط اور تعلق ہے ظاہر برعکس و بے انتظامی جہاں پر دلالت کرتا ہے اور اپنے ممدوح کو باعثِ انقلابِ زمانہ کے عیش کی طرف رجوع ہونے کے لئے سمجھاتا ہے کہ اسی ممدوحِ حالِ جہان کا انقلاب پذیر ہے چنانچہ حسابِ جمل میں کل اس جہان میں نصف نیم ہے اور چاند کو مع نور ہے اور از روی قیاس کے باوجود یکہ تا بانی رکھتا ہے شب ہے اور گل باوجود نثار کے اچھا ہے اور اُسکی خوبیاں ظاہر ہیں از روی اعداد کے ظاہر ہے پس تو ہی انقلاباتِ زمانہ کو دیکھ کر عیش و سرور اختیار کرے ۛ

تاسوے جیش حبش حملہ بردیک تنہ
باسپر آتشیں رومی خنجر گداز
باد بتائید حق پرچمِ منجوق تو
زلفِ عروسانِ فتح در تتیق کا زرار

جیش ایک ملک کا نام ہے جہاں کے لوگ سیاہ فام ہوتے ہیں یہاں مراد شام سے ہے جیش یعنی لشکر یہاں مراد کو اکب سے ہے یک تنہ یعنی تنہا سپہر آتشیں مراد آفتاب سے ہے اور رومی خنجر گزار باعتبارِ خطوطِ شعاعی کی یا رومی سے مراد صبح باعتبارِ طولانی خطوط کی پرچمِ دم کاؤ بھری کو کہتے ہیں جسکو سر نیزہ پر باندھ دیتے ہیں منجوق ماہیچہ علم کو کہتے ہیں چونکہ عروس کی زینت زلف سے ہوتی ہے اسواسطے عروس کہا خلاصہ یہ ہے کہ اسی ممدوحِ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی مدد سے مقامِ جنگ میں تیری ماہیچہ تیرہ کا پرچم زلفِ عروسانِ فتح سے لگایا جاوے یعنی فتح کی رونق تیری نیزہ پرچم سے ہوتے رہے ۛ

گرچہ دریں بحر شعر یافت بسے عقد در
شاہد معنی یافت بہتر ازیں گو شوار

خلاصہ یہ ہے اگرچہ اسی بحر میں بہت سے اشعار اور سخنان لطیف پای گئی ہیں لیکن معشوقہ معنی
واسطے اس سے عمدہ زیور نہوگا یعنی سن نے اور دیکھنے کے لائق ہی قصیدہ ہے +

قصیدہ ن محمد شاہ بن خلیق کی تعریف اور اس کے اوسپنم کی تعریف میں

موشد نقطہ زر دارہ مینا را
خبر خط جام میار از پے عشرت مارا

خط جام مراد اُن خطوں سے ہے جو پیالہ پر اندازہ نثر بخواری کے واسطے نشان ہوتے ہیں اور بہتر
کنایہ ہفت خط جام جمشید کہ طرف ہے جو کہ خط حور خط بغداد خط لبرہ خط ارزق خط و شکر خطاکہ
خط مرد دینہ میں مینا اکینہ کو کہتے ہیں۔ آسمان اکثر لا جو ردی ہی ہوتا ہے نقطہ زر مراد آفتاب
سے ہے اور دایرہ مینا مراد آسمان سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ نقطہ زر یعنی آفتاب غروب ہو گیا
یعنی رات ہو گئی پس اسی مخاطب ہماری عیش کے واسطے جام کے ماسوا کوئی غیر چیز نہ لا +

لسترن زار فلک کرد نہاں لالہ زرد
برفگن آن سنبل گل فرسارا

سنبل مراد زلف سے ہے لسترن گل سفید خوشبودار کو کہتے ہیں اور لسترن زار سنبل گل کو اکب
مراد ہے لالہ زرد اشارہ آفتاب کی طرف ہے گل عبارت رخ سے ہے خلاصہ یہ ہے اسے معشوق
رات کا وقت اپنی سہماہاب تو بھی بے حجابی کر اور زلف کو خسار پر سے اٹھالے +

روئے مہ را ندہد نور ز آئینہ خویش
گر بخور شید کنی عرض بخی زیبارا

خلاصہ یہ ہے کہ اگر تو اپنے رخ زیبا کو آفتاب کے سامنے کرے تو آفتاب کی تاب نور ہو جاوے کہ ہفتاب کو
بھی ایسے آئینہ میں سے روشنی دل نہ دے سکے +

ترک مست تو کہ پیوستہ کہاں بر سر اوست

جان خود ساختہ زنگی بچہ ترسارا

ترسارا مراد چشم سے ہے اور کمان اشارہ ابرو کی طرف ہے زنگی بچہ مراد مردیک چشم سے ہے ترسارا نصرائی آتش پرست کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ تیری آنکھ جو ہمیشہ سے ابرو کی کمان سر پر کھتی ہے اُس نے مردیک چشم کو اپنی جان یا معشوق بنارکھا ہے یا پیوستہ کے معنی پیوند کردہ شدہ کے لئے جاوید ہو صفت مقدم کمان کی ہوگی +

شور بخت آں نفسے شد دل بریاں کہ نہاد
پستہ لعل تو بر دُر شکر گویا را

شور بخت کے معنی بد نصیب کے ہیں پستہ و لعل مراد دہن و لب سے ہے اور در مراد دندان شکر گویا اشارہ لبوں کی طرف ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے عاشق بد بخت کا دل اس وقت سے کباب ہو رہا ہے جب سے تو نے مہر خاموشی کے بیونہ لگائی ہے +

چرخ از خط تو در تاب شد آندم کہ کشید
گردمہ دام صفت مشک ترسارا

ترجمنی ترونازہ سارا بروزن خارا یعنی خالص مراد چہرہ سے ہے مشک ترسارا خط سے مراد

معنی شعر ظاہر +
وآں کہ بے امر جنیت کش او از زیر سرخ
صبح بر صہوہ آتہب نہ نہد ہرا را

صہوہ پستہ اسپ کو کہتے ہیں ہر آچاندی اور سونے کی گولیوں کو کہتے ہیں اشقر اُس سرخ رنگ کے گہوڑے کو کہتے ہیں جبکہ رنگ زردی مائل ہو اور اسپ سبک کو بھی کہتے ہیں مگر یہاں دن سے مراد ہے اور ہر امداد آفتاب سے ہے معنی شعر ظاہر +

تیرینا سپر از رفعت قوس دُر او
در ثری دید سپر طارم او ادلے را

تیر مراد عطار سے ہے مینا یعنی سبز مینا سپر صفت عطار دکی ہے کیونکہ آسمان اُسکی سپر ہے قوس کے معنی کمان کے ہیں لیکن یہاں دروازہ ممدوح کی خمیدگی محراب سے مراد ہے او ادلی اشارہ ہے قوس تو سین او ادلی کی طرف جو سب سے اعلیٰ درجہ کا مقام ہے خلاصہ یہ ہے کہ عطار

نے اُسکی محراب در کی بندی کے مقابل میں مقام اودانی کو جو اعلیٰ درجہ کا مقام ہے
تحت الشریعے میں پایا ۛ

تین کچھ برق سر خنجر او دید از ہر
چاک زد بر تن خود پیرہن خارا را

کہ مخفف کوہ تیغ کوہ سر کوہ اور لبنی کوہ سے مراد ہے خارا سخت پیچر کو کہتے ہیں اور ایک قسم
کے ہافنہ ریشمی کو کہتے ہیں قاعدہ ہے کہ کمال عشق کی حالت میں اپنا پیرہن چاک کر لیا کرتے
ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جب پہاڑ کی تلوار نے تیرا خنجر دیکھا ازراہ تشق کے پیرہن خارا کو جو اُسکے
تن پر تھا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یعنی تیری تلوار کو دیکھ کر ہچارہ دشمن کے واسطے دریدگی سامنے
آجاتی ہے دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ تیری تلوار کے دیکھتے ہی محبت کی حالت میں
پہاڑ نے اپنے کپڑے پہاڑ لائے پہلا قہر کی صورت میں تو خبر نہیں کیا ہوگا ۛ

ایکے از فعل سمنہ تو فلک ہر سر ماہ
حلقہ در گوش کند ابلہ رو لالا را

خلاصہ یہ ہے کہ اسی ممدوح تو ایسا ہے کہ ہر مہینے کی شروع میں ماہ ہلال جو آسمان پر نمایاں ہوتا
ہے اُسکو ہلال نہ کہنا چاہئے بلکہ تیرا غلام ابلہ رو آسمان غلامی کا حلقہ اپنے کان میں ڈالتا ہے ۛ

ایکے گر گرد براق سوسے چرخ اردو
نور بخشہ وبران مردک اعمی را

دبران منازل قمر میں سے چوتھی منزل کا نام ہے اور وہ ایک سرخ رنگ کا بڑا روشن اور چمکدار
ستارہ ہے خاصہ یہ ہے کہ ممدوح تو ایسا شریف اور نجاست کا دفع کرنے والا ہے کہ اگر تیرے
گہوڑے کے گرد آسمان پہ چلی جائے تو دبران کی نجاست شرف سے ایسی بدل جاوے جیسا کہ
اعلیٰ صبی کو راورد کا بنایا ہو جانا جو کہ تمام عقلمندوں کے نزدیک محال اور ناممکن ہے دبران کا
خاصہ کہ اندسے کو بنایا نہا تھا ہے ۛ

آں مہر جبہ و شب پیکر و خورشید سیر
کہ در اموز پس پشت کند فردا را

یشعر کہوڑے کی تعریف میں لکھا ہے۔ جبہ کے معنی پیشانی کے ہیں اور نیز منازل قمر میں سے ایک منزل کا نام ہے اور وہ چار ستارے ہیں۔ شب بیکہ دراز مشکئی سے ہے۔ علم ہیئت میں لکھا ہے کہ آفتاب شب و روز میں اپنی خاص حرکت سے گیارہ لاکھ ستتر ہزار کو س فاصلہ طے کرتا ہے خلا یہ ہے کہ وہ گھوڑا روشن جبہ سے اور آفتاب کی مانند تیز تر ہے جو آج ہی کے دن میں انجام فردا کو طے کر دیتا ہے اگر فردا کے معنی قیامت کے لئے جاویں تو بہت مبالغ ہو جائیگا +

تیز گاہی کہ مشرق اگر شش ہا گوے

جز بمغرب الف وصل نیفتد ہا را

ہا ایک کلمہ ہے جو تہ کے واسطے آتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ وہ گھوڑا البتہ تیز رفتار ہے کہ اگر مشرق کی زمین اس پر سوار ہو کر تھپٹا کلمہ ہا کہے تو مغرب میں ایسا تیزی سے پہنچ جاوے گا اور صرف اتنی دیر لگے گی کہ تم الف ہا کوہ سے غلام یعنی جتنی دیر اور عرصہ میں ہا کو الف سے ملاؤ گے وہ جہٹ اتنی دیر میں مغرب میں پہنچ جائیگا +

قلم کامروایست زبانت کہ بطوع

جز در اثبات شہادت نہ تولید لا را

قلم کے معنی رغبت کے ہیں اور اطاعت کرنے کو کہتے ہیں شہادت کے معنی گواہی اور کبھی کلمہ شہادت سے مراد ایفہ میں خلاصہ یہ ہے کہ تیری قلم عجب کام روا ہے مخلوقات کے کہ کوئی شخص کلمہ شہادت یعنی شہد ان لا الہ الا اللہ میں سے لفظ لا جو معنی منفی میں متعل ہے اور سخاوت کے برخلاف ہے نہیں لکھنا

کھت آں بحر کہ از غایت ندماہی زر

پیش بانوں نکند ضم لبسختن دریا را

زر کے معنی زیادتی کے ہیں اور عربی میں ہمتا اور مانند کو کہتے ہیں لیکن یہاں مشابہت کے معنی سر ہے پیش کے معنی اسکے بعد نون کے معنی چھلی کے ہیں اور کلمہ نفی کا ہے ضم کے معنی ملانا یا ہی زر قلم سے مراد ہے جو سونے کے دقوں میں لپیٹی ہوئی ہوتی ہے۔ فاعل فعل کا ماہی زر ہے یا مرویای سے ہے اور نون کو یا سے نادینے سے لئے کلمہ نفی۔ جمل ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ لے موقع تیرا تھ باعتبار سخاوت کے ایسا بحر و دریا ہے کہ قلم کسی بعد نون کو بیان و گفتگو میں یا سے نہیں ملانا کیونکہ صورت کے پیچھا ہوتی ہے جو کلمہ نفی کا ہے اور یہ برخلاف سخاوت کی ہے۔ خوبی بحر و

نوں و ماہی وغیرہ ظاہر نہ

ماہی کلک ترا بود عظیمست کہ نہاد
آسمان بر خط محور سیر اثر در ما

محور ایک خط موہومی کا نام ہے جس کا ایک سر قطب شمالی اور دوسرا سر قطب جنوبی سے ملا ہوا ہے۔
اثر در ایک صورت سانپ کی آسمان پر ہے اور وہ مجموعہ بہت سے ستاروں کا ہے اور اس کا سر محور پر
رکھا ہوا ہے خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ اثر دہائے دریا سے پہیلیاں کہا تا تھا امدید تیری الفصاف کے برخلاف
تھا پس تیری ماہی علم نے عیوض لینے کا ارادہ کیا جبکہ آسمان اس ارادہ سے آگاہ ہوا اُسے اپنی
جان کا خوف پڑا اُس نے فوراً اثر دہائی کی سرکوتا بیداری کے لئے محور پر رکھ دیا۔

قصیدہ سلطان محمد شاہ بن تغلق کی تعریف اور قلعہ دہلی کی توصیف میں

چہ قلعہ امیت کہ قوس سے ز حلقہ در او
محیط نہ رلض ہفت طارم اعلیٰ است

قوس نصف حلقہ اور نصف دائرہ کو کہتے ہیں حلقہ در حلقہ سہی سے مراد ہے رلض شہر نیاہ کہ کہتے
ہیں ہفت طارم ہفت آسمان سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ نصف حلقہ اُس کے دروازہ کا ساتوں
آسمانوں کا گہرے ہوئے ہے۔

بہ پیش بحر سوادش ز لبکہ موز و نست
ز روسے معنی ہر بیت او پیر از شعر است

اُس کے ستے تین طرح سے ہو سکتے ہیں اول یہ کہ اُس کے گرد اگر نہایت موزوں دریا ہے حقیقت
میں بہت و خانہ اُس جو کا جو مردشتی سے ہے پر شعر یا مردان جیل سے ہے جو سیر دریا کی
کے در سے بیٹھے ہیں دوسرے یہ کہ اُس قلعہ کی طرفیں جو مثل دریا کے سیراب و نازگی بخش ہیں
حقیقت میں اُس کا ہر خانہ مردان حسین سے ہے تیسرے یہ کہ اُس کا ہر ایک گھر اس قدر بلند ہے
کہ آسمان تک پہنچ گیا ہے اور شعری اشارہ نے اپنا گھر اُس میں کر لیا ہے۔

کنڈ زلف تو با آفتاب با وجہ است

خط سیاہ تو بر طرف ماہ با معنی است

باد جبہ معنی مدلل یہاں مراد صحیحہ اور درست سے ہے یا معنی خوشنما آفتاب مراد چہرہ مشوق سے ہے آہ مراد خسارہ سے ہے معنی شرفظاہرہ

کتابہ علم راستے کہ راستہ زد
سوا و آیت اقبال و سورہ بشر است

کتابہ بلکہ بر اس خط کو کہتے ہیں جو قلم علی سے کاغذ یا جامہ باریک پر لکھتے ہیں مگر یہاں اس نقش و نگار سے مراد ہے جو با حیرت علم پر ہوتا ہے قلم معنی علامت راستہ نیزہ کو کہتے ہیں سوا و کے معنی خطوں کے ہیں آیت اقبال اس آیت کی طرف اشارہ ہے، نشر من المد و فتح قریب اور سورہ بشر کے اشارہ ہے، انفاختاک فحما میرا کی طرف اشارہ ہے کہ نقش و نگار اس نشان کی علامات کی چھتری رائے نے قائم کئے ہیں آیت اقبال و سورہ بشر سے کہ یہ ہیں بت حججہ فتح عالمی ہوئی ہے

بنی مثال از آن فایتے تو در عالم
اکر ذہن پاک تو کائنات مصلحت بناست

بنی بنو سے شتق ہے جسکے معنی بلند کی گئی ہیں اور بنی تمام مخلوقات سے بلند اور غالب ہوتا ہے انصاف مبالغہ کا صیغہ ہے معنی بنو میں کہہ سنا و استحضارات کہ معنی مشکلات کے ہیں علامہ صاحب کہ ممدوح تو جناب پیغمبر صاحب علی علیہ السلام کی طرح اس واسطے سب سے غالب ہے کہ تیرے ذہن نے تمام مشکلات قرآنی کو کھل دیا ہے اور حل کر دیا ہے ۔

فایک ز مہر نو ہر صبح چال زد خرقہ
بمیں کہ بارہ اور ترنج زرد است

خاصہ یہ ہے کہ آسمان نے تیری محبت سے اپنا خرقہ چاک کر لیا ہے اسکی طرف دیکھ لے کہ اس خرقہ کا ٹکڑا ترنج زراں میں ایک رہا ہے یعنی خرقہ آسمان پر جو ترنج زر لگا ہوا غلاب وہ چاک ہو جانے کے سبب سے ٹک پڑا ہے ۔

بہ پیش قصر ہمایون تو رواق صبح
جو جس خانہ قارون فرود قہر ثری است

بہ پیش قصر ہمایون تو رواق صبح جو جس خانہ قارون فرود قہر ثری است

رواق محل دیوان کو کہتے ہیں رواق مسج فلک چہارم سے مراد ہے جو مسکن عیسیٰ علیہ السلام کا ہے
نری زمین کے نیچے کی خاک مناک کو کہتے ہیں محنی شعوطا ہر +

انہی کہ ہندو کے شب جو ہری پر سودا است
برائے بیشکشت منہ زشتی بشر است

یعنی چونکہ ہندو شب ایک جو ہری پر سودا اور بڑا بہاری سودا گر ہے پس اسی ماہ کو نذرانہ لے
خرید لیا ہے تاکہ تیری نذر کر دیوے اور یہی نذر تیری لائق اور قابل ہے ؟

در انتظام تراکیب گوہر عالم +
نفاذ امر تو چوں فیض علت اولی است

گوہر عالم اربع عناصر کی طرف اشارہ ہے علت اولیٰ مراد عقل اول سے ہے اور وہ ایک فرشتہ ہے
جیسے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا اور تمام مخلوقات اسکی فیضان سے وجود میں آئے
خلاصہ یہ ہے کہ تمام جہان نے تیرے باعث سے ہی درستی حاصل کی ہے علت اولیٰ اہل شرع
نے جناب پیغمبر صاحب سے مراد دی ہے بعض نے جبریل سے مراد لی ہے +

دلیل قافلہ سالار شرع رائے تو باد
کہ نور خاطر تو شمع رہنمای ہدی است

قافلہ گروہ کو کہتے ہیں ہدایت کو کہتے ہیں یہاں دین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
قافلہ سالار میں اضافت مقلوبی ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری رائے فاضلوں اور عالموں کے واسطے
رہنما ہوئی کیونکہ تیرے دل کی روشنی راہ راست شریعت کے واسطے شمع ہے +

قصیدہ اس حشمت کی تعریف میں جو محمد شاہ نے دہلی میں کیا تھا

دہ ملک مصر یوسف موسیٰ سے جہا بخت
برقصہ دین محمد جبریل چاکر است

مصر ایک شہر کا نام ہے لیکن یہاں مراد عجب گاہ مدوح سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے بادشاہ نے اپنے
مصر جیسے ملک میں یوسف کا سائبند و بت کر رکھا ہے اور اسکی شان و شوکت موسیٰ کی سی ہے

اور دین و ہدایت کی تصریح مدوح مثل جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جسکا نوکر از روئے
پیغمبر گاری جبرئیل حبیباً ہے یا یہ کہ خود جبرئیل ہے ؟

آں چار گوشہٴ حُجر زریں میان صحن
کز بوسے او مشامِ ملائک معطر است

چار گوشہٴ حُجر زریں اُس انکیٹھی سے مراد ہے جو بادشاہ کے صحن سرے میں روشن ہوتی ہے معنی شجر

ظاہرہ +
پیل بہت کوہ سا کُروشیہ است نفخِ صور
در گاہِ شہِ نمونہٴ صحرائے محشر است

کُروشیہ بالکسر اواز و صدائی اسب کو کہتے ہیں اور عربی میں اُسے صہیل کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ درگاہ
پادشاہ کا باقی مثل کوہِ رواں کے ہے اور اسب پادشاہ کی اواز مثل نفخِ صور کے ہے گویا درگاہِ شہ

صحرائی قیامت ہے +
خاتون کو بہار شدہ پائے کو بے جشن
موئے سیمہ بقدرِ سپیدش برابر است

پائی کو بے سبز رقص کنندہ و سماع کنندہ موئی سپیدون سے مراد ہے موئے سیاہ کنایہ شب بخیر

شعر ظاہرہ +
آں سرور کے کہ لشت ہرے رازِ روی فخر
نعلِ تگا ویر تو بہ از تاجِ سنجر است

لشت بمعنی مدد گاری و دستانت خلاصہ یہ ہے کہ تو ایسا سر دار ہے کہ راستی کی مدد کے لئے از راہ فخر
گہوڑے کا نعل شاہِ سنجر کے تاج سے بہتر ہے +

نہ سقف بے ستون کہ شبش وز شد تمام
در گوشہٴ ہزار ستون تو مضمر است

نہ سقف بے ستون مراد افلاک سے ہے شمس روزا اشارہ حدیث شریف ان اللہ خلق سبعہ سماوات
والارض فی ستۃ ایام کی طرف ہزار ستون خیمہ مدوح سے مراد ہے معنی شعر ظاہرہ +

ہر آیت کمال کہ پیش از تو حکم یافت
آں حکم منتسخ شد و آں نسخہ ابر است

خلاصہ یہ ہے کہ جو کمال تجھ سے پہلے رواج پا چکا حقیقت میں وہ مردود و خراب ہے کیونکہ کمال وہی ہے

جواہل کمال کے سامنے ہو ورنہ جاہل کے سامنے ہر ایک چیز میں ہے کمال ہے پس اس کے صاف ظاہر ہے کہ محمد و ج کی برابر اس سے پہلے کوئی صاحب کمال نہیں ہوا :

آنکس کہ چوں قلم نہد بر خط تو سر
در دشتال حادثہ مانند مسطر است

سر بر خط نہاد و دشتن تابعداری و اطاعت کرنے سے اشارہ ہے اور دشتال روال کو کہتے ہیں یا جس سے ہاتھ لیں لیکن یہاں گرفتاری اور اسیری و عاجزی سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے جبکہ قلم تیری تابعدار ہے پس جو شخص قلم کی مانند تیری اطاعت نہ کرے تو حادثوں کی دستالی میں مسطر کی

طرح وہ شخص ہوگا : بر سمت اختیار تو بادا مدار جرح +
تا قطب را مکان طرف خط محور است

سمت راہ راست کو کہتے ہیں مدار یہاں گردش کے معنی میں ہے اور قطب ایک مشہور ستارہ کا نام ہے محور صیغہ اسم الکما ہے جو سے معنی آگہ گردش اور تیر چرخ کو بھی کہتے ہیں جس سے دولاہ چرخ پھرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جب تک قطب کا مقام کنارہ محور پر ہے اور یہ بات قیامت تک رہے گی پس قیامت تک آسمان تیر سے طریق و اختیار پر رہے گا :

قصیدہ محمد شاہ کی تیغ اور اپنے ضعف و بیماری کے حال میں

ز لاغری مژہ را ماند و جو مردم چشم
در وں خانہ خود ہم بچیلہ گردان است

خلاصہ یہ ہے کہ وہ لاغری کے باعث پلوں کی مانند ایسا نحیف و نحیف ہو گیا ہے کہ اپنے گھر میں بھی مردک دیدہ کی طرح چلنا پھرنا بھی دوہر ہو گیا ہے اور مردک چشم سے صرف پھرنے میں تشبیہ

دی ہے : ضعیف تر شدہ ز آل موسے دیدہ کہ ز درد
در آپ دیدہ خود خوار و پناہ نست

ضعیف شست و نا توان کو کہتے ہیں موسے دیدہ ان بابوں کو کہتے ہیں جو اندرون ملک میں پناہ ہو جاتے ہیں اسے ہندی میں ہمال کہتے ہیں معنی شعر ظاہر :

<p>ز مردک کم و چوں مردم ار ردایو شد نریک پر گمش رفت تاسے خفتانست</p>	
<p>خلاصہ یہ ہے کہ میں اسقدر ضعیف و نحیف ہو گیا ہوں کہ مردک چشم سے ہی صغیر و حقیر زیادہ ہوں پس اگر مردم کی طرح چادر پہنوں تو ایک لکھی کے پر سے سات تہہ کا چلتہ تیار ہو سکتا ہے +</p>	
<p>جو بولیش از سبکیہا بخود بخوابد برد بہر کجا کہ صبارا ہوا ہے جولان است</p>	
<p>یعنی میں اسقدر دہلا پٹلا ہو گیا ہوں کہ مجھے بوسے گل کی طرح جہاں جانی ہے ساتھ لیجاتی ہے</p>	
<p>بدست برہمہ فراشہ محاسن بدر کہ اوز قلب اسد خاکروب دربانست</p>	
<p>فراشہ جمیع فراش بمعنی خدمتگار محاسن بمعنی ڈاڑھی وریش اسد بمعنی شیر اور شیر کا قلب ریش بمعنی</p>	
<p>قصیدہ آفتاب ورون کی تلخیص میں</p>	<p>ظاہر +</p>
<p>آں روئے خنداں نگو دستار زریں بر سرش خضرے مبارک دم بیند سبے کھلی در برش</p>	
<p>رومی خنداں مراد دن سے ہے دستار زریں مراد آفتاب سے ہے خضر مبارک دم مراد سب سے ہے دیباہی کھلی تاریکی شب کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ دن ایک رومی خنداں ہے چمکے سر پر دستار زریں بندھی ہوئی ہے اور سب کو ایک خضر مبارک دم کہنا چاہئے جو دیباہی سر پر رنگ پھینکے</p>	
<p>صبح است خضر خوش لقا خور چشمہ آب بقا یکدم بخور از بادہ اش ظلمت پروں شد از سر ترا</p>	<p>یہی ہے +</p>
<p>خلاصہ یہ ہے کہ اسی مخاطب صبح ایک خوب صورت خضر تہی ہے اور آفتاب ایک آب بقا کا چشمہ ہے پر تہی ایک شراب کا گھونٹ پی کر دل میں سے کدورتیں نکال دے +</p>	
<p>ز آں روئے کائنہ است صبح اکندر امین صبح بل خسر و حین است صبح از زر کلا ہے بر سرش</p>	

باعبار روشنی ذاتی کے صبح کو آئینہ کہا اور سکندر آئین اس واسطے کہا کہ خود صبح میں آئینہ موجود ہے اور اسکندر کی مانند تسخیر جہاں کی خود صبح کرتی ہے۔ معنی شعر ظاہر +

زراغ سیدہ با بیضہا میکرو بازی در ہوا
بر بود ناگہ از فضا سیمرغ نر ترین شہبہ رش

خلاصہ یہ ہے کہ شب جو جمع ستاروں کے موجود تھی طلوع آفتاب سے معدوم ہو گئی

برداشت گردوں تیغ زرزو کہ کھنشاں را بر کمر
کز چار زنگاری سپر بگدشت نوک خنجر رش

تیغ زرا آفتاب سے مراد ہے۔ چار زنگاری سپر مراد چار آسمانوں سے ہے۔ نوک خنجر صبح کا ز
سے مراد ہے۔ ضمیر تین کی گردوں کی طرف پھرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آسمان آفتاب کو نکال
لایا اور کھنشاں کو معدوم کر دیا +

چوں از دم گرگ سحر آہو سے زبرد اشت سر
افتانہ شد خون جگر بر رو خاک از خنجر رش

دم گرگ صبح کا ذب سے مراد ہے۔ آہو سے زرا آفتاب کی طرف اشارہ ہے۔ خون جگر صبح کی شہر
شفق سے مراد ہے۔ خنجر کمانیہ خطوط شعاعی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جبوقت آفتاب صبح کو طلوع ہوا
شعاعوں سے شفق ناپدید ہو گئی +

آندم کہ طایس آسماں برداشت جام زرفشاں
بردش افق سو سے دہاں بر یاد بزم سرور رش

جام زرفشاں آفتاب سے مراد ہے۔ سرور مراد مدوح سے ہے معنی شعر ظاہر +

مطلع قلم کی تعریفیں

آن زنگی گریاں مگر زربفت دیبا در بر رش
واں ابر برق افشاں مگر بر برف باراں گوہ رش

زنگی گریاں مراد قلم سے ہے۔ زربفت دیبا آہنیں وقت طلوع سے مراد ہے جو بادشاہوں کی قلم

پٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ برق ابرقشاں بھی مراد اسی قلم سے ہے۔ برف اشارہ کاغذ کی طرف ہے
گوہر بمعنی ذات کنایہ حروف۔ خلاصہ یہ ہے وہ قلم کی بجلی کاغذ کی برف پر موتیوں کی مانند برائی

ترکے میان رویمیاں کنگے سخن چین کے بزبان
در روئے میالند از آں سیما بے خاک ترش

ترکے و کنگے میں واسطہ وحدت ہے۔ رویمیاں ممدوح کی انگلیوں سے مراد ہے۔ سخن چین
قلم کے واسطے مناسب ہے۔ فاعل فعل میالند کا بتاں ہے۔ بعض نسخوں میں بجائے سیما
کے سیاہ پایا جاتا ہے۔ اس صورت میں یہ معنی ہونگے سیاہ ترشح یا چراغ کے دھوئیں سے
مراد ہے جو سیاہی کا جز اعظم ہے اور جس سے سیاہی بنتی ہے لیکن یہاں خود سیاہی کی طرف
اشارہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے جو کچھ قلم سخن چین اور چغندر ہے اسی سبب سے کاتب یا محرر اس کے چہرہ
سیاہی لگا دیتے ہیں یا اسکا منہ سیاہ کر دیتے ہیں +

گر سوے تاریکی رود آب بقاش از سر دود
زیر قدم مفرش شود آئینہ او سکندر شش

تاریکی دوات سے مراد ہے۔ آب بقا سیاہی سے مراد ہے۔ مفرش کے معنی بستر و بچھونے کے
ہیں۔ آئینہ سکندر کاغذ سے مراد ہے۔ شش کی ضمیر قلم کی طرف بھرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ قلم
ایسی ہے کہ اگر تاریکی کی طرف جائے اور بعد آب حیات کے سر سے گزر جائے کے تاریکی و ظلمات
میں سے باہر نکل آوے تو سکندر کا آئینہ اسکا بستر ہو جاتا ہے۔ اور خوبی مناسبات آب بقا
و تاریکی و سکندر وغیرہ کی ظاہر ہے +

آں شاہد عودمی نقاب آورد در چین در ناب
وز سر در آمد از شتاب پاکشاں شد معجز شش

شاہد عودمی نقاب خاصہ سیاہ رنگ سے مراد ہے۔ چین کاغذ کی طرف اشارہ ہے۔ در ناب
معنی مروارید ناصفتہ لیکن یہاں حروف سے مراد ہے۔ از سر در آمدن سر کی طرف سے زمین
گرنے کو کہتے ہیں اور قلم کی سرنگوئی ظاہر ہے۔ با سے قلم نوک قلم سے مراد ہے۔ معجز جادو کو
کہتے ہیں مگر یہاں سطروں سے مراد ہے۔ یعنی شعر ظاہر +

برسہ چو زرنہ تیر او نیرہا بند چو قیر
طفلی بود بر رو سے شیراز دیدہ ریزاں جو سر

مہ مراد کاغذ سے ہے۔ زرنہ تیر قلم سے مراد ہے۔ اونیرہ گوشوارہ کو کہتے ہیں۔ قیر زون سیاہ کو کہتے ہیں۔ اونیرہ قیر سطروں سے مراد ہے۔ پھر زرنہ تیر یعنی قلم کو طفل قرار دیا۔ شیراز شاعر کاغذ کی طرف ہے۔ جو ہر کنایہ حروف۔ خلاصہ یہ ہے کہ قلم کاغذ پر لکھتا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک لڑکا ہے جو رو سے شیر پر اپنے آنکھوں سے گہر زرنہ کی کر رہا ہے +

آں ماہی مشکلیں زباں در پنج دریا شد رواں
بر چہرہ ماہ از دہاں میر بخیت ہر دم غنبرش

ماہی مشکلیں زباں مراد قلم سے ہے۔ پنج دریا پنج انگلیوں سے مراد ہے۔ چہرہ ماہ کاغذ سے مراد ہے۔ دہاں شگاف قلم کی طرف اشارہ ہے۔ غنبر کنایہ سیاہی شبنم خود کے معنی میں ہے۔ یعنی شعر ظاہر

آہن زماںش میدد زر طیلداش میدد
نقرہ مکانش میدد در بزم شاہ کشورش

آہن چھری و قلم تراش سے مراد ہے۔ طیلداں اُس چادر کو کہتے ہیں جو قاضی وغیرہ کندھے ڈالتے ہیں یہاں خون طلائی کی طرف اشارہ ہے اور نقرہ کنایہ کاغذ معنی ظاہر +

در خندہ گل روی مرا پرویں فشانند شکرش
در گریہ ہندو سے مرا سیماں ریزد بر زرش

ظہر مراد عشق سے ہے۔ مرا یعنی میر سے واسطے۔ پرویں دنداں سے غرض ہے۔ شکر کنایہ لب۔ ہندو اشارہ چشم کی طرف ہے۔ سیماں اشکوں سے مراد ہے۔ زر عاشق کے زرد چہرے سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرا عشق بہتا ہے اور میں روتا ہوں +

ایں تر گس پرسترن از مہر آں ماہ ختن
ہندوست میں پیر بن بجگان روئی در بزمش

تر گس پرسترن آنکھ سے مراد ہے اس اعتبار سے کہ روئے روتے حید ہو گئی ہے اور بعضے تر گس آنکھوں سے مراد لیتے ہیں۔ ماہ ختن معشوق سے غرض ہے۔ ہندو کنایہ چشم۔ سیماں پیر بن پرسترن

مراد ہے۔ طفلانِ رومی سرخ آنسوؤں سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ میری سفید آنکھیں اس معشوق کی محبت و عشق میں گویا بندھے سیس میں پیر بن ہیں جنکی بغل میں جنکوں کے طفلانِ رومی نمودار

سرو مرا بر گرد مسہ حلقہ زرد مار سیہ
چوں افتد آں مشک و تہہ بر طرف گاہرگ ترش

خلاصہ یہ ہے جبوقت سے زلف پر خم نے چہرہ معشوق کے کنارے پر حلقہ لگایا ہے پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ معشوق کے ارد گرد مار سیہ نے حلقہ لگایا ہے +

آں بستان خندان نگر و آن خستہ حیواں نگر
واں لولو سے پنہاں نگر در آتش جاں پرورش

بستان خندان دہن سے مراد ہے۔ نیچے بمعنی ناز و نگر جسکو ہندی میں اولاکتہ ہیں۔ یہاں دماغ سے مراد ہے۔ خستہ حیواں اشارہ ہے لب کی طرف۔ آتش جاں پرور بھی لب سرخ سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

در خون بستہ شیریں بر برگ لالہ قیر میں
وز سایہ صدر خجیر میں بستہ بر اطراف خورش

خون لبوں سے مراد ہے۔ برگ لالہ رخساروں کی طرف اشارہ ہے۔ قیر ایک سیاہ روغن کا نام ہے۔ یہاں زلف یا خط سے مراد ہے۔ سایہ بھی اشارہ زلف کی طرف۔ صدر خجیر مراد ہوئے پیریشان زلف سے ہے۔ خور مراد چہرہ سے ہے۔ بستہ شیریں دماغ سے مراد ہے +

بر لالہ غنبر بختہ ہر صبح دم شب رختہ
سر زیر میں آو بختہ از ماہ نو صد اخترش

لالہ و صبح دم چہرہ کی طرف اشارہ ہے۔ غنبر و شب کنا یہ زلف سے ہے۔ سر زیر یعنی سرنگوں۔ ماہ نو اشارہ ابرو کی طرف۔ صد اختر لے قطرات لبیا رقیق جو ابرو کے بالوں میں آویزاں ہوں۔ دو اختر ہر دو چشم سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ لے معشوق کی ابروؤں میں ہر دو اختر چشم کے اُلٹی لکھی ہوئی دیکھی کی +

تا مشور افتد در جہاں در پستہ در و در نہاں
تا تلخ گردد کام جاں زشتہ بنا از مشک و شش

خلاصہ یہ ہے کہ جب تک کام جاں عاشقوں کا لبوں معشوق کے دیکھنے سے تلخ ہوتا ہے اور یہ بات قیامت تک رہیگی۔ پلستہ مراد دہن و لب۔ در مراد دناں یعنی مصرعہ اول ظاہر +

مولیٰ امیر المومنین سلطان محمد شاہ دین
بل آفتاب مہر و کیوں از ظل یزدان افش

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لقب ہے اور یعنی مسلمانوں کے سر دار کے ہیں مگر یہاں اپنے ممدوح سے مراد ہے جس کا نام سلطان ہے اور شاہ دین صفت ہے اور خدا کا سایہ اُس کا آج ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جیسا آفتاب کے نکلنے سے روشنی پھیل جاتی ہے اور تاریکی جاتی رہتی ہے ایسا ہی ذات ممدوح سے محبت کی روشنی پیدا ہو گئی ہے اور کینہ کی تاریکی جاتی رہی ہے شاعر محبت کو روشنی اور کینہ کو تاریکی سے نسبت دیتے ہیں +

اور پس جنبت آشیای بر جیس کیواں آستان
یوسف رخ و عیسے مکان روح ملائک چاکر ش

اور پس ایک پیغمبر علیہ السلام کا نام ہے جو درس گوئی کے سبب اس نام سے مشہور ہوئی اور اُنکو مثلث النغمہ بھی کہتے ہیں چنانچہ بادشاہی حکمت نبوت اور حیات ابدی اُنکو حاصل ہوئی اب شہادت میں اُنکا قیام ہے۔ بر جیس ایک ستارہ کا نام ہے جو آسمان ششم پر ہے اور اسکو مشتری بھی کہتے ہیں کیواں اُس ستارہ کا نام ہے جو ساتویں آسمان پر ہے اور جسے زحل بھی کہتے ہیں۔ روح ملائک حضرت جبریل سے مراد ہے۔ ضمیر شین کی ممدوح کی طرف پھرتی ہے یعنی شعر ظاہر +

پیش در او آسمان ترکیت ازرق طلیساں
از نقرہ خامش کماں وز زر پختہ سفیر ش

ترک یعنی سیاہی۔ ازرق یعنی کبود۔ طلیساں یعنی چادر خام خالص کو کہتے ہیں۔ ہر دو تین کی ضمیر ترک کی طرف پھرتی ہے۔ کماں نقرہ خام ہلال کی طرف اشارہ ہے۔ زر پختہ زر کا لہجہ ہمار کو کہتے ہیں۔ سفیر خدا ہی کو کہتے ہیں اور سفیر زر پختہ آفتاب سے مراد ہے معنی شعر ظاہر

قاف از تباہش صفحہ کلزم زو عیش قطرہ
عیش سے ملے ذرہ از عکس ازلے انور ش

قاف ایک بڑی بن۔ سپاڑ کا نام ہے صحزہ ایک سنگ بزرگ کو کہتے ہیں۔ بیت المقدس میں ایک تپہ
 سعلق ہوا میں لٹک رہا ہے اسکو صحزہ سا کہتے ہیں مگر یہاں صحزہ بیکار و بیکار سے مراد ہے بعض کے
 نزدیک صحزہ ہے جسکے معنی یہودہ کے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ کوہ قاف اُسکی ثابت قدمی کے مقابل میں
 صحزہ و یہودہ ہے اور دریائے فلزم اُسکے ہاتھ کے بخشش کے سامنے بجائے ایک قطرہ کے ہے
 اور عرش معلے اُسکی اسے روشن کے سایہ کے مقابل ایک ذرہ ہے *

گر حکم اند بر ملک آید ندا الامر ملک
 ورجام خواہد از فلک خورشید باشد ساغر ش

الامر ملک یعنی حکومت و اختیار تیرے ہی واسطے ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر مدوح فرشتوں پر حکم
 کرے تو فرشتے اُس حکم کا یہی جواب دینگے کہ حکومت تمہاری ہے واسطے ہے جو کچھ حکم دو بجا لائیں
 اور اگر بادشاہ جام و پیالہ طلب کرے تو فلک آفتاب کا جام پیش کرے اور کہے کہ یہ جام تمہارے

سرسریر دریاے عرب در کشتی تریں عجب
 میخو است کا یاد سوسے لب شد پنج ماہی رہیزش

سرسریر کے معنی سرنگوں و مغلوب، دریا کو عربی میں ہم کہتے ہیں اور مغلوب ہم می ہوتا ہے کشتی زریر
 سنہری پیالہ سے مراد ہے عجب یعنی جاسے تعجب ہے خلاصہ یہ ہے شراب لبوں کی طرف آجایا ہتی
 تھی پس پارچ انگلیوں نے اُسکی بہری کر کے لبوں تک پہنچا دیا *

از گاؤ در مرعش فشاں وز مرغ در ماہی چکان
 با مہ رننے سوسے دلاں ہر دم بعشرت سے برنش

گاؤ و مراہی و برتن کو کہتے ہیں جو گاؤ کی صورت بنائی ہیں تین ہیں کہ وہ مشک ہوگی جسے شراب
 پر کرتے یعنی گاؤں سے مراد لیتے ہیں اور مرغ سے مراد صراحی سے لیتے ہیں کیونکہ صراحی کو خروس
 دلا و طوس کی صورت بناتے ہیں اور ماہی سے مراد جام یا کشتی جو شکل ماہی جی ہوئی ہو مرغی
 معنی مستوق ضمیر ہر دو شین کی دریا کی طرف پھرتی ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شراب مشکے یا مشک
 میں سے صراحی میں ڈال اور صراحی میں سے پیالہ میں لپٹ کر اپنی مستوق کے ہمراہ خوب عیش و عشرت
 سے نوش کرو *

اے صفدر عرش آستان طاق درت را این نماں
قوسست راہ کھکشاں جیبست خط محورش

صفدر بمعنی بہادر و شجاع - طاق در - دروازہ کی محراب کو کہتے ہیں - را برابر کے معنی میں ہے
قوس نصف دائرہ کو کہتے ہیں اور طاق کی محراب دو قوسوں سے بنتی ہے - اور جیب نصف وتر
سے مراد ہے نصف قوس کے مقابل میں محور ایک خوشی خط ہے جسکا ایک سر اقطب شمالی اور
دوسرا قطب جنوبی ہے - اس شعر میں جیب مراد چوتھے حصہ سے ہے، خلاصہ یہ ہے اسے لے ممدوح
تیرے دروازہ کی محراب کے واسطے ایک خط کھکشاں کی قوس ہے اور خط محور اس کے چوتھے حصہ

کی برابر ہے +
از عدلت اربنودے رو اچار بالمش گد خدا
این مطرب سپردہ رانگے پنج بوئے شوہریش

روا بمعنی جایز - چار مادر چار عنصروں سے مراد ہے - کہ خدا صاحب خانہ کو کہتے ہیں مراد شوہر
اربع عناصر سے ہے جو سوا لید ثلاثہ کی ماں ہے - سپردہ تیسرے آسمان کی طرف اشارہ ہے
پنج شوہر یا پنج ستاروں سے مراد ہے - خلاصہ یہ ہے تیرے انصاف کے نزدیک یہ بات جایز ہے
کہ چار مادر پر سوا لید ثلاثہ فلک اول کی کہ خدا و شوہر ہوں اگر یہ معاملہ تیرے نزدیک جائز نہ ہوتا تو
زہرہ کے واسطے یا پنج شوہر کب ہوتے ؟

در گلستان آرزو شانے ست ترمداح تو
اگر قابلیت دارد باب عشقت پرورش

خلاصہ یہ ہے کہ تیرا مداح آرزو مند ہے پس اگر وہ مداح اس آرزو کی لیاقت رکھتا ہے تو اسکو
عزت دے ورنہ عزت نہ دے +

قصیدہ رات دن کے خیالات اور معشوق کی تعریف میں
اور محمد شاہ تغلق کی مع کی طرف گریز

صبح بہت رومی سکھ زرد بر سرش
شبہ ہندو کے لبناچہ گلہ زرد بر سرش

روحی لبیب سفیدی کے دن کو قرار دیا۔ گلہ ز آفتاب سے مراد ہے اور شب کو باعث سیما کے ہندو قرار دیا۔ لباچہ بالا پوش کو کہتے ہیں اور وہ ایک قسم کی قبا ہوتی ہے۔ لباچہ گریز قبا گلہ وز کو کہتے ہیں۔ مراد آسمان پر ستاروں سے ہے پہلی ضمیر صبح کی طرف پھرتی ہے یعنی شغل

زراغ سیاہ راز ہوا در رلود باز
غنتاے سبز ہال زرا ندودہ شہیرش

خلاصہ یہ ہے کہ دن کا عفتا جو سبز بازو والا ہے اور اس کا شہیر زرا ندودہ ہے۔ شب کے کوئے کو آڑا کر لگیا یعنی دن ہو گیا رات جاتی رہی۔ زراغ سیاہ مراد شب سے ہے +

باد صبا پری زدہ وارست و شیفہ
زآں دم کہ زیر دامن صبحست مجھرش

پری زدہ اس شخص کو کہتے ہیں جسے پری یا جن کا سایہ ہو گیا ہو۔ فجر صبح آفتاب سے مراد ہے اور قاعدہ ہے کہ پری زدہ شخص انگلیشی میں عود کے جلانے سے پریشان ہوتا ہے اور چونکہ صبح کی باد صبا سوچ زنی کرتی ہے اس واسطے صبا کو پری زدہ ٹھہرایا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک صبح صادق کا وقت ہے اور آفتاب نہیں نکلا۔ باد صبا شل پری زدہ کے پریشان ہے +

شب سایہ دار لود بہوے خلاص او
نغمہ سراسر مرغ سحر بردن زرش

سایہ دار تھمیب زدہ کو کہتے ہیں اور او کی ضمیر شب کی طرف راجع ہے۔ مرغ محر جمل و قمری و خوس وغیرہ سے مراد ہے۔ دف ز آفتاب کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے چونکہ اہل زمانہ کا عقائد و معمول ہے کہ پر زدہ کے سلسلے نغمہ سرائی کرتے ہیں تاکہ جن و آسیب وغیرہ خوش ہو جائیں اور پر زدہ کی نجات کے واسطے سفارش کی جاوے پس شاعر کہتا ہے کہ شب باعث سیما ہی اور تاریکی کے گویا سایہ دار و پر زدہ ہے اور مرغ سحر اسکی رہائی کی امید پر اپنے دف ز پر نغمہ سرائی کرتا ہے

مار سفید مہرہ گرفت است زیر دم
تا پچوں عمود تباخ گوزن است بر سر کشش

مار سفید صبح صادق یا صبح کا زب سے مراد ہے باعتبار اسکے کہ اس میں خط طویل سیاہ سیاہ ہو

ہیں۔ مہرہ مراد آفتاب سے ہے۔ عمود ستون خمیہ کو کہتے ہیں۔ اور شعل گوزن بچیسویں یا چھبیسویں تا بیچ کے ہلال سے مراد ہے اور شین کی ضمیر مار کی طرف بھرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے جب تک آخر از اور کا ہلال صبح صادق میں موجود ہوتا ہے آفتاب نہیں نکلتا +

آہوے شیر بیشہ دم گرگ در دہن
بگرفتہ و رواں شدہ دامن برابرش

آہوے شیر بیشہ مراد آفتاب سے ہے جو برج اسد میں رہتا ہے۔ دم گرگ صبح کا ذب سے مراد ہے دم گرگ در دہن گرفتہ اس واسطے کہا کہ آفتاب صبح کا ذب بعد نکلتا ہے۔ ضمیر شین کی گرگ کی طرف بھرتی ہے یعنی آہوے شیر بیشہ دم گرگ کو منہ میں لئے ٹھوٹے ہوتے اسکے ہمراہ برابر رواں رہتا ہے

این منزلت کہ دادہ شد آہوے مادہ را
بر شیر نر شناس ز شمشیر داورش

آہوے مادہ آفتاب سے مراد ہے۔ شیر نر کنایہ برج اسد۔ داور اشارہ ہے مدوح کی طرف۔ ضمیر شین کی منزلت و آہوے مادہ کی طرف۔ خلاصہ یہ ہے اسے مخاطب یہ رتبہ جو آہوے مادہ کو شیر نر دیا گیا ہے۔ مدوح کی شمشیر کی ہی خوف کا باعث ہے +

آں ماہ را کہ زیر ہلال است اخترش
سنبل دمد بر طرف لالہ ترش

ماہ مراد معشوق سے ہے۔ ہلال مراد ابرو سے ہے۔ اختر کنایہ چشم سنبل اشارہ خط کی طرف لالہ تر عبارت چہرہ خلاصہ یہ ہے کہ اس معشوق کی کیسی صفت ہے کہ ہلال کے نیچے اختر ہے پس جواب دیتا ہے کہ اس ماہ کی یہ صورت کہ سنبل خط اسکے لالہ چہرے کے ارد گرد بامول ہے +

بر دج لعل قفل ز مرد پدید شد
یعنی نبات رستہ شد گرد بشکرش

دج لعل مراد دہن یا لب سے ہے۔ قفل ز مرد خط کی طرف اشارہ ہے۔ نبات یعنی سبز و رویدگی یہاں مراد خط سے ہے۔ شکر مراد لب دہن سنی شکر ظاہر +

ہماں کنم خیال رخس را باب شور

درکاسہا بے نقرہ بر سفرہ زرش

آب شور اشارہ اشک کی طرف ہے۔ کاسہا بے نقرہ چشم سفید سے مراد ہے۔ سفرہ زرشاقبہ کے زرد چہرہ سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان آنکھوں سے جو سیرے زرد چہرہ میں ہیں اسکا تصور کرتا ہوں اور اسکی مہانی آب شور سے کرتا ہوں +

لبس شلخ ارغواں کہ دودانہ مشک
گر بر دود ز گوشتہ کافور عنبرش

شلخ زعفران سرخ اشکوں کی لڑیوں سے مراد ہے۔ دودانہ مشک ہر دومر دمک چشم سے مراد ہے۔ کافور رخ سفید کی طرف اشارہ ہے۔ عنبر کنایہ خط خلاصہ یہ ہے کہ جیسے معشوق کے چہرے پہ خط کلابہ میں بہت روتا ہوں +

بدر از ستارہ رنجیت شفق چوں طلوع کرد
پرویں میان دو ہلال سخنورش

ستارہ اشارہ چشم کی طرف ہے شفق کنایہ اشک خوئی۔ کرد کا فاعل پرویں جو مراد دندلاں ہے۔ دو ہلال مراد دوست سے ہے۔ طلوع کردن پرویں عبارت ہنسنا خلاصہ یہ ہے کہ جھوٹ معشوق ہنسائیں میں نے اس خیال سے کہ وہ رقیب کے سامنے مجھ پر ہنسایا میرے جلانے کے لئے قریب ہنسائیں کے آفسوہ ہائے +

تا از مہ دو ہفتہ خود دور ماند بدر
ماہ چہار ہفتہ فزوں شد ز پیکرش

ماہ دو ہفتہ معشوق سے مراد ہے۔ ماہ چار ہفتہ بے نور چاند سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے جھوٹ مجھ سے میرا معشوق دور ہو گیا میرا جسم بے نور بلکہ محروم ہو گیا +

آں ترک چشم مست ترا شیخ در نیام
خون ریزد آہنجاں کہ تو اں گفت کافرش

یعنی اے معشوق باوجود کچھ تلوار جو نیام میں ہوئی ہے کارگر نہیں ہوئی لیکن تیری ترک چشم کی تلوار باوجود کچھ نیام میں ہے تاہم خونریزی میں درخشاں کرتی ہے گویا قتل کرنے کو حلال باقی

پس اسکو کا فرق بتالایق و سنرا وار ہے +

اُن زلف راکہ بر گل تر شاخ سنبل است
فراش سازہ بر در شاہ منظرش

خلاصہ یہ کہ اسے معشوق اپنی اُن زلف کو جو تیرے گل رخسار پر شاخ سنبل کی مانند نمایاں ہے
دروازہ مدوح کی جا روب بنا +

اُن بحر میں کہ قطرہ آلے است در پرش
اوجملہ تن کفے است نہنگے شناورش

بحر دست مدوح سے مراد ہے۔ قطرہ آب تلوار کی طرف اشارہ ہے۔ بر یعنی کنارہ یعنی نہنگ
کنایہ تلوار سنی شعر ظاہر۔ مصرع ثانی بیان اول کا ہے +

کف بر سر است قلم از آں بحر روز و شب
در صورت جزیرہ نگہ خاک بر سرش

روز و شب یعنی ہمیشہ۔ بحر دست مدوح سے مراد ہے۔ کف بر سر بودن یعنی سر پہنچنا لینا
خاک بر سر بودن ماتم کی علامت ہے اور قلم کے سر پر کف کا ہونا اور جزیرہ کے سر پر خاک
ہونا ظاہر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مدوح کی کثرت بخشش کو دیکھ کر قلم کف بر سر ہے اور اسکے دیر
جزیرہ نہیں ہے بلکہ چونکہ اُس نے رشک کے مارے از رو سے ماتم کے اپنے سر پر خاک ڈال لی ہے
اس واسطے جزیرہ کی صورت پیدا ہو گئی ہے +

اگر آں نہنگ سبز بروں آید از میاں
آب رواں کنارہ نماید ز آذرش

نہنگ سبز تنخ فولادی سے مراد ہے۔ رواں یعنی روح۔ آذر یعنی آتش یہاں بُرائی و تیزی
تلوار سے مراد اور آب و آتش میں صنعت تضاد ہے۔ یعنی شعر ظاہر +

ماہی اوزر است نہنگش ز مرد است
ایں یک زبان و آں دوزباں ہم مسخرش

ضمیر اُور کی دست مدوح کی طرف پھرتی ہے۔ ماہی زرد چھیدہ سے مراد ہے تنخ

نیلگوں فولادی تلوار سے مراد ہے۔ قلم کا دوزبان اور شمشیر کا کینٹ بان ہونا ظاہر ہے۔ قلم سے تسخیر باعتبار فرمانوں کے اور تلوار سے باعتبار شجاعت کے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حکومت و شجاعت کا خاتمہ ممدوح کی ذات پر ہے +

ماہی اگر دے بہ سخن کشتی کند
دائے نہد برو قمر از مشک اذ فرش

ماہی مراد قلم سے ہے سخن عبارت تحریر سے۔ کشتی کنایہ دلیری دام حروف و سطور سے مراد ہے۔ قمر اشارہ کاغذ کی طرف ہے مشک مراد سیاہی سے ہے۔ اذ فرش بمعنی خالص یثین کی ضمیر ماہی کی طرف پھرتی ہے۔ نہد کا فاعل منشی و کاتبان یا انگشتان ممدوح ہیں +

سہ شلخ از محیط بہم سر برارند
تا دامنای در تر افتد ز جھجھش

سہ شلخ تینوں انگلیوں سے مراد ہے جسے قلم پکڑنے میں اور وہ یہ ہیں۔ اہام۔ سبابہ۔ وسطی۔ محیط کنایہ دست ممدوح۔ در تر در آبدار یہاں حروف سے مراد ہے۔ جھجھ بمعنی گلو۔ خلاصہ یہ ہے کہ تینوں انگلیاں ممدوح کی ظہور کرتی ہیں تاکہ گلو سے قلم سے لطیف باتیں سر آویں

مرغی ز کھر باست کہ در آشیانہ سیم
باشد ز قار بر سر منقار شہپریش

مرغی کھر یا قلم کو کہتے ہیں جو ورق میں لپیٹی ہوئی ہو آشیانہ سیم کاغذ سے مراد ہے۔ قار و قارک قسم کے روغن سیاہ کو کہتے ہیں یہاں مراد سیاہی سے ہے۔ منقار نوک قلم سے مراد ہے شہپریش قوت روانگی سے مراد ہے یہ ماہی قلم عجیب مرغ ہے جس کا جسم کھر بانی ہے اور اس کا آشیانہ زمین ہے اور اس کے سر منقار پر سیاہی شہپریش ہے +

آں حاکم بزمان کہ در القاب سلطنت
خواہد خلیفہ بعد مجاہد سیاغرش

سیاغرش ایک پہلوان عایشان کا نام ہے اور ایک بادشاہ کا نام بھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے وہ ممدوح ایسا حاکم زمان کہے کہ خلیفہ روئے اس کو القاب سلطنت میں لقب دے کہ بعد سیاغرش

وقتِ غروب تا نبود نقص طاعت
در عصر عدل پرور و انصاف گسترش
خورتید را ز جانب مشرق خبر دهند
ز ابی باغ امر کہ نار است در خورش

دہند کا فاعل قضا و قدر۔ ابی بمعنی منکر یعنی انکار کرینوالا۔ عدل پرور انصاف گستر دونوں صفتیں
مدوح کی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ مدوح میں تاکہ نقص طاعت نہ ہو غروب ہونے کے وقت مشرق
سے قضا و قدر کے کارکنندگان آفتاب کو خبر دیتے ہیں کہ جو کوئی مدوح کے بارغ حکم سے منکر ہے
دوڑی ہوگا پس اسے آفتاب تو مدوح کے حکم سے ہرگز انکار نہ کیجو ورنہ دوزخی و ناری ہوگا
یعنی اسکے زمانہ کے لوگ جب تک نماز عصر سے فارغ نہوں غروب ہو۔ ورنہ ناری ہو جائیگا۔

لے دستت آں محیط کہ عرشت قطرہ اش
وے قدرت آں سپہر کہ چرخ است اخترش
از شہر دولت تو اجل را بروں کند
روے سیاه کردہ فلک با برادرش

برادر اجل مراد خواب سے ہے بموجب اسکے کہ النوم لغ الموت خلاصہ یہ ہے کہ لے مدوح تیر
انصاف کے زمانہ میں آسمان موت کو مع اسکے بجائے خواب غفلت کے شہر سے باہر نکالتا ہے +

تا وقتِ شام بیوہ زن پنج شوہ را
باغندہ بر کنار نہد چرخ اخضرش
بادا جو قوڑہ دیدہ خصمت سپید دل
وز تاب غم شکستہ دل غصہ پرورش

بیوہ زن پنج شوہ مراد زہرہ سے ہے جو زن کی طرح شوہر سے اثر پذیر نہیں ہوتی۔ باغندہ
روٹی کو بنوں سے صاف کر کے جوکاتنے کے لئے گلولہ تیار کرتے ہیں اسے باغندہ کہتے ہیں لیکن
یہاں کو چینیٹیم سے مراد ہے۔ دیدہ دل مردک چشم سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک
یا بائال کو فلک کنار زہرہ میں رکھے یعنی قیامت تک پس قیامت تک تیرا دشمن اندھا اور عم کو

قصیدہ ابر کی تعریف و تشبیہات اور مدح کی تعریف میں

سید پیل ست خنجر زن جہندہ آتش از کاشتر
قد از چہنما اشکش درد از نعرہ فاش

سید پیل ابر سے مراد ہے خنجر زن درختانی برق سے مراد ہے ضمیر پر دو تین کی سید پیل کی طرف پھرتی ہے۔ اشک قطرات باراں سے مراد ہے۔ خام یعنی جرم خام اس شعر میں جرم کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک پیل سیاہ خنجر زن ہے کہ اس کے حلق میں سے آگ نکلتی ہے۔ ہوا کے حلقوں سے اس کے اشک گرتے ہیں اور کڑک کے نعروں سے اس کا جھمبٹا ہوتا ہے۔

ز اطلس پردہ ہا سازد عماری زرا اندودہ
چوزیر ہفت چتر سبز باشد سیر و ارامش

اطلس گنایہ اطلس سیاہ۔ یہاں ابر تاریک سے مراد ہے۔ عماری زرا اندودہ آفتاب سے مراد ہے ہفت چتر سبز سات آسمانوں سے مراد ہے۔ سیر و ارام زقار و قرار سے مراد ہے۔
— خلاصہ یہ ہے جو وقت وہ پیل سیاہ ساتوں آسمانوں کے نیچے جو آسمان اول ہے زقار و قیام کرتا ہے یعنی ابر آگاہ ہے آفتاب کی زرا اندودہ عماری اپنے واسطے ابر کا پردہ بنا لیتی ہے یعنی آفتاب ابر میں چھپ جاتا ہے دوسرے یہ کہ اطلس کا پردہ جو سرخی شفق سے مراد ہے اور آفتاب کی لمعات سے زرا اندودہ ہے وہ پیل سید دست و پیا کرتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے واسطے سرخ پردوں کی عماری تیار کر رہا ہے +

زہے دیو شہاب افگن کہ با چندے سید ولی
بشرط رب پرستی میرسد کافر بانامش

شہاب آگ کی شعلہ زنی کو کہتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ فرشتے شیطان کے نکالنے کے لئے مارتے ہیں اور اسے رجم انبیاء میں کہتے ہیں۔ کافر بمعنی پوشیدہ۔ دیو شہاب افگن باعتبار برق زنی کے ابر سے مراد ہے۔ ابر کی سپاہ و ولی ظاہر ہے کافر کا شتکار سے مراد ہے کہ وہ داندہ کوزمین میں پوشیدہ کرتا ہے۔ رب پرستی کا شتکاروں میں ہوتی ہے

کیونکہ وہ متوکل ہوتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اگر عجیب دیو شہا بان فگن ہے کہ باوجود سیاہ روی کے جو اس میں موجود ہے کاشتکار کو جس میں شرط رب پرستی کی پائی جاتی ہے الغام دیتا ہے

بفتح الباب بکشتاید در رحمت و لے ہر دم
طناپ خیمہ زریں قد در روزن بامش

فتح الباب کشتادگی کار کو کہتے ہیں۔ خیمہ زریں مراد شعاع آفتاب سے ہے۔ روزن بام شنگا ابر سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے شروع برسات میں ابرینہ برساتا ہے۔ رحمت کا دروازہ کھلتا ہے لیکن وہ ابر ہر لحظہ متفرق ہو جاتا ہے اور آفتاب کی شعاعیں اس سے نمایاں ہوتی ہیں

اگر بر روز زور آرد بیوشد چہرہ خور را
وگر در شب روی آید بود بر رو سے گامش

شب روی معنی شب رفتاری۔ گام معنی قدم۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر ابر دن میں آتا ہے آفتاب کو پوشیدہ کر دیتا ہے اور اگر رات کے وقت آتا ہے تو چاند کو مخفی کر دیتا ہے +

پراز لعل و زمر دگشت طشت خاک ستر سر
چومروارید نے بار و زاندام سببہ فامش

لعل سرخ پھولوں سے مراد ہے۔ زمر دسبز سے مراد ہے۔ طشت خاک زمین سے مراد ہے۔ مروارید قطرات باران سے مراد ہے۔ یمنین کی ضمیر پہل سیاہ کی طرف پھرتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے جب ابر اپنے اندام سیاہ سے مروارید برساتا ہے تو زمین لعل و زمر سے پُر ہو جاتی ہے +

نخ خاک اب از و گیرد ہوا خوش باد زو خواہد
دفع ز پرده زو یا بدر باب آمد از آنا مش

آب معنی آبداری۔ دفع ز آفتاب سے مراد ہے۔ باب نام ساز کا ہے مراد ابر سفید سے ضمیر یمنین کی ابر کی طرف پھرتی ہے۔ پردہ یا قنن دفع ز ابر میں آفتاب کا پوشیدہ ہو جانا ہے

محیط نقطہ عالم کہ بان پر دلی وریا
مہ تن آب شد از شہرم فیض بخش عاشر

آب شدن معنی شرمندہ ہونا اور دیا کا مہ تن آب ہونا ظاہر ہے معنی شعر ظاہر +

چہ شیر است آئکہ در آتش پلنگ ساست اندیش
گرفتہ مرورا در بر ز اوج خویش بہرامش

شیر مراد برج اسد سے ہے۔ و در آتش بودن برج اسد و پلنگ آسا بودن برعایت کو اکب
برج مذکور کے کہا یعنی برج اسد عجیب شیر ہے کہ اسکا جسم آگ میں پلنگ کی مانند ہے اور بہرام
لے اُسے اپنی بلندی میں کہ وہی برج اسد ہے اُس شیر کو اپنی بغل میں لے رکھا ہے خلاصہ یہ ہے
کہ آفتاب اور بہرام برج حمل میں ایک ہی جگہ ہیں +

مر اور آہوے زرد می دویدہ در دم گرگی
سمورے در عقب پویاں سگاں برگوشہ بامش

او کی ضمیر برج اسد کی طرف پھرتی ہے۔ آہوے زرد آفتاب سے مراد ہے۔ گرگ قمر کی منزل کا نام
اور سمج کاذب کو بھی کہتے ہیں۔ سمور ایک سیاہ رنگ کے جانور کا نام ہے جسکی چھری کا پتہ
بناتے ہیں لیکن یہاں تاریکی شب سے مراد ہے۔ سگان کلب اکبر و کلب اصغر سے مراد ہے
یہ دونوں شکلیں برج اسد کے قریب ہیں۔ بام آٹھویں آسمان سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے
کہ آفتاب دم گرگ صبح کاذب میں دوڑتا ہے اور سموری شب کی اُس آہو کے پیچھے دوڑتی
ہے اور کشتہ اُس برج کے بام پر موجود ہیں +

ز سیم خام بیسازد قمر ہر ماہ یک طوقش
چوزر نچتہ مے تا بد درست قلب از خامش

سیم خام و زرنچتہ دونوں کے معنی خالص و عمدہ کے ہیں۔ خام بمعنی جرمِ شین کی ضمیر اسد
کی طرف پھرتی ہے۔ درست بمعنی دینار قلب نامہ کہتے ہیں۔ درست قلب کو اکب سے مراد ہے
خلاصہ یہ ہے کہ قمر جو ہر چہنہ میں ہلال ہو جاتا ہے گویا اسکے واسطے زہر و سیمیں طوق تیار کرتا ہے
اور زرن خالص کی طرح درست قلب یعنی کو اکب اُسے جرم سے چھتے ہیں۔ دوم یہ کہ قلب سے
مراد قلب لاسد ہے جو ایک ستارہ برج اسد کے قلب میں ہے +

شہ انجم ہند گویا بستہ دارد
کہ بر دروازہ ہر دو زرا ندودست خضر غاشن

شہ انجم آفتاب سے مراد ہے۔ شاہ سہند ممدوح سے مراد ہے۔ صرغام شیر درندہ کو کہتے ہیں یہاں
 برج آسمان سے مراد ہے۔ اکثر بادشاہوں کے دروازوں پر شیر وغیرہ کی صورت بنی ہوتی ہے +
 جس شاعر کہتا ہے کہ آفتاب کو ممدوح سے ایک نسبت ہے کہ دونوں کے دروازوں پر شیر کی صورت
 بنی ہوئی ہو +

سمندر شہ باد آتش پائے آہن خاکے خارا سم
 کہ گردوں گوشہ باشند ز قوس حلقہ گامش

آتش پائیز یا تیز رفتار سے مراد ہے۔ آہن خاکے خارا سم۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کا گھوڑا
 جو اوصاف مذکورہ سے متصف ہے اس کے حلقہ قدم کے مقابل میں جو مثل قوس کے ہے اس کا
 ایک زاویہ یا گوشہ کی برابر ہے +

زہے سکندر آئینی کہ در میدان آئینہ
 قلاے کشیں زربفت جامہ شہدرا مش

آئینہ کاغذ سے مراد ہے۔ قلا اسب سیاہ رنگ کو کہتے ہیں اور قلاے زربفت سرکش خام
 قلم سے مراد ہے جو خونِ زند میں پیچیدہ ہوتی ہے اور تقریر کے وقت اُس میں سرکشی ہوتی ہے
 خلاصہ یہ ہے عجب ممدوح سکندر آئین ہے کہ میدان کاغذ میں قلم زربعدیہ اُسکی فرمانبردار ہے

عجب میں کال سید ولی سخن چین را بلک چین
 گرفتہ در سرمد مہ سے آزد از شامش

سرمد رو سخن چین قلم سے مراد ہے۔ ملک چین کاغذ کی طرف اشارہ ہے۔ سرمد مراد میں انگلیوں
 سے ہے۔ شام مراد دوات سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے اُسے مخاطب جاے تعجب ہے کہ انگلیوں
 کے تین چاند اوج و یک سر گرفتہ ہیں تاہم شام دوات سے اُس سیاہ روے سخن چین کو ہمیشہ
 ملک چین میں لے جاتے ہیں یعنی ہمیں انگلیاں قلم کا سر پیکر دوات سے باہر نکال لاتی ہیں

بروم آورد از ظلمت چو ذوالقرنین اب خضر
 اگر چه از لب یم گشتہ ہر دم خشک تر کا مش

بروم کاغذ سے مراد ہے۔ آورد کا فاعل وہی قلم ہے۔ ظلمت مراد دوات سے ہے۔ ذوالقرنین
 سکندر سے مراد ہے۔ اب خضر بنی اب جیلوں یہاں اب جان بخش یا حروفِ روح افزا سے

کناہ ہے۔ یم مراد دوات سے ہے۔ خشک گشتن کام قلم میں مسیایہ نذر ہے سے مراد ہے
خلاصہ یہ ہے اگرچہ دریا کے کنارے پر سے ہر لحظہ اس کا کلا خشک ہو جاتا ہے اور بہت تکلیف
اٹھاتا ہے لیکن سکندر آب حیات نہ لایا تھا وہ ہر دم روم کی طرف آب حیات لاتا ہے +

بہ نیش بند بردارند و سر بر بند آنگاہ مش
سبیہ سازند ویش را چو حصم آل بہرامش

ہر چہار نشین کی ضمیر قلم کی طرف پھرتی ہے۔ بند بردارند نیزہ کے اعضا جدا کرنے کو کہتے
ہیں۔ سر بردارند مراد قلم تراشنا۔ سیاہ سازند روم قلم کو مسیایہ آلود کرنے سے مراد ہے۔ آل بہرام
مدوح سے مراد ہے۔ کیونکہ محمد شاہ بن تغلق بہرام کی اولاد میں سے تھا۔ معنی شوخ ظاہر +

شہنشاہ ہے کہ در رفت بہ بزم سلطنت گشتہ
میخیزد چرخ را حاوی جباب عارض جانش

خلاصہ یہ ہے کہ مدوح بلندی مرتبہ کے بارہ میں وہ ہے کہ آسمان کی بزم سلطنت میں
جام شراب کی جباب کے گھیرے میں آگیا ہے +

حشامش قطرہ آبے است بستہ در میان یم
کہ میگردد بدان سر حلقہ بدخواہان بدنامش

حشام شمشیر کو کہتے ہیں۔ یم دست مدوح سے مراد ہے۔ میگردد کا فاعل بدخواہ ہے۔ بدنامش
ضمیر قطرہ آب بستہ کی طرف پھرتی ہے اور ہر دو نشین کی ضمیر مدوح کی طرف پھرتی ہے معنی شوخ
ظاہر +

بہر خود زباں بندی کند مرجان اعدا را
کہ میناے است پر جوہر زباں لعل آشنامش

زباں بند ایک تلوید کو کہتے ہیں جو دشمنوں کی زباں بندی کے واسطے لکھا کرتے ہیں۔ مینا
جوہر سبز رنگ کا کہتے ہیں۔ یہاں تیغ فولادی سے مراد ہے جو نیلگوں ہوتی ہے۔ اور تیغ
کا پُر جوہر ہونا ثابت ہے۔ زباں دم تیغ سے مراد ہے۔ لعل مراد خون۔ خلاصہ یہ ہے وہ تیغ
اپنے فوس سے دشمن کی زبان کو بند کر دیتی ہے اس واسطے کہ زبان خوں آسنا ماسکی مینا کے
پُر جوہر ہے یعنی شراب سے پُر ہے اور قاعدہ ہے کہ نے نوشی کے وقت شیشہ شراب پیئے

کی زبان کو پسند کر دیتا ہے +

اگر ماہی نہیں بخشد کہ دریا چوہت گلکاپ
نہنگ سبز داں کاب رواں جو نیست مصداق

ماہی زریں مراد قلم سے ہے جو دونوں مقاموں میں جہت کرنا لے کے معنی ہیں۔ نہنگ سبز
باعتبار نیلگوئی جو ہر فلاد کے تلوار سے مراد ہے۔ آب رواں و دریا مراد ممدوح کے ہاتھ سے
ہے خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کی قلم کہ جویندہ دریا کی ہے اگر قائل کے ذہن میں ماہی زریں متصور
ہوئی پس مصداق ممدوح کو باعتبار نیلگوئی کے نہنگ سبز جانتا چاہئے +

در اتمام امور ملک و دین از بارگاہ قدس
جو فیض ملکہ اولی رسد پوستہ الہامش

بارگاہ قدس درگاہ اقدس تعالیٰ سے مراد ہے۔ علت اولی انوار مقل اول یا نور محمدی
ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا ممدوح ایسا دینا ہے کہ فیض علت اولی کی مانند ہے جو تمام کائنات
پہنچتا ہے اسکو درگاہ اقدس تعالیٰ سے الہام پہنچتا ہے +

کتاب نیچ شاہی را کہ ازو کے مستحضر بنو
چو تقویم کہن فسوخ باد آیات اجرامش

نیچ عرب زبیک وہ ایک رشتہ ہوتا ہے جس سے عمارت کی بنیاد ناپ کر دلتے ہیں اور علم نجوم
و علم سینت کا بھی نام ہے جس سے تقویم و تیرا نکالتے ہیں۔ تقویم کہن نجومیوں کے حساب
یکساں کہ کہتے ہیں جہیں حرکات و احوال کو اکب کا لگتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس بادشاہ
تجہ سے اقتدار حاصل نہیں کیا یعنی کوئے اسکو نہیں بختا پس اس بادشاہ کے احکام تقویم
کہن کی مانند محدود ہیں اور مقبول نہیں ہوتے +

قصیدہ معشوق کی تعریف اور ممدوح کی مدح میں

لمے شام سبز لعل تو برمدہ شدہ حشر کش
شہنشاہ خلعت را گل سوری شدہ سقر ش

مراد چہرہ سے ہے۔ تمنا دار ایک درخت کا نام ہے اشارہ قدح عشق کی طرف۔ گل سوری چہرہ سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ اسے عشق تیری زلف کی شام ماہ چہرہ پر سر کشیدہ ہے اور تیرے ریحان خط کے واسطے گل سوری مفرش ہے یعنی خط ریحان کا اُس مفرش ہے +

یا قوت بہ آب ناز مع آں در سیراب
خورشید بتاب از غم آں چہرہ مہوش

یا قوت مراد لبول سے ہے۔ آب یعنی آبداری۔ در سیراب اشارہ ہے دندان کی طرف۔ تاب یعنی تب و تاب۔ غم یعنی عشق خلاصہ یہ ہے تیرے یا قوت لب دندان کی دود سے آبدار میں اور تیرے چہرہ مہوش کے عشق میں یعنی تیرے چہرہ کے خط سے خورشید تب و تاب میں ہے دوم یہ کہ تاب کے معنی بچ و تاب کے ہیں۔ غم مراد غم اشک سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے چہرہ صاف کے غم رنگ سے خورشید بچ و تاب میں ہے +

چشم تو کہ از غمزہ زند تیر جگر دوز
ترکیت کماں بر سر ہند و بچہ درکش

کمان مراد ابرو سے ہے۔ ہند و بچہ میں اضافت مغلوی ہے مراد مردک چشم سے ہے + معنی شعر کے ظاہر ہیں +

تا پر پر جگر در شد و پیکان سو کے دل رفت
ہر ناوک چال دوز کہ انداخت ز ترکش

ہر ذات تیر سے مراد ہے کیونکہ ہر سو فاکر کے نزدیک ہوتا ہے ہر جگر در شدن یعنی جگر میں کھنکھانا فاعل انداخت کا وہی ترک چشم ہے۔ خلاصہ یہ ہے جو وقت سے تیری چشم نے تیر جان دوز لگایا ہے وہ تیر جگر میں کھنکھایا اور پیکان دل کی طرف چلا گیا +

آں عقرب شب بربک کہ نہ منزل او شد
صد نیش زدہ بردل ریش مین همکش

عقرب گزوم کو کچھ میں ادب ہی چشم کا بھی نام ہے یہاں عقرب شب بربک مراد ہے۔ صد نیش زدہ بردل ریش مین همکش مراد ہے۔ نہ کھا فاعل عقرب ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے چہرہ پر نیش مہل زلف

دیکھ کر میں بہت پریشان ہوا +

درکش قرح مے کہ خبیت کش گردوں
ہترے زرازدودہ برا فگندہ برابر کش

خبیت کش اُس آدمی کو کہتے ہیں جو کُل گھوڑا لاتا ہو۔ ہترے زرازدودہ آفتاب سے مراد ہے
خلاصہ یہ ہے اُسے معشوق صبح ہو گئی اور آفتاب نکل آیا اب شرابی لے +

ماہ سب منجوق کما تش سب خوشکیش
آئینہ زربست بریں طاق نقشش +

ماہ مراد ماہچہ سے ہے جو سونے یا چاندی کا دور ماہچہ صیقل زدہ مسرینہ پر قائم کرتے ہیں
کما تش دلیروں اور سپاہیوں کو کہتے ہیں۔ لبست کا فاعل ماہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیری
سپاہ کا ماہچہ اس نقشبند محل آسمان پر بطور زربست آئینہ کے باندھ دیا ہے +

اے صیبت جلال تو سبق بردہ در آفاق
زراں سبز کیوتر کہ برد نامہ زمر عش

آسمان میں تین حرکتیں مقرر ہیں۔ دولابی۔ حاملی۔ روحی۔ مرعش بالضم ایک قسم کا کبوتر جی
جو نامہ بری کرتا ہے۔ کبوتر سبز جبریل سے مراد ہے۔ نامہ مراد وحی سے ہے۔ مرعش لاسکال
کی طرف اشارہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے اے موج تیری بزرگی کا واہ جبریل سے جو کہ لاسکال
وحی لاتا ہے غلبہ و سبقت لیگیا +

در قصر ہمایون تو کز عرصہ سقفش
طول فلک از عرض وے افتاد یکے رش
حاسد چو مستون است بناید کہ سرش را
نہار قضا زد و قلم زد بسبب رش

رش بمعنی بازو شین کی ضمیر حاسد کی طرف بھرتی ہے۔ نہار بڑھنی کو کہتے ہیں۔ قلم زدن بمعنی
کاٹ دینا۔ قش بمعنی آتش و تیشہ درودگر کو کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے تیرا محل اسقدر بلندی
رکھتا ہے کہ تمام فلک اُسکے عرض میں فاصلہ و مسافت دو ہاتھ کی رکھتا ہے اور اس محل

میں تیرا حسد ستون کی مانند معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ قضا کے بڑھئی نے اُسکے سر کو تیشہ سے قطع کیا ہے تاکہ حرکت نہ کر سکے +

تا وقتِ قرآن با سپر زر ز تفاوت
پہناں بشود تیرہ شب از دیدہ عیش

قرآن اہل نجوم کی اصطلاح میں دو ستارے ایک برج میں جمع ہونے کو کہتے ہیں۔ عیش یا نی آنکھوں سے جاری ہونے کو کہتے ہیں یعنی جب وقت تک مریض کی آنکھ آفتاب اور شب تیرہ کو اپنے اپنے قرب وقت میں تیز کر لیوے یعنی قرب آفتاب کو حرارت کے باعث اور قرب شب برودت کے باعث پہچان لیوے۔ اور بعض نسخوں میں تیرہ کی جگہ تیر ہے اور تیر شب عطار سے مراد ہے اور معمول ہے جو ستارہ آفتاب کے قریب ہوتا ہے منحرف ہو جاتا ہے اور بے نور و تاب ہوتا ہے اور آفتاب عطار میں اُنیس درجہ کا فرق ہے یعنی جب وقت تک عطار اور آفتاب کے قرب سے باعث تفاوت جائیں گے اندھے کی آنکھوں سے غائب ہو جاوے اور پوشیدہ ہوتا رہے اور ظاہر ہے کہ یہ بات قیامت تک رہیگی +

خورشید بقا بادشہ و روے عدویش
از خفت چو ماہی کہ برآمد ز چہ کش

ضمیر شین کی ممدوح کی طرف پھرتی ہے۔ خفت زمین میں چلی جانے اور چاند کے گھنا جانے کو کہتے ہیں۔ کش بالفتح شہر کا نام ہے جو خشب کے قریب ہے اور جسے شہر سبز کہتے ہیں حکیم بن عطاء جسکو حکیم ابن مفتاح کہتے ہیں حروف انہوں سے ایک چاند بنایا تھا جو دو مہینے تک ہر شب کو کوہ سیام میں سے جو شہر سبز کے گرد و نواح میں ہے نکلتا تھا اور چار کوس تک اُسکی روشنی جاتی تھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کی ذات آفتاب کی مانند نورانی و باقی رہی اور دشمن کا چہرہ زمین کے نیچے جانے سے مثل ماہ خشب کے جو شہر کش کے کنارے سے نکلتا تھا بے نور و بقا رہے +

تصیدہ آفتاب کے نکلنے اور رات کے غائب ہونے اور ممدوح کی مدح میں

خور چونہد قرص زر بر سر ایں سبز خواں
سفرہ گلر زرا باز کند شب نہاں +

خلاصہ یہ ہے کہ جب آفتاب نکلتا ہے قبل ہی سے دسترخوان گلر زرا کو پوشیدہ کر لیتی ہے +

نشکند ایں قرص زر بر سر ایں منیر خواں
کاسہ سیمین ماہ بر طبق آساں

خلاصہ یہ ہے اگرچہ یہ آفتاب خود شکستہ نہیں ہوتا لیکن قمر کا بیلا اُس سے شکستہ ہو جاتا ہے

چشمہ بے خم ولائی دجی را ز خاک
زانکہ میان محیط از دو طرف شد رول

چشمہ بے خم مراد آفتاب سے ہے۔ ولائی۔ سیاہ رنگ کی مٹی جو حضول اور ندیوں کے نیچے بہتی ہے اسے کہتے ہیں۔ دجی بمعنی تاریکی شب۔ خاک اشارہ زمین کی طرف۔ محیط مراد آسمان سے ہے۔ دو طرف کنایہ شرق و مغرب شد کا فاعل چشمہ بے خم ہے۔ اس شعر میں خورشید کو بطریق مجازات کے بیان کرتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب باوجودیکہ دریا میں رہتا ہے لیکن چشمہ بے خم ہے اور سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بغلاف چشمہاے عالم کے دونوں طرف یعنی مشرق سے مغرب تک رواں ہے +

چشمہ باہی رسید پنج مہ نو فرست
بیا بہ ثریا کند بدر شفق خور قراں

چشمہ اشارہ آفتاب کی طرف ہے۔ باہی پنج حوت سے مراد ہے۔ پنج مہ نو پنج آنکلیوں سے مراد ہے۔ ثریا ستاروں کا نام ہے مراد دماغ سے ہے۔ بدر مراد جام سیمین یا بتوریں سے ہے۔ خور زندہ شفق جام کی صفت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مصنوق آفتاب پنج حوت میں چلا جاتا ہے۔ بہار کا موسم ہے پس نو آنکلیوں کو ڈھکا اور دماغ کے پاس لجا +

در عمل ساحری کرد غریمت خطہ
ماہ سیہ حلقہ نزد بر طرف گشتاں

خلاصہ یہ ہے کہ بعض معشوق ہارسیہ نے تیرے گلستان چہرے کے کنارے پر حلقہ لگایا،

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے خطنے جادو کا ارادہ کیا ہے اور سانپوں کو بلایا ہے +

یست جزا بروے تو ماہ نوے ہر سحر
فیست بخیز چشم تو مشتری در کہاں

خلاصہ یہ ہے اے معشوق ماہ نو صبح کو نہیں ہوتا اور مشتری کا خانہ اگرچہ برج قوس ہے لیکن وہ ہمیشہ برج قوس میں نہیں رہتا مگر تیری ابرو محبوب ماہ نو میں جو ہر سحر میں موجود ہیں اور تیری چشم محبوب مشتری ہے کہ ہمیشہ کہاں ابرو میں رہتی ہے +

آں نہ خط عارضت آں نہ بنفشہ سب گل
شاخ تر سنبل است برورق ارغواں

بنفشہ مراد خط سے ہے گل مراد عارض سے یعنی اے معشوق غیر اخط و عارض دوسرے معشوقوں کا سا نہیں ہے بلکہ جو چیز معشوق کے خط و عارض سے مشابہ ہوئی ہے بنفشہ و گل ہے اور تو اس سے بھی برتر ہے یعنی خط تیرے رخسار سے براہیسا معلوم ہوتا ہے گویا تر سنبل کی شاخ ورق ارغواں پر ہے سنبل کی فوقیت بنفشہ سے تین اعتباروں سے ہے اول کامل رنگ کی سیما ہی - دوم خوشبو - سوم باریکی ریشہا +

ترک تو خفتہ دمام در خم محراب ست
ہست بر آں مصیبت روے سیاہش نشان

ترک مراد چشم سے ہے - محراب مراد ابرو سے ہے - روے سیاہ اشارہ ہے مردک چشم کی طرف - نشین کی ضمیر ترک کی طرف بھرتی ہے - خلاصہ یہ ہے تیری چشم ہمیشہ سے خمیاں کی محراب میں سوئی ہوئی ہے اور بے ادبی کا کام کرتی ہے - چنانچہ اسکی نگہ کاری پر سیدہ رونی دلائی

مردم از انصاف شاہ مائل طاعت شدہ
پیش بروے فیاد چشم کشادن تو اں

پیش معنی اس سے پہلے - در کشادن تو اں استغناء مں انگاری کہ ظاہر میں تو اقرار ہے اور حقیقت میں نکار ہے خلاصہ یہ ہے کہ معشوقوں کی مردک چشم چشم نگار زمانہ تھی اب وہ بھی بادشاہ کے انصاف کے سبب سے بندگی کی طرف مائل ہو گئی ہے اور آئندہ اپنے طالبان

فناد کی آنکھ کھولے گی +

خضر سکندر نگین ہود سیجا جیسیں
شاہ ملک استیں ماہ فلک آستان

با اعتبار حیاتِ ابدی کے وہ ممدوح خضر ہے اور تمام دنیا پر حکومت ہونے کی وجہ سے سکندر نگین ہے اور اصدارِ کرامت کے باعث ہود ہے اور چونکہ لوگوں کے دلوں کو زندہ کرتا ہے اس واسطے سیجا جیسیں ہے باعثِ پاکی آلودگیوں کے ملائک استیں ہے اور برعایتِ نعماتِ رضارہ کے ماہ ہے

شاہ محمد علم ماہ ستارہ حشم
آدم موسے قدم حیدر احمد تواں

محمد علم باعتبار اس کے کہ کفر کی تاریکی کو دور کرنا والا ہے حیدر شیرِ درندہ کو کچلتے ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لقب ہے یعنی شعرِ ظاہر +

اے کہ بروزِ نبردِ خنجر بہرام چرخ
پیش تو چو میں شود در صفِ کیں جوں میاں

بہرام چرخ مرخ کو کہتے ہیں جو ہیں معنی ناقص و بیکار سیان یعنی نیام - خلاصہ یہ ہے اے ممدوح جلادِ فلک کی شمشیرِ تیرے سامنے جو ہیں یعنی بیکار ہے +

روزِ و غاسے تو مرگِ مالش ناسے عدو
در شبِ عدل تو گرگِ مالش پاسے شبان

خلاصہ یہ ہے تیری لڑائی کے دن موت کو گلوے دشمن پر نالہ کرنا لازم ہے اور تیرے الصاف کی شب میں گرگ کو پاسے شبان کی مالش واجب ہے +

روح القدس خواست تیا رو سے نہدِ برور
بر شدہ صد سالہ راہ از قممِ لامکاں

قمم بروزن حج یعنی ہندی خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جبریل نے چاہا تھا کہ تیرے آستانہ پر چہرہ رکھے اور سجدہ کرے۔ پس راہ سے ہندی لامکاں کے اوپر سو سال تک چڑھے تاہم تر آستانہ زیا

ورد و سحر گاہِ تست رقیۃ الیاس خضر

مفسس درگاہ تست خازن دریا وکاں

رقیہ بمعنی سحر و افسوں - ورد بمعنی وظیفہ - خلاصہ یہ ہے کہ صبح کے وقت تیز وظیفہ ایساں و سحر کے واسطے افسوں شفا ہے یعنی وہ وظیفہ کے سننے سے شفا پاتے ہیں اور تیری درگاہ کے مفسس دریا دکان کے خازن ہیں +

بحر عقولی نہ در شہرِ علمی نہ در
باغِ مانی نہ گلِ روحِ ایشی نہ جاں

شہرِ علوم ذات سرور کائنات سے مراد ہے دروازہ ذاتِ علی سے مراد ہے بموجب اسکے انامہ فیہ العلم و علی بابہا خلاصہ یہ ہے عقول کے واسطے تو دریا ہے کہ گوہر عقل چھتے سے پیدا ہوتا ہے نہ کہ تو خود گوہر ہے - بیاغت صفات کاملہ کے تو مدینہ علم کا ہے نہ کہ دروازہ اور تو باغِ امان ہے نہ گل اور تو بیاغت شرف ذاتی کے جبریل ہے نہ کہ جان +

تا ز فروشِ خردس بر سرِ طشتِ کبود
بیضہ زر افگند زارِغ سید از دہاں
پایہ تختِ تو باد بر سرِ مہ سرفراز
قبہ چترِ تو باد بر سرِ خورِ ساہباں

طشتِ کبود افلاک سے مراد ہے - بیضہ زر آفتاب سے مراد ہے - زارِغ سیاہ شب کی طرف اشارہ ہے - خلاصہ یہ ہے جب تک سحر ہوتی رہے اور اس وقت مرغ شور کرتے ہیں اور اُنکی شکوک کی ہیبت سے زارِغ آسمان پر اپنے دہن سے بیضہ گرا دے یعنی قیامت تک تیرا تخت آسمان پر ہے اور اسکا پایہ سمرامہ پر سر بلند حاصل کرے اور اُسکے چتر کی برجی فلک سے اُوچی رہے اور خورشید کے سر پر اسکا سایہ رہے +

قصیدہ معشوقوں کی تعریف اور محمد شاہ تغلق کی مدح میں

تیر ہیں درگہ جولاں نہ سپر تیغ کنال
لے زہے تیر کزو گوشہ نشین ست کمال

تیر مراد عطار سے۔ سپر اشارہ آفتاب کی طرف۔ خلاصہ مطلب یہ ہے چونکہ آفتاب و عطار
میں تفاوت رہتا ہے اور قریب نہیں ہوتا ہے پس شاعر کہتا ہے اسے مخاطب بسبب قرب خورشید
کے عطار کو دوڑتا دیکھ اور سرعہ ثانی میں تعجب سے بیان کرتا ہے کہ وہ واہ کیا تعجب ہے کہ
برج قوس یعنی کمان سے پوشیدہ ہے +

سہم آں تیر چنیاں رفتہ کہ در قلعہ باغ
شاخ زریں سپر آونختہ از لوک سنال

تیر جو تختہ ماہ شمسی کا نام ہے۔ جب آفتاب برج سرطان میں رہتا ہے اس پینے کے آخر میں
ہوتی ہے۔ سپر زریں برگ زرد یا سیوہاے بختہ کی طرف اشارہ ہے۔ سناں کا ٹٹوں یا اصول
سیوہ سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس تیر کا خوف چہاں سے ایسا اٹھ گیا ہے کہ قلعہ باغ میں
شاخ نے زریں سپر کو نوک سناں سے لٹکا رکھا ہے اور اس شاخ کو کیکا و سوسہ تشویش ہنوت

زاغ لولو بچہ صدرہ سیمیں در بر
وزر نوا کرد سرا پردہ زلفیت خراں

لولی زن فاحشہ کو کہتے ہیں پس لولی بچہ بمعنی حرامزادہ۔ صدرہ بمعنی سینہ پوش۔ نوا بمعنی سا
اور خراں کو سرا پردہ زلفیت اس واسطے کہا کہ اس کے زرد زرد پتے اور سیوے گرتے ہیں خلاصہ
یہ ہے کہ حرامزادہ کو سے لے جو پینہ کی سدھی پہنے ہوئے ہے سرا پردہ زلفیت خراں کو
ملکیت بنائی ہے اور اس میں نال و فغاں کرتا رہتا ہے +

در بر شاہد آبی ست شکارگوں مغل
گوئے گوئیت زر ز در خم مشکیں چوگاں

مشکیں چوگاں شاخوں اور پھنبیوں سے مراد ہے یعنی اسے مخاطب۔ ہی کو ایسا کہنا چاہیے
گیند خبیثگی چوگاں میں ہے +

سیب شکل زرخ یار و بمعنی لب یار
کز بردن لعل نمایت دورول شہد فشاں

نما یہ ہے کہ سیب نما ہر میں تو مشقوق کی زرخندان جیسا ہے اور حقیقت میں الزر سے

لذت و ذائقہ کے شیرینی و لطافت لب یار کی مسادہ می ہے کیونکہ باہر سے منع ہے اور اندر

میں شیریں + شکل امرو دو عود است بھم رو پارو
جانب تاسے رواں بہر نولے دل دجاں

عود ایک ساز بر لپ کا نام ہے قسم ستار سے جسے نصف کدو سے تیار کر لے ہیں اور جب ہر دو
نصف حصص کو مقابل رکھیں تو اسکی صورت دور مخروطی امرو کی سی ملیار ہوگی۔ ردبار دی
یاسے تھانی سے بمعنی مقابل۔ تاسے بمعنی گلو۔ خلاصہ یہ ہے امرو کی صورت ایسی ہے گویا دو
عود مقابل رکھے ہوئے ہیں اور گولے خورد گال کی طرف رواں ہو کر اکٹھے دل جان کو نوشیہ

نار بردار برآورد سرخوں آلود +
وانکہ بیدست کشید خنجر زریں ز میاں

برگہا سے بید کو خنجر زریں زرد ہونے کے باعث کہا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ انار کی کیفیت ہے
کہ سرخوں آلود کو دار پر کھینچتا ہے اور بید کی یہ صورت ہے کہ زریں تلوار کمر سے کھینچتا ہے

دیدہ ابر در افشاں چو عقیق لب یار
ساعذ باغ زر افشاں چو کف شاہ جہاں

ابر کی در افشانی قطرات کے ترشح سے باعث ہے اور لب یار باعتبار سخاں شیریں جہاں
کے یا خندہ دندان نمائے۔ شائع کی زر افشانی بی باعث برگ ریزی کے موسم خزاں میں۔
شاہ جہاں نمودار ہے مراد ہے معنی ظاہر +

مطلع معشوق کی تعریف میں

اے بہت ماہ عذو مار خط و موہے میاں
چند آخر بہ یکے موہے کشی کوہ گراں

موہے مراد کمر ہے باعتبار باریکی کے کوہ گراں مراد سر تن سے ہے۔ یعنی شعر ظاہر +

سامی آں عنے چادر کھلی در بر
چوں عروسان لبر دایہ رومی بچگاں

سانگھی ایک سیاہ رنگ کے سیوہ کو کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک سیاہ قسم کے اناور کو کہتے ہیں۔ چادر کھلی اسی سانگھی کی طرف اشارہ ہے۔ مردم مردک دیدہ سے مراد ہے۔ رومی بچکان اسی مردم چشم سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے وہ سیوہ گویا ایک صنم ہے جو سیاہ رنگ کی چادریں پہنے ہوئے ہے اور عروسوں کی طرح بچکان رومی کی پرورش کرتی ہے۔ اس اعتبار سے کراسکے تخم سرخ ہوتے ہیں۔ یہ شعر مطلع اول کا ہے +

شکن زلف ترا لاله تر بر شمشاد
لعل درپاش ترا یخچہ در آتش بہاں

شکن بمعنی پیچ و تاب۔ لالہ تر چہرہ گلگوں سے مراد ہے۔ شمشاد اشارہ زلف کی طرف ہے۔ لعل کنایہ لب درپاش خندہ دندان نایا کلام جاں فزا سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے تیرے لب پیچدار کی صورت ہے گویا لالہ تر شمشاد میں ہے اور تیرے لبہاں درپاش کے واسطے کیفیت ہے کہ آتش میں ترالہ پوشیدہ رکھتا ہے +

شفق مے سوے پرویں زود تا نخذ
ایک مہ چارہہ با یخ ہلال نو قراں

شفق مے خود مے سے مراد ہے۔ پرویں اشارہ دندان کی طرف ہے۔ سر چارہہ مراد جاہ سے ہے۔ یخ ہلال با یخ انگلیوں سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

- کشتی زر چو بدریاے نگوں غرق شود
جد آں کن کہ نماید سوے لب جولاں

کشتی زرجام زریں سے مراد ہے۔ دریاے نگوں مرادے سے ہے کیونکہ دریا کو عربی میں یم کہتے ہیں اور نگوں بمعنی مقلوب پس مقلوب یم مے ہوا۔ غرق شود یعنی بہر جائے اور بہر ہو جائے۔ نماید کا فاعل کشتی زر ہے +

ہر کہ بادہ زخمستان الہی نوشد
در خورش ساغر خورشید چو کف شاہ جہاں

خمسٹان الہی محبت خدا کی شرابخانہ سے مراد ہے۔ درخور بمعنی لائق۔ خلاصہ یہ ہے جیسا کہ

ممدوح کو آفتاب کا پیالہ سزاوار ہے اسی طرح اُس شخص کے لئے جو شہرِ انجاء محبتِ ایزد کا پیالہ نوش کرے آفتاب کا جام لائق ہے +

اے فریدون فروارش روش و سامِ حام
آبتیں آب و مؤید و گر شاسپ توں

روش بمعنی طرز و عادت کے یہاں چسپاں ہیں۔ سام رستم کے دادا کا نام ہے۔ گر شاسپ رستم کے آبا و اجداد میں ایک نامور بہلولان کا نام ہے۔ آبتیں فریدوں کے باپ کا نام

معنی شہرِ ظاہر + ہر خیز ندریں کلہ و سبز قبا با ہمہ جاہ
ہمچو نے بیش سر کلک تو بر بستہاں

زریں کلہ باعتبار آفتاب کے۔ سبز قبا مراد آسمان سے ہے۔ لئے مراد نیشکر سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آسمان باوجود دران مراتب کے تیری خدمت کے واسطے نیشکر کی طرح کمر بستہ رہتا ہے سر کلک سے مراد حکم و احکام و خدمت ہے +

نیست از ہم سر تیغ تو جز خط و شکر
کاغذی جامہ کسے بر سر بازار جہاں

کاغذی جامہ کے معنی انہار عجز و بیچارگی اور اُس کاغذ سے بھی مراد ہے جس میں قند و نبات وغیرہ لپیٹ کر رکھتے ہیں خلاصہ یہ ہے تیرے خون سے زمانہ میں کوئی تیرے خط کے سوا جامہ کاغذیں نہیں پہنتا یعنی تیرے زمانہ میں کوئی فریادی نہیں ہے +

چوں کہاں دیدہ کہ دلجو بے عدو شد تیرت
ہر دم از خانہ بروں می کنند از پیے آں

خلاصہ یہ ہے تیرے تیرے تو از راہ لغوی معنی کے دشمن کی دلجوئی کی تھی لیکن کہاں نے کج فہمی سے حقیقی معنی دلجوئی کے سمجھ کر اُسکے اپنے خانہ سے نکال دیا۔ خوبی ظاہر +

قرصِ خورشید از آں نیزہ کشند ہرگز
نرسد دشمن بے آب ترا دست بناں

نیزہ کشیدن خطوطِ شعلہ نما کرنے سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب اپنی آگ کو بلند

اس واسطے لیکھا ہے تاکہ تیری دشمن کے نان ہاتھ نہ لگی اور آگ نصیب ہوئی :

برخلاف تو اگر دشمن بے دیں دم زد
نیست گلدستہ اقبال ترا بیج زریاں
کامین است از شرر نار مجوسی یا قوت
فایز است از ضرر صحرای باغ جناں

مجوسی معنی آتش پرست ۔ یا قوت کا آتش پرستوں کی شر آگ سے ایمن رہنا اس اعتبار سے ہے کہ پہلے جب کفار یا قوت کی پرستش کرتے تھے یا قوت بھی کفار کا شر آتش ہوتا تھا لیکن اب بات نہیں ہے اس واسطے یا قوت امن میں ہے دسی جاڑے کے ایک پھینے کا نام ہے جسکو ہندوی میں ناگہ کہتے ہیں معنی شجر ظاہر :

گر بہ بیجاہ رسد عکس نگین تو شبے
در کشد خرمن سے راز رہ کا ہکشاں

بیجاہ ایک سرخ رنگ کا جوہر ہے جو کہ بالی طرح کا کہ کو پہنچ لیتا ہے خلاصہ یہ ہے تیرے نگین میں اس قدر جذب و کشش ہوا کہ ہے کہ اگر اس نگین کا عکس کسی رات بیجاہ پر پڑ جاوے تو بیجاہ میں قوت جاوے اس قدر بڑا جاوے کہ بیجاہ کو راہ کا ہکشاں کے پہنچ لے دے :

ور تصاعد کند سے گرد براق موسیٰ صرخ
چشم حقرب شودی معدن نور دبراں

وہ معنی اگر کندی شودی میں یا معنی جو مضارع پرنگائی گئی ۔ ہے عقرب برج عقرب سے مراد ہے عقرب کی آنکھ نہیں ہوتی خلاصہ یہ ہے باوجودیکہ دبران کی تاثیر یہ ہے کہ نور بصارت کو کہو دیتا ہے لیکن تیری گہڑے کی گرد اگر بلندی آسمان پر جاوے اور دبران تک جاوے تو وہ ایسا صاحب نور ہو جاوے کہ عقرب کو جو کو شخص ہے معدن نور گردیوے :

زر گر بہا ست دریں یک شبہ عقد گہرم
بہر پیرائے مدح تو ز خاتون بیباں

خلاصہ یہ ہے کہ میں اپنے خاتون بیان سے جو یہ قصیدہ ایک شب میں کہا ہے آتش مدح کے

واسطے بہت بڑی صنعت گری کی ہے +

تا بزین زر خورشید مزین باشد
صہوہ زردہ پیرام زر اندودہ عثمان

صہوہ پشتہ اسپ کو کہتے ہیں پیرام کہنی آراستہ مراد اسکان یادن سے ہے زرا نامودہ عثمان -
باعبار خطوط شاعری کے معنی شعر ظاہر +

تا بود زارع درم دار حوصل مدقوق
چونکہ شاہین زر اندودہ و دوریزاں

زارع مراد شہاب سے ہے درم دار مراد پیر کو اکب حوصل ایک سفید رنگ کی جانور کا نام ہے کنایہ
دن مدقوق مراد کی سے ہے شاہین زرا اندودہ مراد آفتاب سے ہے معنی شعر ظاہر خیر شہر آئندہ
میں ظاہر ہوگی - جسکے معنی ظاہر +

باد از صرصر غم پیش تو بر بستر مرگ
نصم بے برگ تو چوں برگ رزاں ویرقاں

پیش تو یعنی تیری زندگی میں برگ رزاں یعنی برگ انگور رقاں ایک قسم کی بیماری کا نام جس میں
تمام بدن نہایت زرد ہو جاتا ہے اور چپک ہے معنی شعر ظاہر +

قصیدہ پیر اور اور لوگوں کا قلعہ دیو گیر میں در مدوح کو یاسین بنکے باب

بسال دولت شہ بود غرہ شعبان
کہ سوے ملکیت دیو گیر شد قوماں

سال دولت شہ - اعداد واجد کی حساب سے دولت شہ سات سو پینتالیس ہونے لگے یعنی شہ کے
خلاصہ یہ ہے کہ مدوح نے مجھے شہ جہری ماہ شعبان میں دیو گیر کی طرف اپنے بھائی کے پاس
قاصدی کے طور پر بھیجا - دیو گیر ایک شہر کا نام ہے جسے دولت آباد بھی کہتے ہیں +

تو دیو گیر مخوانش کہ دولت آباد است
کہ چار طاق در اوست ہشت باب جناب

چار طاق ہندی میں اُسے راوی کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اُس کی راوی گویا جنٹ کے آٹھ دروازہ ہیں +

حصارِ او ز غلو آسپنجاں غلو دار د
کہ حلقہ درِ اور راست آسمان سندان

غلو درست بلند کرنے کو کہتے ہیں سندان پٹیکہ اہنی ستھورا واہرن جو دروازہ کے تختوں پر گلی کی طرف لگا دیتے ہیں تاکہ صاحب خانہ کو اگر کوئی خبردار کرے تو حلقہ زنجیر کو پٹیکہ اہنی پر کھڑکھڑا دے خلاصہ یہ ہے کہ دولت آباد کی دروازہ کا حلقہ اسقدر بلند ہے کہ اُسکے حلقہ کے واسطے آسمان سندان ہو گیا ہے +

فضائے عرصہ یک برج چار ارکاش
محیط نہ ربض ہفت سبز شاد رواں

چار ارکان چار دیواری کو کہتے ہیں ربض یعنی شہر نہ ربض نو آسمانوں سے مراد ہے شاد رواں پردہ بزرگ کو کہتے ہیں معنی شعر ظاہر +

غراب او کہ ز چنگ عقاب بر د نوا
جو خلق ناسے و عراقی رباب خوش الحان

نائی عراقی ایک عمدہ نئے و بانسی کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے جیسا کہ نائی عراقی گویا خوش آواز پر غلبہ لجاتی تھی سیطرح اُسکا زارغ آواز عقاب پر غلبہ لیکتا ہے +

چو ماہ رایت اقبال رزم با کردہ
ب تیر چرخ سہ تیغ کو بہاش قراں

خلاصہ یہ ہے اے بدر جیسا کہ اُسکے علم اقبال کا ماہچہ لڑائی کے دن عطار کے نزدیک پہنچتا ہے سیطرح اُس دولت آباد کی تیغ کو عطار کے قریب پہنچ گئی ہے +

چو لعل دوست نبات زمین او حنجر
چو آب چشم حصات قلات او مرجاں

لعل مراد لب سے ہے دوست اشارہ معشوق کی طرف ہے نبات یعنی روئیدگی حصات

معنی سنگریزہ قلات معنی بیابان مہرجان جسے ہندی میں مونگا کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ معشوق کی زلف کی مانند اُس دولت آباد کی روئیدگی مانند عنبر کے خوشبو دار ہے اور اشک خونی آنکھیں عاشقان کی مانند دولت آباد کی سنگریزے بجائے مہرجان و مونگے کے ہیں +

در آں حباب در آئند و رخ بر آب ہنید
چو خاک بر درِ دارا سے ملک قتلخ خاں

آن کی منید دولت آباد کی طرف پھرتی آئند و ہنید بر کی طرف راجع ہے رخ بر آب نہادن معنی آبرو حاصل کرنا۔ قتلخ خاں برادر محمود حاکم دیوگیر کا نام ہے۔ قتلخ ترکی میں مبارکباد بلند و بلند کو کہتے ہیں۔ دارا معنی دارندہ خلاصہ یہ ہے جیسا کہ اُس دروازہ کی خاک کو عزت حاصل ہے تم بھی استناء قتلخ خاں کی خاک پر سجدہ کرو یعنی سر رکھو اور عزت و آبرو حاصل کرو +

بشہد شستہ زباں از میان تا گوئید
کہ لے ز گوہر لطف لب شکر خنداں

خلاصہ یہ ہے لے بدر ہمراہیوں سمیت نہایت ہی شیریں زبانی سے ہماری طرف سے کہہ دو کہ قتلخ خاں تیرے گوہر الفاظ سے لب شکر اندر وے مقصود وری کے خنداں ہیں +

فروع آئینہ سینہ مبارک تست
شروق پر تو شمع معارف سجاں

یعنی پر تو شمع عرفان الہی کی روشنی کا بعینہ تیرے سینہ آئینہ کی روشنی کے مساوی ہے +

توئی خلاصہ اہل قراضہ ایجاد
توئی لفاسہ اہل عراضہ انساں

قراضہ معنی ریزہ سیم وزر۔ قراضہ ایجاد خالوں اور فاضلوں سے مراد ہے۔ عراضہ انسان بھی فاضل سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تحفہ علماء و فضلاء کا نتیجہ و خلاصہ تو ہی ہے +

بیا و بر لب ذریاے وصل خود مارا
چو بحر پیش بہ لبہاے خشک تشنه مال

یعنی ہم کنارہ دریاے وصل اپنے سے بحر کی مانند تشنہ نہ چھوڑے اور ہماری طرف راغب ہو

ماندن یعنی گزشتن +

اگر تراست براوج جلال خود میسے
چو آفتاب بسوے شمال گرد رواں

گرد رواں یعنی روانہ ہو چونکہ شاہ جہاں آباد دولت آباد سے شمال کی طرف ہے اس واسطے کہتا ہے
اے بھائی اگر تھے ہماری درگاہ سے حصول مراتب کی خواہش ہے پس آفتاب کی طرح دہلی
کی طرف جو بجانب شمال ہے روانہ ہو +

بیا و سرمہ صفت بر بیاض دیدہ بال
سواد خلعت فرخندہ امام زماں

خلاصہ یہ ہے اے بھائی آؤ شاہ روم کے خلعت پہنانے سے ہماری چشم کو روشن کر +

بیا و چوں مژدہ بر طرف بام چشم بنہ
بیاض آیت منشور والی دوراں

یعنی جیسا کہ مژدہ چشم پر ہیں اسی طرح شاہ روم کا فرمان نبش چشم پر رکھ - اس شعر میں گریز مروج

کی طرف کرتا ہے +
بحق خلیفہ احمد امام ابو العباس
کہ آفتاب زمین ست سایہ یزداں

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو العباس جو آفتاب زمین کو روشنی دینے والا اور ظل العرش ہے خلیفہ برحق
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے +

ز عدل اوست کہ سیکرد آہوے زریں
بہر سحر دم سیمین گرگ را بد ہاں

آہوے زریں مراد آفتاب سے ہے۔ سیمین دم کی صفت ہے۔ گرگ مراد صبح کا ذب سے ہے
دم سیمین کنایہ خط طلالی جو صبح کا ذب میں ہوتا ہے۔ او کی ضمیر خلیفہ عباسی کی طرف بھرتی ہے
جو کہ آفتاب صبح کا ذب کے بعد نکلتا ہے اس واسطے کہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ آہوے جو دم گرگ پر گئی
اور گرگ نے کچھ مزاحمت نہ کی یہ عین عدالت پر مدوح کی دلالت کرتا ہے +

ز بہیم پنجر ابو داں کہ قیر سوختہ دید

میلان ہفت سپر آفتاب را لرزاں

اولی ضمیر خلیفہ روم کی طرف پھرتی ہے۔ تیر عطار دے مراد ہے۔ سوختہ صفت تیر کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عطار جو نزدیک آفتاب سے سوختہ ہو رہا ہے تیری ہی تلوار کے خون کا سبب ہے۔

تو جہدور ز بدرگاہ قاہرہ پیوند
ازیں سپس تو و ما و بقائے جاویداں

خلاصہ یہ ہے کہ تو کو کشتی کر کے ہماری درگاہ میں غالب آجا اسکے بعد تو ہے اور میں ہوں اور بقائے ابی ہمارے تمہارے واسطے لازم و مناسب ہے۔ اس شعر میں مدوح کی طرف سے قتلغ خاں کی طرف خطاب ہے +

چو این خطاب ز مائش خان فرو خوانی
بدست بوس دواش چو خارہ سجدہ کنای

یعنی جب یہ خطاب ہماری طرف سے قتلغ خاں سے کہا تو جیسا کہ خارہ مصافحہ دوات کے واسطے سجدہ کناں جاتی ہے اسی طرح نہایت ادب سے تسلیم کرتی اور شہر جھکاتی ہوئی جا کر ہماری طرف سے یہ پیغام کہہ دینا +

مقطرہ شکر است اینکہ بدرجایی گفت
سمیٹہ در رست اینکہ سفت تخر زماں

قطرہ یعنی صندوق جس میں کتابیں رکھتے ہیں یا وہ ظرف جس میں شکر رکھتے ہیں۔ سمیٹہ وہ رشتہ جس میں موتی پروتے ہیں۔ تخر زماں بدرجایی کا لقب ہے معنی شعر ظاہر +

چو در نہوض شود موکب جلالت خاں
چو آفتاب منور بسایہ یزداں +

نہوض کے معنی لشکر کا کوچ کرنا۔ آفتاب منور قتلغ خاں سے مراد ہے۔ سایہ یزداں مراد بادشاہ سے ہے۔ معنی شعر ظاہر +

رکا بدار قمر قیر چرخ ترکش دار
شرا بدار خضر راہیز چراغ زماں

رکابدار پیادہ جو سوار کار ہر ہونے اور اصطلاح میں جو رکاب پکڑ کر گھوڑے پر سوار کر اوی قمر کو
 یہ سبب سر بیج السیر کی رکابدار مقرر کیا تیر چرخ عطار سے مراد ہے لفظ تیر کی اعتبار سے ترکش دہ
 کہا شراب ہر شے رقیق کو کہتے ہیں یہاں آب سے مراد ہے اسو اسطے خضر کو آبدار کہا چراغ زمان
 جناب سرور کائنات سے مراد ہے معنی شرف ظاہر +

بنقد سعد شود مشتری او بر حیس
 بہ تیر راے اگر در کشد کمان گماں

خلاصہ یہ ہے اگر مدوح اپنے فکر کو کمان گمان کی طرف پہنچی یعنی فکر کو امر ظنی کی طرف لیجاوے تو
 ستارہ برجیس اُس امر ظنی کو یقینی سے برتر سمجھے بلکہ اپنی نقدی سعادت سے اُسکا خریدار بنجاوے
 باوجودیکہ وہ خود سعد اکبر و قاضی فکد ہے +

بگاہ حلقہ یگراں سوارش ار خواہد
 ز کام پیل بیکدست بر کشد دنداں

یگراں سوار میں اضافت مقولہ بی ہے یعنی سوار کیڑاں خلاصہ یہ ہے کہ اگر قتلغ خاں کے ہاں کا سوار
 چاہے تو کام پیل میں سے ایک ہاتھ سے دانت باہر نکال دے +

وگر پیادہ او بر زمیں فشار دپاکے
 پیاسے گا و زمیں چوں طبق فتد کوہاں

خلاصہ یہ ہے کہ یہ ایک پیادہ ایسا طاقتور ہے کہ اگر زمین پر اپنا قدم جما دے تو گاؤں زمیں کا کوہاں
 یعنی لشتہ جو گائے کی پشت پر ہوتا ہے پارہ پارہ ہو جاوے +

بہ تیرہ این کلمہ مہ رباید از سر شب
 بہ بیلک آل کمر کوہ بر کند ز سیاں

اشارہ اس کا سوار کی طرف اور این پیادہ کی طرف ہے بیلک تیر دو شاخہ کو کہتے ہیں کمر کو یعنی دریا

کوہ معنی شرف ظاہر + درآں حشم دو میجاے موسوی مخمند
 ہمہ بعمرو بدولت چو بخت شاہ بہاں

دو میجالی موسوی حشم دو کلیوں کی طرف اشارہ ہے کہ مخمور و متاعر ہی ہے یعنی وہ دونوں

سیاحی موسوی سخن عمر و دولت میں نصیب و دولت محمد شاہ کی مانند جوان ہیں +

خدا یگان سلاطین محمد تعلق
کہ آفتاب و سحاب است در بیان و بناں

خلاصہ یہ ہے جیسا کہ آفتاب طلعت کو دور کرتا ہے اسی طرح وہ ممد و روح اپنی تقریر روشن ستار کی مضمون کو دفع کرتا ہے اور اُسکی انگلیاں ابر کی طرح گہر زیری کرتے ہیں +

ہمارے چتر ورا سایہ بر سر خورشید
لولے قدر ورا سایہ بر سر کیواں

کیواں زحل ستارہ کو کہتے ہیں جو ساتویں آسمان پر ہے۔ خلاصہ یہ ہے اُسکے مرتبے کا نیزہ عرش سے اُوچا چڑھ گیا ہے۔ کہ اُسکا سایہ فلک ہفتم پر پڑا ہے اور اُسکے ہمارے چتر کا سایہ سر آفتاب پر واقع ہوتا ہے +

ہمیشہ تاکہ الف راست عین گوشہ وال
ہمیشہ تاکہ ضیا کا ست چشم را دبراں

اہل نجوم کے نزدیک برجوں کی علامتیں حروف ہیں جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔ یا زجرا و جیم از سلطان از اسد دل گیر سنبہا + داؤنیراں نہادہ عقرب را + قوس حا طان نشان جدی را + دلو باکاف را باہ ہے داد۔ یہاں الف مراد برج ثور سے ہے۔ اور عین اشارہ آفتاب کی طرف ہے گوشہ دال مراد لام سے ہے جسکے تیس عدد ہوتے ہیں۔ اور دبراں منزل ۳۷ کا نام ہے اور یہ منزل پانچ ستاروں سے مرکب ہے۔ خلاصہ یہ ہے جب تک برج ثور کے واسطے آفتاب تیس روز تک سکونت رکھتا ہے یعنی قیامت تک + خبر شعر آئندہ میں ظاہر +

قصیدہ طلوع آفتاب کے بیان اور شب کے تمام ہونے اور صبح صمد میں

مگر باز از زبان صبح جام زر پدید آمد
کہ مرغ بادہ را چونک شد منقار خول افشاں

خلاصہ یہ ہے چونکہ میں نے صراحی کو منقار کبک کی طرح خول فشاں دیکھا میں نے جانا شاہ

دوباراً آفتاب طلوع ہوا اور شراب نوشی شروع ہو گئی +

لیج یک شبہ را برد رونق شعر سیما بی
کہ نارد نقش بند روح تاب رنگ یر کاں

لیج باندہ ریشمی کو کہتے ہیں۔ لیج یک شبہ روشنی (نور) سے مراد ہے۔ شعر سیما بی سایہ آفتاب کی طرف اشارہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ طلوع آفتاب نے چاند کی رونق کھودی کیونکہ چاند کو آفتاب کے سامنے تاب و طاقت نہیں ہے +

مگر با مشتری میگرد سودا جوہری شب
کہ زہرہ آں درست زربید آورد در میزان

سودا بمعنی خرید و فروخت۔ شب کو جوہری باعتبار کہ اس کے مقرر کیا۔ درست زرا آفتاب سے مراد ہے۔ زہرہ صاحب خانہ میزان جو آفتاب کے قریب رہتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے شب کا جوہری مشتری سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا زہرہ نے جب معاملہ دیکھا اپنی اشرفی کو خطہ مشتری کے واسطے برج میزان میں ظاہر کیا کہ اسے مشتری میرے پاس بھی زر خالص ہے

نہاں شد مشتری از پیش سودا از میاں برخاست
فرو بست نقد اداں علوی را در دہکھاں

یعنی جبوقت زہرہ نے آفتاب کی اشرفی برج میزان میں مشتری کو ظاہر دکھا دی پس مشتری دکانداروں کے اس معاملہ دعا بازی کو دیکھ کر شے کے سامنے سے پوشیدہ ہو گیا اور خرید و فروخت بھی درمیان میں سے جاتی رہی پس یہ حال دیکھ کر اور دکانداروں نے بھی کانپنے لگے اور بھاگ گئے +

نوگر نقد رواں خواہی دلہم قلبت باز آرش
کہ از سوداے زلف تست این صنفراے دل آریا

خلاصہ یہ ہے اے معشوق جس پہلے تو میرے دلوں لگیا۔ اور اب تو اسے کھٹا جانتا ہے اور نقد رواں چاہتا ہے تو میرے کھٹے کو واپس کرے کیونکہ دل کی زرد مٹی جسے تو سنا سمجھا لگیا تھا تیری زلف ہی عشق کی زرد مٹی ہو گیا ہے +

ندارم وجہ زرجز اشک و نقد عین تا انیت
مراں چوں شکم از روئے و بوصل این نقد را بستان

میں کوئی وجہ زرجز اشک و نقد عین تا انیت مراں چوں شکم از روئے و بوصل این نقد را بستان

خلاصہ یہ ہے اے معشوق تو مجھ کو اس خیال سے جو اپنے پاس سے دور کئے دیتا ہے کہ یہ بھی کہیں سے نقدی خالص لاویگا اور میرا حال یہ ہے کہ اشکوں کے سوا میرا کوئی روزِ مینہ نہیں ہے خالص نقدی ہے پس تو مجھ سے اپنی عیوض یہی لے لے اور اشکوں کی طحِ بچہ اپنی نظروں سے نہ گرا

مرا بر ساحلِ دریا ز موجِ خونِ دل گشتہ
مژہ چوں شاخِ مرجانی کز دہر زرقِ دریاں

یعنی میرا حال یہ ہے کہ دریا سے چشم کے کنارہ پر باعثِ کثرتِ اشکِ خونی کی پلکیں شاخِ مرجان کی مانند ہو گئی ہیں جن سے میرے زرد رخسارہ پر قطراتِ مرجان یعنی اشکِ خونی گرتے ہیں *

ترا بر پستہ گویا بتاتے رستہ از شکر
کہ با شورا بہائی دہارا کند بریاں

پستہ دہن سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق تیرے دہن پر لبوں سے ایسا خط نکلا ہے کہ عاشقوں کے دلوں کو اب شہرِ اشک سے بریاں کرتا ہے یعنی تیرے خط کی خوبی کو عاشقوں نے ترقی جن سمجھ کر دل کو چلایا اور آنسو بہا ہے *

دو حاجبِ روز و شب پیوستہ در تابند از غرت
کہ دایم خواہگہ سازند در محرابِ گستاں

حاجبِ ابروان و محرابِ مراد ابروان سے ہے کیونکہ باعتبار خمیدگی کے محراب کی صورت ہیں مستان مراد چشمان سے ہے خلاصہ یہ ہے چونکہ محراب اولیاءِ الدن کی جگہ ہے لہذا مستان کی اسید اسٹے ہر دو حاجبِ ستوں کو محراب میں دیکھ کر پیچ و تاب میں ہیں *

جو ہم بالا سے ترک روز شد بعد سیاہِ شب
فروئی سو سے جد آید چو در بالا بقدرِ نقصاں

یعنی اب دن رات برابر ہو گئے ہیں آئندہ جب روز کم ہو جاوے گا شب دراز ہو جاوے گی *

ز مہ میزانِ عدل شاہِ انجم راستی میبخت
کمی در جانبِ چیں شد فروئی سو سے ہند و ستاں

شاہِ انجم آفتاب سے مراد ہے میزانِ عدل برجِ میزان کی طرف اشارہ ہے جب آفتاب برج

میزان میں جاتا ہے تو دن رات برابر ہو جاتے ہیں چہن مراد دن سے ہے ہندوستان ایشیا
شمال کی طرف ہے خلاصہ یہ ہے آفتاب کے برج میزان میں جانے سے اعتدال ہی چاہتا تھا
کہ دن کم اور رات برابر ہو جاوے +

در آں روز یکہ از گرد سیاہ بر سیاہ جوشد
ز برق تیغها گرد ہو ارا تیر با باران +

خلاصہ یہ ہے جب دن ہمارا ممدوح لشکر انگیزی سے گرد سیاہ اٹھائی تیغ ہائے برق کے سبب
اُسدن ہوا کے واسطے باران تیر ظاہر ہو جاوے یعنی استقدر تیغزنی آسمان میں ہو کہ مشابہ
باران تیر کے ہو جاوے +

ز رعد کوس در سازد بناے خشم جنگ مرگ
لباں برق در تازد کیت شاہ در میدان

رعد بفتح ابر کی آواز کو کہتے ہیں اور اس فرشتہ کی بھی آواز کو کہتے ہیں جو ابر باری کا
مالک ہے جنگ بمعنی دست خلاصہ یہ ہے کہ اُس میں برباعث آواز رعد کے جنگل موت گلو کی
دشمن سے موافقت کرے یعنی اسکی گلی کو پہنچ ڈالے اور جیسا کہ برق میدان فلک میں کودتی
ہے اس طرح ممدوح کا گھوڑا میدان میں کودتا ہے +

قمر بر قبضہ قوش نگار و صورت ورقہ
عطار و در سر تیرش سپار و زہر در پیکال

ورقہ بمعنی سپر خلاصہ یہ ہے کہ چاند اُسدن ڈر کے مارے کمان ممدوح کے قبضہ پر سپر
کی صورت بناتا ہے تاکہ ممدوح کی حفاظت ہو جاوے اور عطار جو منحوس فلک ہے اُسکے
تیر کو زہر لگائیں کہ نیکے واسطے خوش کا زہر تیر پر دشمن کے واسطے لاتا ہے +

کنز ناہید پیرایہ ز خود ورع شبہ پیرا
شود خورشید چوں بزیر چتر شبہ پنہاں

یعنی باوجودیکہ زہر مطرب فلک ہے اُسدن وہ بھی مردانگی پیدا کرے اور چاہئے کہ ممدوح
کی خود زہر سے اپنی آرایش کرے اور ممدوح کی حمایت کے واسطے سلح ہو جاوے اور بار

بادشاہ کی جتر استقدر بلند ہو جاوے کہ آفتاب سایہ کی طرح اُسکے نیچے پوشیدہ ہو جاوے
یا یہ کہ زہرہ ممدوح کے خود وزرہ سے اپنی پناہ لیوے +

بیک حملہ چناں سہم افتد اندر نہ فضائی چرخ
کہ بجز زند از تیرش دو عالم کو چار رکاں

افتد بمعنی پیدا ہوئی چار رکاں مراد اربعہ عناصر سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ممدوح کی
حملہ ہدیت ناک سے آسمانوں کو پناہ کی جگہ بجز اربع عناصر کے کوئی نہیں ملتی یعنی بارے ممدوح
کے خوف کے اربع عناصر یعنی خاک باد آب آتش میں ہی چلے جانا مناسب سمجھتے ہیں کوئی خوف
سے پانی میں ڈوبتا ہے کوئی آگ میں جلتا ہے کوئی زندہ قبر میں ہی گہتا ہے +

ورا با چار ماہ نو بزیر ران یک گردوں
ورا در حفظ وہ ماہی بجز کف یک لٹیاں

را بمعنی برائے چار ماہ نو فعل اسب سے مراد ہے۔ گردوں مراد اسب قوی جتہ سے ہے۔ دو ماہ
دس انگلیوں سے مراد ہے۔ لٹیاں بمعنی اثر و اشارہ تلوار یا نیزہ کی طرف ہے معنی شعر ظاہر +

برائے نصر تش انخم ملائک واربامردم
بہ پیش حاجباں صفہا کشیدہ رست چوں مرغکاں

خلاصہ یہ ہے جیسا کہ فرشتے ممدوح کی مددگاری کے واسطے مستعد ہیں ایسا ہی انجم ممدوح کے ملازمت
و سپاہیان کے آگے دربان و نقیب کی مانند ٹھیک ٹھیک صفیں باندھے ہوئے ہیں +

زبے دادہ جہاں را داد گرز گاؤ سار تو
کہ لپشت شیر خونی گشتہ از بار چرانا داں

داد جہاں دادن کار نمایاں کرنا۔ گاؤ سار بمعنی گاؤ چہر جو فریدون کا گرز تھا۔ بار چر بمعنی گٹھ لگھاں
خلاصہ یہ ہے ممدوح نے عجب زمانہ کا انصاف کیا کہ ظالم کو سطح و فرمانبرداری کی اسی باعث سے
شیر کی لپشت حیوانات کا بار چرا اٹھانے کے واسطے حنیہ ہو گئی۔ ناؤ دان بنون دواو بمعنی

ز سہم پنچہ شیر علم در بیشہ رزمست
فتد شیر فلکے خاک ہنچو شیر شادروان

شیر علم صورت شیر کی جو جامہ علم پر قائم کرتے ہیں۔ شیر فلک برج اسد سے مراد ہے۔ شیر شاد روا جو سرا بردہ پر شیر کی صورت منقش ہوتی ہے معنی شعر ظاہر +

فلک پیل سیاہت کنبودا بنان پر خاک است
کہ افگند ست بر چرخش بازی از سر و نذاں

انبان بکری کی کھال کو کہتے ہیں جو درویش لوگ کمر برباندھ کر ذخیرہ رکھتے ہیں۔ یہاں اُس کھال سے مراد ہے جو پیل وغیرہ کو شکار سکھانے کے واسطے خاک وغیرہ سے بھر کر ہاتھی کے پیروں میں ڈال دیتے ہیں اور وہ اپنے پیروں میں ملتا ہے اور سر پڑا لیتا ہے۔ انبان فلک کا خاک سے پُر ہونا ظاہر ہے۔ چرخ ثانی بمعنی گردشِ دوراں۔ خلاصہ یہ ہے تیرے پیل کے واسطے فلک بجائے ایک انبان پر خاک کے ہے۔ اور وہ پیل ازراہ لہو بازی کے اُسکو اُوپر اور دوران میں ڈال لیتا ہے +

الاتا بر سر چوگان مشکیں گوئے سیمین بہت
کہ چاہے دریاں دارد بزر چشمہ حیواں

الاکمہ بنیہ کا ہے۔ چوگان مشکیں زلف سے مراد ہے۔ گوئے سیمین زرخدان سے مراد ہے۔ چہ و چاہ چاہ زرخدان سے مراد ہے۔ چشمہ حیواں دمن یا لب سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے اُسے مخاطبِ خیر دار مہو جب تک سر زلف کے سر پر رُخ کی سیمیں گیند نہ ہے اور اُس گیند میں ایک چاہ موجود ہے۔ خبر شعر آئندہ میں نکلتی ہے جسکے معنی ظاہر ہیں +

قصیدہ بہار کی تیغ محمد شاہ کی ملح اور معشوق کی توصیف میں

رواں شد باز دلو ز ز چاہ زہرہ در میزراں
کہ باکا فور گرم از فوران مشک سرد شد یکمانہ

دلو ز آفتاب سے مراد ہے۔ چاہ زہرہ برج سنبہ کی طرف اشارہ ہے کا فور گرم کنایہ روز۔ مشک سرد مراد شب سے ہے باعث سردی شب کے سرد کہا جبکہ آفتاب برج سنبہ سے میزراں میں جانبے تودن اور رات برابر ہو جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب برج سنبہ سے میزراں میں

چلا گیا کیونکہ دن اور رات برابر ہو گئے +

سپر خجوز ناں چوں تیر بیرون شد ز کیش تیر
کہ اینجا بے سہ پر سرگز نباشد تیر را جولاں

سپر مراد آفتاب سے ہے۔ خجوزان خطوط شعاعی کے اعتبار سے کہا۔ چوں تیر یعنی بہت جلد کیش بمعنی ترکش۔ تیر بمعنی عطار۔ خلاصہ یہ ہے جب آفتاب کی سپر خجوزان نے دیکھا کہ دنیا پر بے سپر ہرگز جولانی نہیں ہوتی پس اُس نے بھی جانا کہ اگر سپر میری ذات میں سے گر جائی تو میں تیر بے جولاں رہ جاؤں گا پس اُس سپر نے دورانِ نشی کے خیال سے تیر کی مانند سبند سے روگردانی کی۔ دوم یہ کہ اہل دنیا کا دستور ہے کہ تیر بے پر کو کمان نہیں رکھتے۔ پس شاعر کہتا ہے کہ آفتاب بمنزلہ تیر کے باعتبار خطوط شعاعی کے تھا اور تیر بغیر سپر کے ترکش میں رکھنے کے قابل اور جولاں دہی کے لائق نہیں ہوتا اسی سبب کیش سے دُور گیا کیونکہ اپنی ذات میں رہنے کی لیاقت نہ دیکھی اور بعض کے نزدیک تینوں لفظ تیر کے معنی عطار دے کے ہیں اور مصرعہ ثانی میں بجائے لفظ سپر پر پڑھنا چاہئے اور ہر دو سپر آفتاب سے مراد لیتے ہیں اور عطار دکا سپر ہے کہ چند درجے آگے یا پیچھے غرض آفتاب کے قریب رہتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اُس زمانہ میں عطار دہی سبند سے ٹکرا کر آفتاب سے آگے چلا گیا ہو گا اسی واسطے شاعر کہتا ہے کہ آفتاب تیر میں عطار د کی مانند سبند سے تجاوز کر گیا کیونکہ اس صورت میں عطار د کو بغیر آفتاب کے اتفاق زقار کا نہیں ہوتا۔ بلکہ دونوں ایک دوسرے کی سہرا ہی میں جولاں کرتے ہیں +

ز وصل خود لفصل تیر ماہاں نو بہار سی وہ
کہ چوں گل میدرم حبیب چو بلبل سیکتم افغان

تیر سا لہائے شمس میں سے جو تھے چہینے کا نام ہے وہ مدت آفتاب کی برج سرطان میں ہنسنے کی ہے اور یہ موسم خزاں اور زربستان کا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسے معشوق زستان کا زمانہ جو موسم خزاں کا ہے اپنے وصال سے بہار کر دے کہ واسطے کہ تیری جدائی کے زمانہ میں گل کی طرح حبیب ریدہ ہوں اور بلبل کی طرح فغاں کر چکا ہوں +

فروغ لاله خور داد باغ صبح را تاباں

توالالہ از پیالہ خور زبستان واد خود بستان

لالہ خور میں اضافتِ شبیہی۔ ابی و تابی بمعنی رونق مصرعہ ثانی میں لالہ بمعنی شراب سرخ -
بستان امر ہے خلاصہ یہ ہے کہ صبح کے وقت آفتاب نکل آیا تو بھی شراب پی اور سیر باغ سے
مطلب حاصل کر +

مے کز صفوت و در دیش ہلال عید را مینی
در ایام کلوخ انداز یعنی آخر شعبان

صفوت بمعنی خالص و برگزیدہ۔ ہلال عید مصرعہ ثانی سے متعلق ہے۔ کلوخ انداز سیر و گشت
شرابخواری و عیش و عشرت جو ماہ شعبان میں کرتے ہیں یعنی اسے مطلوب ایسی شراب پی کہ ماہ
شعبان کے آخر ایام میں اُسکی درد میں تو ماہ عید کا ہلال دیکھ لے۔ خلاصہ یہ ہے جیسا کہ ہلال
کے دیکھنے کی خوشی ماہ شعبان میں چل ہوتی ہے اُسی طرح اُس شراب کی درد میں عشرت ہے
پس ظاہر ہے کہ جس شراب کا درد ایسا ہو وہ خود کسی ہوگی +

اگر چہ رومی خنداں در آزارِ دق سست ایندم
گر ققار ورم گشت سست اینک ز رنگی گریاں

یعنی اس زمانہ میں اگرچہ دن کم ہو گیا ہے لیکن رنگی گریاں یعنی شب بڑھ گئی ہے +

بنزد صبح خورشید است حبشید و یارِ چین
- بنزد اختران ماہست شامندشاہ ہندستان

یعنی آفتاب کو صبح حبشید اے شاہ چین جانتی ہے اور چاند کو ستارے ہندوستان کا باد
سمجھتے ہیں دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ مدوح کو جو باد شاہ چین و ہندوستان کا ہو
ستارے اور صبح چاند و آفتاب خیال کرتے ہیں +

اوریں شمش مہ چو صبح اے شہ دہل بر بامِ ملی
کہ ہندوستان در افزون ست چین افتاد در نقصان

شمش ماہ آن ایام کی طرف اشارہ ہے جن میں دن کم ہو جاتا ہے اور رات بڑھ جاتی ہے
دہل بر بامِ زدن نہایت عیش و عشرت کرنا اور بمعنی ظاہر کرنا۔ ہندوستان مراد شب سے ہے

اور چین کنایہ - خلاصہ یہ ہے اے مدوح ان چھ مہینوں میں عیش و عشرت بر ملا کرنا چاہئے +

نہ بیند کس ز گردِ ظلم گرد خاک یک ذرہ
ز تیغ آفتاب ملک آئینے سایہ یزدان

خلاصہ یہ ہے کہ سبب تلوار انصاف مدوح کے گرد ظلم کی کوئی نہیں دیکھتا +

شدہ بے لعل تو ہر دم چو شکر شاخ شلخ از عظم
دل بریاں کہ من دارم چو پستہ بالب خنداں

شلخ شلخ بمعنی پارہ پارہ - شکر مراد شلخ نبات سے ہے اور وہ مصری کو برتن میں ڈال کر اسمیں تاکے
ورشتے لٹکا دیتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ میں ظاہر اپنی تہ کی مانند لب خنداں رکھتا ہوں لیکن
حقیقت میں میرا دل بریاں شکر کی مانند پارہ پارہ ہے +

چو شد دل بستہ مہر ت کش دشتہ کش لشتہ
چو ناوک در جگر وار و مکن تر کش مکن قرباں

خلاصہ یہ ہے جب بیل دل تیری محبت میں بستہ ہو گیا ہے تو اس دل کے قتل کے لئے در آٹھا لیکوہ
آب زلال وصل کا تشنہ ہے تلوار نہ کھینچ اور چونکہ وہ دل تیرے غمزے کا تیرا دل میں رکھتا ہے پس
اسے فوج نکرا اور چھوڑ نہیں +

تو شاہ جملہ خوبانی و شام پرچم زلفت
براں خورشید میتا بد چو ماہ رایت سلطان

خلاصہ یہ ہے اے معشوق تو معشوقوں کا بادشاہ ہے اور چونکہ بادشاہوں کے واسطے پرچم و
ماہ رایت ضروری ہے پس جیسا کہ بادشاہ کا ماہ رایت پرچم میں چمکتا ہے ایسا ہی تیری زلفت
پرچم خورشید چہرہ پر دکھتا ہے +

یگانہ شہر سوار بہفت میدان زمیں شاہی
کہ گرد خاک بدگویش سزد برگشتہ جوں چو گمان

بہفت میدان زمیں بہفت اقلیم یا بہفت طہق زمین سے مراد ہے - گرد بمعنی کنارہ - خاک مراد
کرہ زمین سے ہے برشتگی چو گمان باعتبار غمیدگی چو گمان کے کہا - بدگو بمعنی دشمن - خلاصہ یہ

ہو تاکہ چوگان برگشتہ ہے ایسا ہی بادشاہ کا دشمن زمین کے گرد حیران و پریشان سرگردان ہے

نبی نام و نبی مسند ملک قدر و فلک رفعت

خضر علم و سکندر سد و عمر عدل و علی احسان

ممدوح کا نام محمد ہے اس واسطے نبی نام کہا۔ نبی مسند اس واسطے کہا کہ ممدوح ہر ایک کا ممدوح میں اپنا
تجید گاہ قرآن پر رکھتا ہے۔ عمر عدل یعنی انصاف میں عمر جمعیاً ہے اور احسان میں علیؑ کو قرار دیتا ہے

بدہ نوعش مساحت کردنہ گردوں حصارت را

یکے خشتش قروں آمد ز سہ بعد و چہار ارکان

بدہ نوع یعنی دس طرح سے سہ بعد طول و عرض و عمق سے مراد ہے۔ چہار ارکان اربعہ عناصر
کی طرف اشارہ ہے یعنی ایک بنٹ قلعہ کی بیاعت کلائی و جسامت کے سہ بعد و چہار ارکان یعنی
تمام جہان میں نہ سہا سکے +

زکوۃ حلم تو بر خور اگر افتد ذرہ سایہ

زد و ر قسری و طبعی نگر دو پیش سرگرداں

دور یعنی گردش کو اکب کی دو حرکتیں ہیں قسری و طبعی قسری اس حرکت کو کہتے ہیں جو اول
کے ذریعہ سے ہو۔ طبعی جو خود اپنے ہی وسیلہ سے ہو خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تیرا کوہ حلم ایسا
سنگین ہے کہ اگر خورشید پر اسکا سایہ پڑجاوے تو اپنی دونوں حرکتوں سے رچاوے +

بدوران تو افزونی بجوید پیش ماہ نو

در ایام تو شب دزدی نیار د کرد تابستان

شب دزدی یعنی دزدی شب مراد لگتی ہے اور گرد و جود کا فاعل ماہ نو اور نیار د کرد کا فاعل
تابستان ہے یعنی جو چیز کی رکھتی تھی وہ بیشی اختیار کرتی ہے چنانچہ ماہ نو تیری زمانہ عدل
میں بد ہو گا خلاصہ یہ ہے کہ تیرے زمانہ انصاف میں جن ہشتیا کو کمی لازم تھی وہ بھی زیاد
و معتدل ہیں۔ چونکہ موسم تابستان میں شب کی کمی ہوتی ہے اس واسطے دزدی کی نسبت کم
گرا سے کہا مگر ممدوح کے زمانہ انصاف میں موسم گرا میں بھی شب کو کمی نہیں ہوتی +

ہر ملک دبیرت را چو کا غذا ز کتب آرنند

	قصب بانی کند ہر شب تہ در خدمت کتاں	
خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیرے منشی کی قلم کے واسطے کاغذ فرائوں کی تحریر کے لئے مضمون سنانے اور ناہود کرنے غلاموں کے اور مظلوموں کے داد کے لئے لکھا جاوے قمر یہ خبر سنتے ہی سرسبز و ہراساں ہو کر تدارک نقصان سابق کے واسطے قصب بانی شروع کر دی +		
	وگر آں ماہی زرتیں کشد بجر گفت در بر رواں بر رو سے برف خشک ابر تر شو بار	
ماہی زرتیں قلم سے مراد ہے۔ بجر گفت دست ممدوح سے مراد ہے۔ برف خشک کاغذ کی طرف اشارہ ہے۔ ابر تر کنایہ سیاہی۔ رواں بمعنی جلد معنی شعر ظاہر +		
	اگر دشمن کشد گردان بنخبر حنجرش بر زن کہ از گردن کشتی گشت ست بر لب آبخناں نالان	
گردن کشتی بمعنی مجبور و غور کرنا خلاصہ یہ ہے کہ بر لب کو کشتی کی ہے باعث فغاں و نالہ حال ہو ہے پس اسے ممدوح اگر تیرا دشمن تجھ سے کشتی کرے تو اسکی گردن سر سے جدا کر دے اور ربط کا نالہ باعتبار نقل کے اور ربط مراد صراحی سے ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ بر لب گردن کشتی سے ایسا فغاں کر رہا ہے پس تیرا دشمن اگر کشتی و تاجر کرے تو اسکو ماٹال اور اسکی گردن دھڑے لگا کر دو		
	زرفع قدر تو حاسد چناں افتاد در پستی کہ عیسے خواند قاروں را فراز خویش آں ناواں	
خلاصہ یہ ہے تیرے مرتبے کی بندی کے سبب تیرا دشمن ایسا پستی میں پڑا کہ قارون کو اپنے سے کم چوتھے آسمان کی بندی کی مقدار پر سمجھنے لگا +		
	ز نعل بادیاے تست بر گاوز میں بارے کہ افتاد از فشارش چوں طبق دریاسے او کو ماں	
خلاصہ یہ ہے تیرے گھوڑے کے نعل سے گاوز میں پراسقدر بوجھ پڑا کہ اسکا گواہاں یعنی بندی پشت کا پشتہ طبق کی طرح اسکے پاؤں میں آ پڑا۔ طبق ایک قسم کا ورم ہوتا ہے جو چار پاؤں کے بیروں میں سوجھتا ہے۔ فشردن یہاں دبوچنے اور زور ڈالنے کے معنی میں ہے +		

	ہمیشہ بود در زنج شاہی معتبر این رسم کہ باشد خمسہ سروقہ در سنگ نہ آباں	
نیرج زیک وہ کتاب نجومیوں کی ہے جس میں احوال حرکت افلاک و کواکب کا لکھتے ہیں۔ نجومی پانچ روز ماہ اسفندیار میں زیادہ کر کے تین سو پٹھان سال سفر کرتے ہیں ان نام کو مسروقہ کہتے ہیں خلاصہ کشمہ مسروقہ پانچ ماہ اگھن میں نیرج شاہی کے درمیان قیامت تک رہیگا خبر آئندہ شعر بھلیگی +	مہ تاباں رایت باو و ایم چوں سہر رایت کہ گرد خف نشیند پرواز جنبش دوراں	
یعنی اے ممدوح قیامت تک تیری عقل کا ماہ روشن ہمیشہ ماہیہ علم کی طرح روشن ہے اور گردش فلکی سے خف کے گرد اسپر نہجے۔ خلاصہ یہ ہے تیرے علم و عقل کی روشنی میں گردش آسمانی سے کبھی کمی واقع نہو +		
قصیدہ صبح کی تلیف اور معشوق کی توصیف اور ممدوح کی طرح میں		
	اتیرہ کشید آتشیں رومی زریں نقاب کر دیکم زون جنبش جش را خراب	
رومی زریں دن سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب نے اپنے خطوط شعاعی ظاہر کئے اور ایک میں تمام کشادہ کو دیران کر دیا یعنی صبح ہو گئی +		
	از علم آفتاب قبہ ماہ اوقشاد پر چم آفتاب را کشاد از سبز نیرہ شہاب	
کشاد کا فاعل شہاب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے چاند غروب ہو گیا اور شہاب نے بھی اپنے سبز نیرہ سے پرچم شہاب یعنی خود شہاب کو معدوم کر دیا یعنی رات جاتی رہی +		
	کبک خرا مان من رقص زنان چوں عروس مغ صراحی بچنگ در تہ دامن رباب	
بچنگ بمعنی چنگل۔ رباب ایک مشہور ساز کا نام ہے جس پر لپست آہو لگا ہوا ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے		

کو میرا لگ رہا جو عروس کی مانند ہے ناچتا ہوا اُس حالت میں کہ مرغِ صراحی اُسکے ہاتھ میں تھا اور سازِ رباب تیر دامنِ مخامیر سے پاس آیا +

گفتش لے جانِ جاں از مین بیدل چناں
پیش چو زلفین خود رو سے زمین بر متاب

خلاصہ یہ ہے میں نے اُس سے کہا کہ لے جانِ جاں اب آئندہ کے لئے مجھ عاشق سے اپنی زلفوں کی طرح بیچتا ہوں نہ کھا اور نہ گرا دانی نہ کر +

بر لبِ مالِ ب نہ جامِ صفت و مہِ رم
بر رخِ مارو نہ طرہ صفت تاب تاب

خلاصہ یہ ہے لے معشوق جیسا کہ جام نے نوشی کے وقت لبِ پر لب رکھتا ہے تو بھی ہمارے لب پر لب رکھ یعنی وصل کی حالت پیدا کر اور طرہ کی مانند ہمارے رخ پر رخ رکھ جب کہ طرہ بیچ در بیچ و آراستہ ہو +

چہرہ کشا سے صورتِ نقش لب تانہ لبست
بر رخِ پرویں کہ دید از دوسر نو حجاب

خلاصہ یہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لب پیدا کئے تھے کسی نے پرویں پر دو ہال کا حجاب نہ کیا

عیسے عرشِ آسمیاں سوئے طور آستال
آدم مجلسِ جناں خضرِ سکندر جناب

یعنی وہ بادشاہ باعتبار کرامت کے اور بنظرِ مہجرات کے عیسے ہے اور علومِ مراتب کے اعتبار سے عرشِ آسمیاں ہے اور چونکہ اُسکا آستانہ طور ہے اس اعتبار سے سوئے ہے اور وہ مہجرات آدم ہے کہ جبکہ مجلسِ جناں یعنی جنت ہے اور باعتبار معجزہ اور عمرِ ابدی کے خضر ہے اور اُسکا آستانہ سکندر کا سا ہے +

لے کفِ لک بخش تو قلم و دجلہ حباب
گر دسمِ رخس تو آبِ بقا در کسراب

آپ بقا آپ حیات کو کہتے ہیں۔ کسراب رنگ کو کہتے ہیں جو درخت سے پانی کی صورت کھائی دے

خلاصہ یہ ہے اے مروج تیرا ہتھ بہت بخشش کرنیوالا مغل قلم کے ہے کہ دجلہ صبی اُسکے جا۔
ہیں یا خود دجلہ اُسکا جباب ہے اور سم گھوڑے کا باوجودیکہ جہاد ہے لیکن تیرے گھوڑے کا سم
استدر فاض اور جہان کا فیض بخش ہے اور مردان بے دم کو زندہ کرنیوالا ہے کہ آبِ حیات
تو اُسکے سامنے سراب معلوم ہوتا ہے +

شاہ محمد علم داد سپہرت لقب
حاکم رو سے زبیں کرد امامت خطاب

یعنی مروج ایسا بادشاہ ہے کہ اُسکے لشکر کا نشان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کا سا
دوسرے یہ کہ شاہ موصوف اور محمد علم اُسکی صفت ہے موصوف صفت سے ملکر بادشاہ کا لقب
یعنی اے بادشاہ محمد نام لقب علم شاہ محمد کا آسمان نے تجھے دیا ہے اور تمام دنیا کا حاکم شاہِ روم
تجھے خطاب دیا ہے دودہ عباس را شمع رخت دادہ نور
مسکن الیاس را بحر گفت برودہ آب

الیاس پیغمبر کا نام ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ مسکن الیاس دریا و آب حیات
مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ خاندان عباسیہ کو قیصر مرغ سے آب و تاب ہے اور دریائی عزت و آبرو
ہاتھ کے جوئے کمودی ہے +

باز کہ بر چہر تو بال کشاید بود
کر گیس ز بال چرخ زیر پرش چوں ذباب

ذباب بمعنی گس و مہی۔ کر گیس مراد چرخ یا سر طائر سے ہے خلاصہ یہ ہے جبوقت تیرے سر چرخ کا
باز اپنے بال و پر کھولے تو آسمان اُسکے پروں کے نیچے ایک گس خیر کی مانند معلوم ہو +

برہ کہ در سایہ عدل تو پروردہ شد
چوں سر پستان مکد نوک ذناپ۔ ذیاب

برہ بزرگال کو کہتے ہیں۔ ذناپ بمعنی دم۔ ذیاب بمعنی گر گھا یعنی بھڑے معنی شعر ظاہر +

کاک تو تا بر قمر شعر سیہ بافتہ
مرقصب پارہ را کرد رفو یا ہتاب

شعر ریشی کپڑے کو کہتے ہیں جو سیاہ بھی ہوتا ہے۔ قصب کتاں کو کہتے ہیں۔ شعر سے مراد سطر سے ہے۔ قمر اشارہ کاغذ کی طرف ہے اس شعر میں مدوح کے انصاف کا ذکر ہے غلط صہ یہ ہے کہ جب سے تیرے قلم نے انصاف کے احکام کاغذ پر لکھنے شروع کئے ہیں جا نہ بھی دریدہ کتاں کو فر

کرنے لگا۔
عفو تو دیوانہ وار گر بدرک در عفو
سلسلہ داران او باز رہند از عذاب

درک بمعنی دوزخ سلسلہ داران دوزخیوں سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیرا عفو مہیا کا نہ دوزخ کی طرف چلا جائے تو دوزخی عذاب سے نجات پائیں +

پروہ کشتی میکند بردن زریں رباب
چنگ مدار از قرح دست بگیر از رباب

دین زریں آفتاب سے مراد ہے۔ رباب ایک کانام ہے یہاں مراد ابر ہے۔ چنگ بمعنی دست خلاصہ یہ ہے کہ بارش کا موسم ہے اور ابر آفتاب کو چھپاتا ہے اسوقت دور ساغر و لغت سامنے آئے

چوں دہن خاک یافت لولو سے مینا فروز
از دہن شیشہ بیز لعل زمر و نقاب

خلاصہ یہ ہے اے معشوق مینہ برس رہا ہے تو بھی شراب منج دہن شیشہ سے جس پر نقاب مینا سے اٹک کر پینی شروع کر۔ زرد نقاب مراد شیشہ سے ہے جو سینہ و منگلوں ہوتا ہے۔ لولو سے مینا نظر اتاراں جو بڑھ کوتازگی دیتے ہیں +

فلزم آتش تن است دیو شہاب افکن ست
بیل کنارہ زن ست ہیئت برق و سحاب

شہاب آگ کی چمکاری ستارہ صبی کو کہتے ہیں۔ کنارہ ایک قسم کا تہیا ہوتا ہے۔ دیو پیل سحاب سے مراد ہے + معنی شعر ظاہر +

شام ستارہ فشاں ابر سیاہ و سطر
بدر شفق در وہاں صورت جام و شراب

خلاصہ یہ ہے کہ ابر سیاہ بار نہ گواشام ستارہ فشاں سیاہ اور وقت شام کی شراب رگوں

پر ایسی معلوم ہوتی ہے گویا رہے جسکے منہ میں شفق موجود ہے +

ابر ز شمع سیہ بر سر مہ خیمہ زد
ما خیر تو خیمہ بز ن بر سرے چوں حساب

خلاصہ یہ ہے اے معشوق ابر نے اپنی سیاہ چادر کا خیمہ چاند پر لگا لیا ہے اور چاند کو چھپا دیا ہے
پس اب تو بھی اٹھ متوجہ ہو اور سرے پر خیمہ لگا یعنی شرابی +

اے نظر بخت تو شمع بقا را طہیا
وے جگر خضم تو تیغ فتارا قراب

قراب بمعنی میانہ تلوار یعنی اے ممدوح تیرے نصیب کی نظر شمع بقا کے واسطے دنیا و روشنی ہے
دشمن کا جگر تلوار کے واسطے میانہ ہے +

سوج عطاے تو دید از دمنش باز ماند
یم کہ کفش بر سرست روز و شب از خطر آہ

خلاصہ یہ ہے کہ دریا کا منہ اسی سبب سے کھلا کا کھلا رہ گیا کہ اُس نے تیری بخششوں کی سوج دیکھی
ہے اور یہی باعث ہے کہ رشک کی ببقاری کی طے اُسکے منہ سے جھاگ جلتے آتے ہیں دویم یہ
کہ یم نے بھی تیری عطا کو دیکھ کر اسے ببقاری کے سر پر ہاتھ دھر لیا ہے +

بخت قاطع نمود تیغ تو کنز گرد ظلم
روے زمین را بشست گفت بیک قطره آب

یعنی اے ممدوح اس دعوے کے ثبوت کے لئے کہ تیرے ہاتھ نے تمام جہان کی کدورت ظلم کو ایک
قطرہ آب سے دھو ڈالا تیری تلوار نے برہن قاطع غا ہر کر دی +

دین در اعتقاد پیش رو بہت امام +
راے تو در اجتهاد پس رو چارم کتاب

بہت اور مراد امام اعظم اہل حنفیہ - امام شافعی - امام مالک - امام احمد - امام یوسف - امام محمد
امام زفر - چار کتاب شاہ ترمذی - غیل - زبور - قرآن شریف سنی شعر ظاہر +

اما برو سعادت سالک مرتاض را

توشہ یوم الیقین منزل ہفتم کتاب

علم الیقین - عین الیقین - حق الیقین - ہفتم کتاب مراد ہفت ایمان سے ہے۔ اول خدا پر ایمان لانا۔ دوم ایمان لانا فرشتوں پر۔ سوم کتب مرسلہ پر ایمان لانا۔ چہارم پیغمبروں پر ایمان لانا۔ پنجم روز قیامت پر ہشتم ایمان لانا حشر و نشر پر۔ ہفتم ایمان لانا زندہ ہونے پر بعد مرنے کے یا ہفتم کتاب ہفت منازل قرآن شریف سے مراد ہے۔ اول منزل سورہ فاتحہ دوم سورہ مائدہ علی بن ابی طالب خلاصہ یہ ہے جب تک ہمالک ریاضت کش کے واسطے معرفت الہی کے راستے میں منزل حق الیقین کے دریافت کرنے کے لئے ہفت صفات ایمان یا ہفت منزل قرآن شریف کے بطور توشہ کے میں یہ بات قیامت تک رہیگی خبر غنائندہ میں کھلیگی + والد اعلم بالصواب +

ماہ لولے تو باد شمع سرے ابد
روز بقاے تو باد ہفتہ یوم الحساب

ماہ لولہ ماہ مدور کہتے ہیں جو سر نیزہ پر نصب کر دیے ہیں معنی شوق ظاہر +

قصیدہ صبح کی تعریف اور معشوق کی توصیف اور مروج کی طرح

زہے ز شرم رخت روے مہ گرفتہ بہق
فگندہ زلف تو از شب بر آفتاب و بہق

بہق ہندی میں جھپک کو کہتے ہیں یہاں مراد کلف ماہ سے ہے۔ شب مراد زلف سے ہے۔ آفتاب مراد چہرہ سے ہے۔ وہق بمعنی گندہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیرا رخ عجیب ہے جس کی شرم سے ماہ کلف اندوہ ہے اور عجیب تیری زلف کی شب ہے جس نے آفتاب رخ پر گندہ ڈال رکھی ہے

بنغزہ جزع کو تر گس نمود از بادام
بمجدہ لعل تو نسیریں فتانہ از فستی

غمزہ حرکت چشم کو کہتے ہیں۔ جزع سیاہ و سفید چہرہ سلیمان کو کہتے ہیں یہاں چشم سے مراد تر گس چشم کشادہ کی طرف اشارہ ہے۔ لعل کنایہ لب۔ بادام مراد چشم سے ہے۔ نسیریں عبارت دندان۔ فستی بمعنی لپٹہ مراد دہن سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے اے معشوق بادام سے تر گس

بیدار کرنا اور لبتہ سے نسریں ظاہر کرنا ایک مرد ستوار ہے لیکن تیری عجب جہنم ہے کہ حالت غمرہ میں بادام سے نرگس نمودار کرتی ہے اور عجب تیرے لعل ہیں کہ حالت خندہ میں نسریں کو لبتہ سے ظاہر کرتے ہیں +

درست گشت کہ بر چرخ رویت لے خورشید
بوقت طلعت پرویں شود دو پارہ شفق

خلاصہ یہ ہے لے معشوق باوجودیکہ آسمان پر ظہور پروں کے وقت شفق دو پارہ نہیں ہوتی لیکن تیرے چہرہ کا عجب آسمان ہے کہ اس میں طلوع پردوں کے وقت شفق دو پارہ ہوتی ہے یعنی ظہور و دناں کے وقت لب آپس سے جدا ہو جاتے ہیں +

ترازاں دو شکر در حقیق مروارید
مر ازین دوشبہ سوے زر رواں زینق

شکر لہاے معشوق سے مراد ہے اور باعتبار سحری لبوں کو حقیق کہا۔ مروارید مراد دناں سے جو شبہ بمعنی بوتھ مراد مرد کا چشم سے ہے۔ زر عاشق کے زر و چہرہ کی طرف اشارہ ہے۔ زینق بمعنی سیلاب مراد اشک سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے لے معشوق تیرے سننے کے وقت مروارید حاصل ہوتے ہیں مگر میں اس خیال سے کہ قیب کے سامنے مجھ پر ہنسی ہو یا میرے جلال کے لئے نہیں ہونا زار و قتا ہوں +

زبتہ تو بعر ازیکے شکر خواہم
بہ پنجہ لعل تو گیرد رواں سر فندق

ببتہ کنایہ دہن تنگ معشوق شکر مراد بوسہ سے ہے۔ پنجہ بمعنی نالہ و گلوگ۔ یہاں مراد دناں سے ہے۔ لعل اشارہ لب لگانوں کی طرف ہے۔ فندق سرخ رنگ کے سیوہ کو کہتے ہیں۔ کنایہ انگشتان کی طرف ہے۔ و سر انگشت دناں گرفتن بمعنی منع کرنا۔ خلاصہ یہ ہے لے بے مروت معشوق جس حالت میں کہ میں نے تمام عمر کے عوض میں ایک بوسہ طلب کیا مگر بھی تو اس کام کو مشکل جانتا ہے اور انگشت دناں میں پکڑتا ہے یعنی مانع ہوتا ہے

لالی کہ بر او راق اللہ شد مشہور

	عذارِ نازکِ لست از ترشحاتِ عرق	
لالی لولو شبنم سے مراد ہے۔ عذار معنی رخسارہ۔ ترشحات معنی چکیدگی قطرات۔ خلاصہ یہ جیسا کہ شبنم لالہ کے پتوں پر پریشان ہوتی ہے ایسا ہی تیرے رخساروں پر عرق کے قطرے نمایاں ہوتے ہیں۔ دوم خلاصہ یہ ہے کہ وہ لولو جو اوراقِ لالہ پر پریشان ہیں وہ کیا ہیں جواباً کہتا ہے کہ وہ تو تیرے رخسارہ کی عرق کی چکیدگی ہے +		
	شکستہ شد دل پُر مہر بدر از آں روزے کہ بر دمیدہ ز صبح تو حلقہ دار عشق	
صبح چہرہ سے مراد ہے۔ عشق معنی تاریکی بول شب یہاں خط سے مراد ہے سخی شعر ظاہر +		
	نہاد کاسۂ زرخور بریں کبود طبق نماند سفرۂ گلرین سبزا رونق	
کاسۂ زرخور آفتاب سے مراد ہے۔ نہاد کا فاعل خور ہے۔ کبود طبق آسمان سے مراد ہے سفرۂ گلرین سبزا آسمان پر کواکب سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے جو وقت صبح نے آفتاب کو دکھایا۔ قمر و کواکب کو دور کر دیا +		
	بشاہِ چین عوضِ اطلس سیاہ دہ فلکِ عامۂ زلفیت و جہۂ ارزق	
شاہِ چین آفتاب سے مراد ہے۔ اطلس سیاہ عبارت شب سے ہے۔ دہ کا فاعل فلک ہے۔ عامۂ زلفیت اشارہ آفتاب کی طرف ہے۔ جہہ ارزق آسمان نیلگوں سے مراد ہے۔ معنی شعر کے ظاہر میں +		
	سپید آئینہ نمود رخ نہاں کردند سمن بر آں حریمِ زمر دیں جو سق	
سپید آئینہ آفتاب سے مراد ہے۔ جو سق بمعنی کوشتک۔ حریمِ زمر دیں آسمان سے مراد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جبوقت کہ اکب نے رخ چھپا لیا آفتاب ظاہر ہو گیا +		
	طلوعِ شمس و سوادِ شبِ بیاضِ سحر	

چو بیضہ کہ ہر انداز از وہاں عقیق	
طلوع شمس بیاض سو کو بیضہ سے تشبیہ دیجی ہے عقیق بمعنی زائع دشتی خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب کا نکلتا اور صبح کی سپیدی تاریکی شب سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا زائع دشتی نے اپنے دہن سے بیضہ کر لئے ہیں +	
نہے ز شمس گفت رو کے بحر غرق عرق زا بر جود تو باغ وجود سبز ورق	
گفت بمعنی دست و جھاگ رہ غرق عرق بمعنی شرمندہ ہونا۔ باغ وجود دینا سے مراد ہے۔ سبز ورق مراد تو تازہ معنی شعر ظاہر +	
زمین ز جود تو خود چو آسماں دیدہ پراز درست ز سرخ رو سے ہفت طبق	
درست بمعنی اشرفی ز سرخ بمعنی طلا سے احمر۔ درست ز سرخ کو اکب سے مراد ہے۔ غلا ہے کہ میں نے تیری بخشش کے سبب اپنے ساتوں طبقوں کو آسمان کی طرح درست ز سے	
لو اسے فتح ترا آبخناں غضب گردند کہ گیسو کے سر غولست پر چم بمرق	بُرد گھیا +
سر غول آٹھویں آسمان پر ایک شکل ہے آدمی کی صورت جو اپنے پاس چپ پر کھڑا ہے اور بائیں راست کو اٹھائے ہوئے ہے۔ دست راست کو سر پر رکھے ہوئے ہے۔ اور دست چپ میں ایک دیو کی بال جس کا سر چوچکاں پیچڑی ہوئے ہے۔ پر چم دم گاؤ کو ہی جو نیزہ کے سر پر باندھے ہیں۔ بمرق بمعنی نیزہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیری فوج کا نیزہ ایسا بلند بنایا ہے کہ پر چم اس پر نیزہ کا سر غول کے واسطے گیسو دلف ہے یا نیزے کا پر چم سر غول کی زلفیں بن گیا +	
حصار رفع ترا قدر بر طریقے شد کہ چرخ رنگ کبود است در تو خندق	
خلاصہ یہ ہے کہ آسمان تیرے قلعہ کی بندی کے سامنے خندق میں ایک نیلا ریت دکھائی دیتا ہے +	

دوماہہ بود بروز سے مسیر مرکب جمع
کہ در بنی بہ بنی گفت مخبر اسدق
سمند خوش رو و خسرو یک قدم کہ زند
بچار ماہہ رود بر بساط خال السحق

سیر بمعنی رفتار۔ مرکب بمعنی اسب یہاں تخت سے مراد ہے۔ مرکب جمع سواری سلیمان سے مراد ہے جو ایک دن میں دو بیٹے کی راہ چل سکتے تھے بہو جب اسکے وسیلے ان الیج غدوہا شہر اور اہا شہر یعنی انکی صبح کی سیر ایک روز کی ایک مہینہ کا رسند ہے اور ایسا ہی شام کی سیر ایک مہینہ کا راستہ ہے۔ مخبر صادق ذات خدا یا جبریل علیہ السلام سے مراد ہے۔ زند و رود کا فاعل اسب ہے۔ اور مفعول قدم ہے۔ چار ماہ گھوڑے کے نقش قدم یعنی نقش شمس سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ تخت سلیمان کا ایک دن میں مسافت دوماہہ کا طے کرنا کلام اللہ سے ثابت ہے۔ تیرے گھوڑے کی تیز رفتاری چار مہینے کی مسافت ایک قدم میں طے کرتی ہے +

زجودت کہ بزمین نماند در عالم
نذرے کہ کند بر سر منابر و ق

نذر کریم خطیب و واعظ سے مراد ہے۔ دق معرب دگ بمعنی گدا۔ خلاصہ یہ ہے تیری سخاوت سے تمام عالم لے مال اسقدر جمع کر لیا ہے یہاں تک کہ واعظ جو مفلسوں کا فرقہ ہے وہ بھی دولت مند ہو گئے اور عیش و نشاط کرتے ہیں ایک میرے سوا کہیں محروم ہوں۔ یہ ایک قسم کا حسن طلب ہے جو شاعر محمود سے کچھ نفع لینا چاہتا ہے +

یہ بدر بدر در زور و خوراست چندانی
کہ از آلود شود حذر مال او منطق

بدر بمعنی خریطہ و پھیلی جسے ہندی میں توڑا کہتے ہیں۔ و چندانی بمعنی اسقدر۔ آلود جمع الف بمعنی ہزار + چند دو قسم کا ہوتا ہے۔ منطق اصم۔ او کی ضمیر بدر کی طرف بھرتی ہے۔ چند و مال ایک ہی عدد کا نام ہے اس شعر میں مصنف نے طلب خزانہ کی کہ ہے جس سے

احتمال کروڑوں اور سنکھہا کا ہو سکتا ہے لیکن باوجود ترک کرنے رقم سنکھن کے لئے لاکھ سے کمتر کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ بعضوں کے نزدیک آلوف تین ہزار سے مراد ہے اور تین ہزار کا مجذور نوے لاکھ روپیہ ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے بدر کو اسقدر روپیہ دینا لائق ہے کہ اگر جذر دیے ہوئے اسباب کا لیا جاوے تو تین ہزار روپے سے کم نہیں ہوتا۔ اور اگر آلوف سے مراد جمع خواہ لاکھ روپیہ سے ایک عدد کم یعنی نو اور نو سے ہزار لی جائے ہیں کہ مجذور کا تو کچھ انتہا ہی نہیں +

ہمیشہ تا اثر عین نور آں باشد
کہ نور نور برد از حد یقہاے حدق

عین نور و عین بقدر معنی ترکیبی چشم کاؤ کو کہتے ہیں اور وہ ایک ستارہ ہے جس کو دبران کہتے ہیں جو کوئی طلوع کے وقت اُس کو دیکھ لیتا ہے اندھا ہو جاتا ہے اور وہ ستارہ برج ثور کے واسطے بجائے چشم کے ہے۔ خلاصہ یہ ہے جب تک دبران کی تاثیر یہ ہے کہ نور چشم کا کھودے اور یہ بات قیامت تک رہیگی۔ خبر و نتیجہ شعر آئندہ سے ظاہر ہوتا ہے +

چو کلک روئے سیہ پیش از آنکہ سر سبز باد
سر زبان اعادی بہ تیغ بادا شوق

خلاصہ یہ ہے قیامت تک تیرے دشمن جو رو سیاہ ہیں قلم کی مانند سر کاٹنے سے پہلے ہی اُن کی زبان چری ہوئی ہے یعنی حالات زندگی میں طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہیں اور ظاہر ہے کہ قلم میں سر کاٹنے سے پہلے شگاف لگاتے ہیں +

ز چنگ مہر تو آنکس کہ کرد سر خم باد
چو نائے خلق گرفتہ میان خلق خلق

سر خم کردن یعنی انکار کرنا۔ خلق گرفتہ یعنی گلاب و ج لینا۔ خلق کپڑے کا پیرانا ہو جانا مراد ذلیل سے ہے۔ خلاصہ یہ ہے جو کوئی تیری محبت سے انکار کر گیا گلو گرفتہ کی مانند خلقت میں افشردہ و ذلیل رہے گا +

قصیدہ موسم بہار کے بیان آفتاب کی تعریف اور مہر مہر میں

صفر زیور دہد از نقطہ زیریں بہار
اسنے را کہ درو عین بود گوشہ دال

اہل نجوم کے نزدیک صفر اشارہ برج حمل کی طرف ہے نقطہ زیریں مراد آفتاب سے ہے الف کنایہ برج ثور
دال مراد منزل دبران جو پانچ ستاروں سے مرکب ہے گوشہ دال مراد کوکب سرخ رنگ سے ہے جو کنارہ پر
لب بالا اُس شکل دال کی ہے یہ ستارہ مہر جگوا چشم ثور کی ہے اسیدم سٹے اُسے عین انور عین انفر کہتے
ہیں اُسے ستارہ لعل گون کو دبران قرار دیا ہے خلاصہ یہ ہے کہ برج حمل ہر سال آفتاب سے برج ثور کو ریب
وزینت جھٹتا ہے ایسا ہی برج ثور جسکی چشم لعل گون دبران ہے +

گاؤ باز از دہن برہ گل زرد گرفت
در چراگاہ پُر از نرگس این سبز تلال

گاؤ کنایہ برج ثور ہے مراد برج حمل سے ہے گل زرد اشارہ آفتاب کی طرف ہے تلال پتہ بلند کو کہتے ہیں
سبز تلال مراد افلاک سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ برہ نے جو چرنے کے لئے گل زرد مونہ میں لے رکھا تھا
گاؤنی چراگاہ پُر نرگس افلاک میں اُسکے مونہ سے چھین لیا +

غنچہ در خندہ جو صبح از پے آنت کہ ہست
ہر دو را حبیب پُر از زر طلا مال مال

یعنی غنچہ اور صبح ہر دو کے خندہ کا یہ باعث ہے کہ اپنے تصرف میں زر طلا لیتی ہیں یعنی دونوں کی حبیب
زر طلا سے مال مال و پر ہے +

دفتر سبز مجلد کہ گلشن جامع شد
مشت شیرازہ او زرد و در قما ہمہ آل

دفتر سبز مجلد غنچہ قرار دیا اور گل کو جامع غنچہ قرار دیا شیرازہ مراد زردی سے ہے جو گل میں ہوتی ہے ال جہنی
خلاصہ یہ ہے کہ دفتر مجلد غنچہ کا جسکا لٹوف گل تھا اُس فقر کا شیرازہ زردی اور دتے سرخ ہیں +

مشک شد سرد و بکا فور شدہ گرمی پیش

چوں بھجورائندہ این قرص کہ دلوست و بال

مشک شب کو ٹھیلو کا قورائندہ دن کی طرف ہے قرص مراد آفتاب ہے جسکا برج دو وبال یعنی منزل چار برج
آفتاب برج دلو میں جاتا ہے تو انکہ کا مہینہ تھا اور جب برج جوزا میں جاتا ہے تو اسادہ کا مہینہ ہوتا ہے اسوقت
شب کو سردی اور دن میں گرمی ہوتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب جسکی منزل برج دلو ہے جب برج جوزا میں
جاتا ہے تو راتیں سرد اور دن گرم ہو جاتے ہیں +

نرو دیزیں و سیمہ بالشن خوں گرویدہ
نقش دیباچہ رویت کہ کشید است خیال

دوسیمہ بالشن گرد ہر دم دمک سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری دیباچہ رو کا خیال جو عاشق نے اپنی
مدمک پر کھینچا ہے ہرگز آنکھوں سے باہر نہیں جاسکتا +

در خم ماہ نوت سوختہ دل مردم را
حرکتاے ستارہ بہ یکلین و بہ شمال

ماہ نو ابرو سے مراد ہے مردم دل سوختہ عاشقی سے مراد ہے حرکت و جنبش غمزہ و کرمہ مراد ہے دل
یہ ہے تیری عاشقوں کی وسط حرکت چشمہ خم ابرو میں ہے کبھی جانب راست و کبھی جانب چپ بہر حال تیرا
کرتی ہے +

و سہت دیدہ خود گفت کہ بے یمنج سخن
سر سیم است کہ بر نقطہ فرو آمدہ دال

بے یمنج سخن یعنی بیشک نقطہ فرو یعنی جو ہر فرد کو جزو لا یتجزی یعنی تسلیم کے نزدیک قابل قسمت نہیں ہے مگر
حکماء کے نزدیک قابل قسمت ہے خلاصہ یہ ہے اسے مستحق تیرا دین ایسا سنگ ہے کہ نظر نہیں آتا لیکن
نے اسے دیکھ لیا اور کہا کہ بیشک یہ سہم ہے جو نقطہ فرد پر دلالت کرتا ہے +

چرخ پُر دیدہ جو بر نرگس تو چشم انداز
گفت صادلیت کہ در حلقہ نون یافت مجال

چرخ پُر دیدہ آسمان پر لو کہ صمد ہے صمد شہیم حلقہ نون اشارہ ابرو کی طرف ہے معنی شعر ظاہر

زلف کو سا بہ چو بر گوشہ خورشید افکند
گشت جوں چتر مشہنشاہ جہاں میمون فال

خلاصہ یہ ہے جب تیری زلفوں نے گوشہ چہرہ خورشید پر سایہ ڈالا چہرہ مدح کی مانند ہمارا کمال ہو گئی کبریا
چہرہ مدوح نے بھی خورشید پر سایہ ڈال رکھا ہے +

خصم بدکیش ترا خنجر تو قرباں کرد
تیرا لڑا ہے آں وصل کہاں گشت و بال

بدکیش بمعنی بد ذات قربان بمعنی ذبح و بال سختی و عذاب کو کہتے ہیں۔ آفتاب کا وبال برج و لومیں ہوتا ہے
اور قمر کا جدی میں۔ زہرہ کا عقرب حمل میں۔ مریخ کا میزان و ثور میں مشتری کا جوزا و سنبلہ میں۔ زحل
کا سرطان و میزان میں۔ یعنی جب تیرے دشمن کو خنجر نے ذبح کیا اور تیرا اس سعادت دشمن کشی سے محروم
رہا پس اسی سبب تیرے کو کہاں کی پیوستگی ہی وبال ہو گئی کیونکہ تیر کی پیوستگی کا کہاں سے مفصل دشمن
کش کا انتخاب یہ بات اُس سے ظاہر میں نہ آتی پس اُس سے وصل کہاں سے کیا نفع و فائدہ حاصل ہو +

فرق کرسی قدم پیل تو باشد آندم
روح قدسی نیز کج جیش تو گردد آخال

فرق بمعنی سر کرسی مراد فلک ہستم سے ہے روح قدسی جبریل سے مراد ہے نیز کج بمعنی چوکیدار خلاصہ یہ ہے
تیرا پیل اسیا قوی الجثہ و بلند ہے اگر کرسی ہی اُسکی قدم کے نیچے ہے اور تیرے اشک کی چوکیدار فروشتے و ملا کا پیل

رُوح تو باروے حامل تو وہ ماہی
خنک تو چرخ ویسے حامل او چار ہلال

روح بمعنی نیزہ وہ اہی مراد دس انگلیوں سے ہے خنک سب سفید ہو کو کہتے ہیں چار ہلال مراد چار نعل سے

جانِ اعداے تو در آئینہ تیغ آندم
صورتِ لای سیاہی بود و آب زلال

آئینہ تیغ خود تلوار سے مراد ہے آندم یعنی روز جنگ لائی سیاہ مٹی سیاہ کو کہتے ہیں آب زلال بمعنی آب شیرین
خلاصہ یہ ہے جیسا کہ صاف پانی کے نیچے سیاہ مٹی دکھائی دیتی ہو ایسا ہی آئینہ تیغ میں دشمنوں کی جان جو سیام
مٹی کی مانند دکھائی دیتی ہو یعنی جہوت تیری تلوار نیام سے میدان جنگ میں نکلتی ہے دشمنوں کی جان
جسموں کے جدا ہو کر تیری تیغ میں دکھائی دیتی ہے +

صورتِ سورہ بر لایت تو آیت فتح

کرم دشمن مال و غضبت دشمن مال

بر تاجدارى والدين كى - سورۃ بر آيت قرآنى سے مراد ہي پيس لبران تولوا وجوكم قبل المشرق والمغرب يعنى كى
ہنيس ہے كاتر مديت اور سبب مغفرت كا ہو كى ہي ك نازكے وقت پھير لو اپنے مونہ كو مشرق ومغرب كى طرف
اُس مكان سے جس ميں نماز پڑھتے ہو دشمن اول ل يعنى دولت اسباب كى طرف مضائقے اور دوم دشمن ل يعنى
مالندہ دشمن خلاصہ يہ ك تيرے شامل و حصال نيكي كى آيت و نشانی ميں درجہ انبرہ آيت فتح يعنى باختنا

لگ كى ہو كى +
اپايہ تخت تو پيرايہ مستم ايواں
سايہ تخت تو سرگنبد ہشتم طرباں

طرباں منارہ بند پياں فلک ہشتم سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

قصیدہ محمد شاہ كى تعريف اور خط معشوق كى توصيف و بيان چرخيات ميں

ہلال راست ترا ز فرق بود پیوستہ
بگویمت کہ چو ابرو بجم چہ معنی شد
بہر زلف زجت کردہ غم بیداری
شب دراز ترا دیدہ ماہ او دو تا شد

خلاصہ یہ ہے اے معشوق پہلے تو تیرا ہلال حلق فرق سے ہی زیادہ راست تر تھا اور سید ہا نکلتا تھا
اب تیرے ابرو كى مانند خمیہ ہو گیا اُسكا سبب یہی ہے ك تیری زلف و رخسارہ كى محبت ميں
بیدارى كا ارادہ كيا ہے يعنى اس بات پر آمادہ ہوا ہے ك شب زلف كو انجام و اتمام پر پہنچا
سحر مقصود كے ہم نعل ہو جاوے اب چونكہ اُسے طویل و دراز دیکھا پس ازراہ پہنچ والكم غمیدہ
ہو گیا اور اُس ارادہ سے باز رہا - لطف یہی كہ معشوقوں كى نصیحت كے ماہ رخسارہ دراز ہو كى كرتی تیر

دو تبرك مست كمانہا کشیدہ در بن گوش
كہ گرد چین سید زنگ آشكارا شد
ز سہم شان دل سرگشتہ و پیر شاغم
بزیر مشك زرہ شكل ماہ فرسا شد

زرہ شكل ماہ فرسا دونوں مشاك كى سفتیں ہيں يعنى اے معشوق تیری دونوں تركان چشم
نے ابرو كى كمانیں جن گوش كے كمان يعنى كمال درجہ كى كھینچ كر كہي ہيں كيونكہ تیرے رخ كے گرداگرد

جو باعتبار خوبصورتی کے ملک چین ہے زنگ کی فوج یعنی خط منو دار ہو گیا ہے اب میں دونوں ترکان مست کے خوف سے یرنشان ہو رہا ہوں +

دہان لت کہ موے ز ذرہ فرشت نیست
میان لت کہ کو ہے بموسے درواشد

دروا بمعنی سرنگوں - خلاصہ یہ ہے کہ تیرا دہن مثل ذرہ کے ہے اور تیری لکڑی بال ہے جس میں بہاڑا اور صاٹرا ہوا ہے +

دمم بہوے لبست آتشے ست در دہنم
کہ ہر زبانیہ او افسر زبانیہ شد

زبانہ بمعنی شعلہ آتش اور زبانہ ثانی ستارہ کا نام ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے لبوں کی امید میرا دم آتشیں بن گیا ہے جس کا فعلہ زبانیہ ستاروں تک جو قمر کی منزل ہے پہنچتا ہے +

چو شاہ شرق لبوسے سریر جزا شد
سپر بہ پیش کماں رفت و ترکش آرا شد

خلاصہ یہ ہے جب آفتاب برج جوزا میں چلا گیا قمر کمان کے پاس یعنی برج قوس کے قریب گیا اور اپنے ترکش کو آراستہ کیا +

چہ ساغر لیست ز راندودہ خور کہ از قف او
چو بادہ جملہ تن آب آتش اجرا شد

یعنی آفتاب عجب ایک پیالہ زرا ندودہ ہے کہ اُسکی حرارت سے تمام وجود آب دریا وغیرہ کے گرم ہو جاتے ہیں +

میار بلبہ کال رومی است خوں آشام
کہ سچا پیش مہ پیش پاسے ترسا شد

بلبلہ مراد صراحی سے ہے - ترسا لغت میں آتش پرست کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں پیالہ کو کہتے ہیں اور اُسکا آتش پرست ہونا دوا اعتبار سے ہے اول یہ کہ شراب جو بمثل آگ کے ہے اُس میں رکھتے ہیں دوم یہ کہ صراحی جب میں آگ یعنی شراب ہوتی ہے اُسکے آگے سر جکانا پڑتا ہے

خلاصہ یہ ہے کہ صراحی کو جو غن پینے والی ہے آگے نہ لاؤ کیونکہ وہ ایسی ناقص ہے کہ باوجود خون آشامی و جرات کے بت پرستوں کے سامنے سجدہ کرتی ہے +

چو قصر حلم وے افگند سایہ برگردوں
خور از تخرک قسری خود مبراً شد

گردوں عرش سے مراد ہے۔ قسری بالفتح زور سے ایک کام کرنے کو کہتے ہیں اور حرکت قسری ایک حرکت کو کہتے ہیں جسکی محک کوئی اور چیز ہو۔ آفتاب میں دو حرکتیں ہوتی ہیں اول طبعی جب میں آفتاب دورہ و میر نصف آسمان کا کرتا ہے۔ دوم قسری جس میں آفتاب تمام آسمان کا دورہ رات بھر میں کر لیتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مدوح کا علم اس درجہ کا ہے کہ اگر اسکا تحمل اپنا سایہ عرش پر ڈال دے تو اس پر اسقدر بوجھ آ پڑے کہ آفتاب اپنی حرکت قسری سے خالی رہ جاوے +

گرفتہ دست برادر بروں گریخت اجل
از آں دیار کہ عدل تو کار فرما شد

برادر اجل مراد غفلت سے ہے بوجہ اسکے انوم الخ الموت خلاصہ یہ ہے کہ تیری دلائم محکومہ میں سے خواب و اجل جو بایہ غفلت کا ہیں بھاگ گئے +

لوئے قدر تو سر ز آسماں چنناں برگرد
کہ اقتراق دوی از میان جوزا شد

خلاصہ یہ ہے تیرے مرتبے کا نیزہ آسمان سے ایسی بلندی پر چلا گیا ہے کہ اس نیزہ اور برج جوزا میں سے دوی جاتی رہی کچھ تمیز نہیں ہو سکتا کہ برج جوزا کونسا ہے۔ دوم یہ کہ تیرے نیزہ نے ایسا جوزا کو پر دیا کہ دونوں شکلیں جوزا کی باہم ملکر شکل واحد بن گئی ہیں +

چو دامن علت رقص کرد بر سر غول
چو راقصش دہن مار چرخ ماوا شد

سر غول شمال کی طرف ستاروں کا مجموعہ ہے اور وہ مردہ کی صورت ہے جو یا ہے جب کھڑا ہے اور دست راست ہنر کشی ہوئی ہے اور دست چپ میں دیو کا سر خوشحال

بچڑے ہوئے ہے۔ راقص بھی ایک ستارہ کا نام ہے۔ خلاصہ یہ ہے لے ممدوح تیرے لئے
علم نے غول کے سر پر حرکت کی اس خوف و دہشت کے مارے سر غول نے اپنی جگہ اڑ دیا
فلک پر راقص کی طرح بتالی *

علو قصر جلالت چناں غلو وارد
کہ آستان درش جفت طاق بالاشد

خلو دست بلند کرنا جہاں تک ممکن ہو سکے۔ معنی شدہ ظاہر +

اگرچہ دوم اورا دو ازیکے کم شد
یکیش آخر مجذور دوش مبدا شد

اس شعر سے تہجیہ کے طور پر اسم قلم کا نکلتا ہے جب کاحرف دوم (لام) ہے۔ لفظ یکے کے چالیس
عدد ہوتے ہیں اور لفظ دو کے دس عدد ہوتے ہیں۔ جب چالیس میں سے دس کو کم کر دیا تو تیس
رہ گئی اور یہ اعداد حرف لام کے ہیں اور لفظ یکے کے چالیس عدد ہوتے ہیں اور یہ اعداد حرف م
کے ہوتے ہیں یہ حرف آخری ہے اور مبدا یعنی حرف اول دو کا مجذور ہے یعنی لفظ دو کے دس عدد
ہوتے ہیں اسکا مجذور تنو ہوا جو عدد حرف (ق) کے ہیں پس مجموعہ (ق) و (د) کا قلم ہو گیا

چناں شکوہ تو زوخمہ بر سر عالم
کہ ماہتاب نیارد بگرد و پیا شد

دیباہ و کتاں سے ہے اس شعر میں ممدوح کی شوکت و عدل کا بیان ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری
شوکت کے سامنے چاند کی کیا طاقت ہے جو کتاں کو پارہ پارہ کر سکے *

ہمیشہ تاشہ انجم ز اوج رفعت خود
بضر و خانہ سرد و زیر تنہا شد
رواق قلعه مرفوع قدرت امین باد
ز کسر ما کہ در ایوان طاق کسرے شد

شہ انجم مراد آفتاب سے ہے اوج و رفعت برج جوزا کی طرف اشارہ ہے زیر کنایہ قمر و خانہ سرد و قمر
سرطان سے مراد ہے جو کہ سرطان برج آبی ہے اس واسطے سرد خانہ کہا رواق یعنی پیشگاہ خانہ خلاصہ

یہ ہے جب تک آفتاب برج جوزا سے برج سرطان میں جا رہا ہے یعنی قیامت تک تیری قلعہ کا طاق ایوان
اُن شگنکیوں سے محفوظ رہے جو نوشیروان کی طاق محل میں واقع ہوئیں تہیں اس واسطے کہ نوشیروان
کا فرخا اُسکے سبب جناب پیغمبر صاحب کی ولادت کے وقت اُسکے محل میں شگنکی واقع ہوئی ۛ

قصیدہ محمد شاہ نخل کی تیغ اور معشوق کی توصیف میں

لعلت ز خندہ شکر از در تر بر گیرد
جز عم از گریہ در بر طبق نہ گیرد

لعل یعنی لب شکر ہی لب شیریں مگر اسے در تر در آبدار سے مراد ہے جریع یعنی مہرہ سلیمانی جو سفید
و سیاہ ہوتے ہیں مراد چشم سے ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق تیرے لب بہ سبب خندہ کے اپنے شکر
دنیا کی موتیوں سے اٹھا لیتے ہیں اور میں بسبب حاصل ہونے ماش دنیاں کے اپنی آنکھوں
اشکوں کے موتی بہا ماہوں ۛ

جز سبز لعل تو بر عارضت اے حور سرشت
ملک فردوس کہ دیدار است کہ کافر گیرد

خلاصہ یہ ہے اے معشوق حور سرشت تیری زلفوں کے سوا جو رخساروں پر ہیں ایسا معاملہ کس نے
دیکھا ہے کہ کافر ملک فردوس کو فتح کر ليوے ۛ

ایک طاق در بارت کہ محیط فلک است
وتر قوس جلال از خط محور گیرد

خلاصہ یہ ہے اے ممدوح تو ایسا دار التہ ہے کہ تیرے رتبہ کی کمان میں خط محور گزرتا ہو جاتا ہے یعنی
تیری بزرگی و جلال نے عالم کو سخر کر لیا ہے ۛ

بر خط محور اگر حریر عزیمت خواند
سی و یک مہرہ زہد ز یک اثرہ گیرد

خلاصہ مطلوب یہ ہے کہ اگر ممدوح افسون کا تعویذ پڑھ کر خط محور پر ہونکے تو اکیس مہرہ زہدین کو ایک اثرہ پاپلا

لیوے ۛ شاہد سلطنت خیمہ ز نگار می را

	در عروسی بقا ستم چادر گیر د +	
قصیدہ زنگاری آسمان سے مراد ہے مگر وہ خرو یعنی گنڈی جو انگر کہہ کے گریبان میں لگاتے ہیں شاہ سلطنت آفتاب کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب وجود و دام عمری کی بقائی حیات کی شادی میں سکی چادر کے لیے اپنی ذات کی گنڈی بناتا ہے +		
	بہر تیغ تو کاندھ صفت میدان خلاف خصم بے دین تو بیدست کہ خنجر گیر د	
خلاف درخت بید کو بھی کہتے ہیں میدان خلاف یعنی میدان جنگ مصرعہ ثانی میں بید درخت کا نام ہے یا مگر کہ ہے آبی معنی بغیر بید یعنی دست یعنی بے ہاتھ یا نو والا خلاصہ یہ ہے کہ تیری تلوار کی سر کی قسم تیرا دشمن بے دین میدان جنگ میں مثل درخت کے ہے یعنی اس سے کوئی کام نہیں نکل سکتا ہے دست و پا ہے خنجر کو بکھر کر کٹ سکتا ہے +		
قصیدہ محمد شاہ بن تخلق کی مح بہار کی تعریف اور معشوقوں کی توصیف میں		
	ز مہر آئنے لولی زن سفیدہ فروش ز فوق خود قصب زرد ماہتاب نہند	
لولی زن - مراد زہرہ سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ زہرہ نے آئینہ دیکھنے کی محبت سے ماہتاب کی زرد چہرہ اپنے سر سے اتار دی اور دستور ہے کہ زمانہ فاحشہ آئینہ دیکھنے کے وقت تماشائیوں کو لولیفہ کو نیکی سے مس کر چادر اتار دیا کرتی ہیں +		
	بجز دو ہندوے سیمیں قبائے من بنو کسیکے بر طبق زرد دور خوشاب نہند	
دو ہندو یعنی غلام مراد دو قسم سے ہے چونکہ آنکھیں رونے رونے سفید ہو گئی ہیں اس واسطے سیمیں قبائے کہا طبق زرد زرد چہرہ سے مراد ہے خوشاب شاک سے مراد ہے معنی شعر ظاہر ہے +		
	روایح روحت ضربش بہ اثر عذوبت ضربے در ذوق ضباب نہند	

روایج باد خوش روحت خوشبو ہا ضربت معنی طبعیت صفت شغل یعنی اندر اس کو کہتے ہیں ضربت معنی شہد
خلاصہ یہ ہے کہ باد شاہ کی خلق و طبیعت کی خوشبودار ہوا میں اپنی تاثیر سے جنفل کی شاخوں میں ہی
شیرینی شہد کی ظاہر کرتے ہیں +

خدا یگانہ جہاں فخر آل بہرامی
کہ مشتری لقبش شاہوہ رکاب نہند

آل بہرامی یعنی اولاد بہرام کی مشتری فاعل نہند کا ہے اور مشتری ستارہ کا نام ہے جو سعد کہتے ہیں

توئی کہ منزل سیمین مہ بر آتش خور
ز بہر بزم تو قلب اسد کیا ب نہند

قلب اسد معنی دل شیر اور ستارہ کا نام بھی ہے خلاصہ یہ ہے کہ تو ایسا عالی مراتب ہے کہ تیری مجلس کے
و اسطے چاند کی سیمین انگلی میں آتش خورشید پر شیر کا دل کیا کرتے ہیں یا اس ستارہ کو کیا بناتے

شریک حلم تو جز قاف کس نشان نہند
و شریک عزم تو در قطب انقلاب وید

و شریک پیک نیز رفتار کو کہتے ہیں قاف ایک پہاڑ کا نام ہے جو دنیا میں سب سے بلند ہے خلاصہ یہ ہے
کہ کوہ قاف میں تیرا سا حلم پایا جاتا ہے اور قطب جو بحیرہ حرکت ہے اس میں بھی تیرا عزم حرکت پیدا کر دیتا ہے

و بریں خنجر تو از خواص آبجیات
ہزار تعبیر در لمحہ سراپ نہند

و بریں معنی چکنا و تعبیر معنی پوشیدن خلاصہ یہ ہے کہ تیری تلوار کی روشنی اس درجہ کی ہے کہ اگر اس کا چمکا
سراپ پر پڑی ہر قسم کی پوشیدگی خامیت آب حیوان کی اس میں ظاہر کر دیوے اور پانیوں کا تو کیا ذکر کرے

ہمیشہ تا بطی بنر کاسہ نذر را
میانہ چہ ناہید وقت آب نہند
لوے قدر ترا آبخناں جلالت باد
کہ بر کنارہ مہ گوشہ طناب نہند

طناب سبز آسمان سے مراد ہے کاسہ نذر آفتاب کی طرف اشارہ ہے چنانچہ سید برج سنبند سے مراد ہی

اسوقت آفتاب برج اس میں ہوتا ہے جسے ہندی میں بہادوں کا مہینہ کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب برج سنبلہ میں جاتا ہے اور پھر قمار قیامت کی شعرائی کے معنی ظاہر ہے۔

قصیدہ ثانی

ہوئے مجھ لالہ دل مرغ نوا خواں را
دہ از سبزہ آرامی چمن کو سایہ دار افتاد

یو معنی خوشبو و عطریات مجھ معنی انگلیشی جس میں کوئلہ وغیرہ جلاتے ہیں از سبزہ آرام وادوں انگلیشی پر سبزہ جلانا اور قاعدہ ہے کہ آسیب زدہ پرافسوں پر کہ انگلیشی وغیرہ جلا کر تے ہیں معنی شعر ظاہر ہے۔

نمکدان زر از ماہی لبوے بڑہ مال شد
چہ شور شہا کہ در بازار نو بہار افتاد

نمکدان زہرہ آفتاب سے ہے ماہی اشارہ برج حوت کی طرف ہے بڑہ کنایہ برج حمل خلاصہ یہ ہے جب آفتاب برج حمل میں جاتا ہے تو بہار کا موسم آجاتا ہے۔

چو دل گل وید از شادی درون باغ جاں شکفت
چو گل زردید از خندہ سناں بروے خارا افتاد

خلاصہ یہ ہے کہ گل کی جان نے بہار کا موسم دیکھا خوشی کے مارے جسم شکفتہ ہو گیا اور جو نہیں گرا ہے اپنے میں زرد کیا تو چٹ خنداں خندیں جا پڑا۔

خروس صبح گرازلعل تاجے دارد او بر سر
خروس لالہ را از مشک خالے بر خندہ افتاد

خلاصہ یہ ہے اگرچہ صبح اپنے سر پر آفتاب کا تاج رکھتی ہے اور رفتی دہشتہ لیکن خروس لالہ ہی پر رونق نہیں کہ مشک کا خال اپنے رخسار پر نہ ہو کر رہتی ہے۔

چو درش از سقف مینا رنگ طشت زر نکار افتاد
فلک را کا سہا ہے نقرہ در ذریا کے قار افتاد

قار معنی سیاہ و سفید اور ترکی میں برف کو کہتے ہیں اور عربی میں قیر کو کہتے ہیں جو ایک قسم کا گوند

خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور کوکب بوقت شب آسمان پر نکل آئے۔

دل دریا سوے لب بر کہ باز آں کشتی تیر
ز موج تیرہ دریاے پرورد بر کنار آمد

دل مراد قلب سے ہے دریا بمعنی یم اور قلب یم می ہوا کشتی زریں آفتاب سے مراد ہے موج تیرہ کثرت سیاحت
شب سے مراد ہے دریاے پرورد آسمان سے مراد ہے باعتبار ستاروں کی یعنی لے معشوق آفتاب غروب
ہو گیا رات ہو گئی اب می نوشی کر۔

انریں خضرے پر جہر جو شیر جرح بر سر کرد
فلک میناے پر گوہر جو تیغ شہر یار افتاد

خضرائی پر جہر مراد آسمان باعتبار کوکب کے سے خلاصہ یہ ہے کہ آسمان سے حیو بوقت بچ اس ظاہر
پس اس حالت میں آسمان مثل تیغ جو ہر دار بادشاہ کے معلوم ہوا تھا۔

ز دستش مرغ زریں را چو در منقار قار افتاد
سر زلف سیاہ شب ہمہ بر تار تار افتاد

مرغ زریں قلم سے مراد ہے زلف سیاہ شب سے مراد سطریں یا سیاہی دوات سے ہے مراد کاغذ سے ہے
خلاصہ یہ ہے جب مرغ زریں قلم کی منقار سے بذریعہ ماقداد شاہ کی سطریں و حرف لکھے جاتے تھے گویا کاغذ
پر تار تار پڑی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

ز توفیقش مشام روح ساز و مخلص اندام
کہ بر نقرہ زرشاخ زعفران مشک افتاد

توفیق معنی زبان مشام روح خود روح سے مراد ہے نقرہ کاغذ سے مراد ہے شبنم زعفران قلم سے مراد ہے

نئے ارش کماں رستم کہ سہم تیرا و چوں دید
مہ سیمیں سپر دریاے اسپیش بغل دار افتاد

خلاصہ یہ ہے کہ امی مدح تو عجب ارش رستم کماں ہے کہ جب ماہ سیمیں سپر نے تیرے تیر کا خوف دیکھا
تیرے کہوڑے کے پیروں میں گر پڑا۔

بدارالضرب سلطانی درم ریزان ملک

نقوش سکه ناست شه دارا مدار افتاد

دارالضرب بمعنی خانہ ضرب جسے ہندی میں لکسمال کہتے ہیں دہم ریزاں سکے بنانے والوں سے مراد ہے خلا
یہ ہے کہ لے بادشاہ تیرے ضرب خانہ یا لکسمال میں سکے زن تیرے نام کے نقش پر دار کا دور و مار کرتے
ہیں یعنی داراجیسا دشا د ان نقشوں کا طواف کرتا ہے *

از آن گل زاطلس نه تیرول آرد زنده ده
که بازش در دل از سودای بزمست خار خاراقد

دہ دہ معنی زرخاں خلاصہ یہ ہے کہ گل چاہتا ہے کہ تیری مجلس میں اپنے زرخونہار کرے دوسرے
یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ گل آفتاب سے مراد ہے اور اگلے نہ ہر دم سماؤں سے ہے اور زرخونہار دہ
ذات آفتاب سے مراد ہے معنی ظاہر ہے

چو یک برج ہزار استون تو صد بے سئون آمد
پسندان در او کوہ را دعوے چہ کار افتاد

ہزار ستون قلعہ مدوح کا نام ہے جس میں بہت سے ستون تھے بے ستون ایک بڑے پہاڑ کا نام ہے جہاں سے فرما د جوئی شیر لایا تھا سندان بالگرگن دہا تہی خلاصہ یہ ہے کہ اے مدوح جس صورت میں ایک ستون تیرے قلعہ کا تنوبے ستون کی برابر ہے پس پہاڑ کا دعویٰ سندان کی برابر ہی فضول و حیا

قصیدہ اوصافِ معشوق کے بیان اور مدح مملوح میں

اشک شفق مثال من زیں دوستاره میرو
چند شب دراز را بر افق شب نهی

اشک شفیق مثال اشک فکلیں سے مراد ہے دوستارہ مراد ہر دو چشم سے ہے شب دراز زلف سے مراد ہے سحر مراد رخسارہ سے ہے یعنی شعر ظاہر ہے

از طبقات جزع من ریخت بسے عقیق
چند دوبارہ لعل را بزر بر گھر نہی

جن برادر چشم سحر مراد، طبقات ہفت پر درہ چشم سحری لمحیہ قرنیہ عنیدہ نگینویہ خلیجیہ خاجیہ علیہ سے مراد برادر چشم سحر

اٹک گلوں کی طرف اشارہ ہے دوا رہ لعل ہر دلب کی طرف اشارہ ہے گہر ندان سے مراد ہے ہر لب راہ ندان دشمن خاموش سیٹھ رہنے سے مراد ہے اور نہ ہنسنے کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے لے معشوق کب تک غم اور خاموش بیٹھا رہیگا اور مجھ سے باتیں نہ کرے گی تیری اس خاموشی نے تو مجھے رولا مارا

عربہ جوے وے پرست تیغ بدست سخت مست
آمدہ کہ سر برمی سر برمی و سر نہی

خلاصہ یہ ہے کہ اے معشوق اس حالت سے جو مصرعہ اول میں بیان کی گئی ہے میرے پاس تو سرخ کئے لئے آیا تھا میں اپنے دل میں خوش ہوا کہ اب میرا سر کاٹے گا اور میں درد و جہاں سے نجات پاؤں گا لیکن یہ نصیب کی غوی ہے کہ تو میرا تباہ حال دیکھ کر بجائے سر کاٹنے کے متواضع ہوا ہے +

مہر تو مہرے نہد بر دل بدر روشن مست
رنگ لقا کجا و بد نقش کہ بر شر نہی

مہر نہاد یعنی منسل کردن و بند نمودن بدر و شر کے لفظ دل کی طرف اشارہ کرتے ہیں خلاصہ یہ ہے لے معشوق تیری محبت مہر دل لگانا اور بند کرنا یعنی آہ و فغاں سے باز رکھنا چاہتی ہے اور یہ بات میرے دل پر خوب روشن ہے کہ محبت کا یہ رازہ صورت پذیر نہو گا کیونکہ تیری محبت کا میرے دل پر مہر لگانا گویا شر آتش پر نقش کشی ہے پس جیسا کہ اس نقش کے لئے بقا نہیں ہے ایسا ہی اس رازہ کے مٹنے پر پاداری ہوگی یعنی میرا دل آہ و فغاں سے باز نہ سکیگا +

بیت کجا نہد فلک سوے تو گر تو روے خو
سوئے جناب حضرت خسرو بکر و بر نہی

بیت کردن بے التفاتی و عدم توجهی کو کہنی یعنی اے مخاطب اگر تو آستانہ مدوح پر اپنا مونہ نہ ملے اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرے تو آسمان کی کیا طاقت ہے جو تیرے بخت سے بے التفاتی کرے

و انکہ شمیم خلق اوچوں بمشام جاں رسد
عنبر گاؤ بجز را ہمنفس نجر نہی

بجز بوی گندہ کو کہتے ہیں گاؤ بجز ایک قسم کی گائے کو کہتے ہیں جو بزم میں ہوتی ہے اور اس میں عنبر نکلتا ہے خلاصہ یہ ہے لے مخاطب مدوح کی خلق کی نسیم اس درجہ کی خوشبودار ہے کہ اگر وہ تیرے دماغ جان میں

پہنچ جاوے اور پھر گاؤ بھری سونگھ لیوے تو غبر بھی بدبودار اور گندہ معلوم ہونے لگی +

کشتی قالب ترا آب رواں جدا کن
گر یم باز گونہ را بر لب خود و گرنہی

واز گونہ یا باز گونہ بمعنی قلب اور یم کا قلب مے ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے اے مخاطب ممدوح ہا
ایسا شرع کا مقلد ہے کہ اگر بموجب حکم شرع کے تجھے ایک دفعہ شراب نہ پینے کا حکم دیوے
اور تو اس پر خیال نہ کر کے بہر دو بارہ بی لیوے پس وہ تجھے اُسی وقت کشتی وجود سے علیحدہ
کر دیگا یعنی قتل کر ڈالیگا +

پشت ترا گردن چنگ بزور بھکنہ
گر تو بر ریشمی رسن پیش پر پشت خرنہی

چنگ ساز کا نام ہے جو خمیدہ ہوتا ہے۔ ولایت میں تار کی جگہ اکثر ریشمی تار لگایا کرتے ہیں چنانچہ یہاں
ریشمی رسن سے یہی مراد ہے خراب فتح ایک چوب کا نام ہے جسکی صورت دیوار کی سی قائم کر کے نہیں
تار لگاتے ہیں ہندی میں اُسے کہج کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے اے مخاطب زمانہ ممدوح سے پہلے
تو نے جو کچھ کیا سو کیا لیکن ہمارا ممدوح ایسا دیندار پیدا ہوا ہے اگر تو اُسکے زمانہ میں ساز کے بجائے
کا ارادہ کرے تو ممدوح تیری پشت کو گردن چنگ کی طرح بزور توڑ ڈالے یعنی تجھے ہلاک کر دیوے

زرا شک و رخ صود او فرق کجا کند خود
گر تو طویلہاے در بر پشت زر نہی

طویلہ بمعنی سلاک و رشتہ در اور مر و ارید کا۔ معنی شعر ظاہر +

زایت فتح شاہ شد نصیب حنائکہ پیش او
رفع حروف قاف راز حرکات جر نہی

نصیب بمعنی استادہ و قائم۔ رفع بمعنی بلند ی قاف کوہ قاف سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ
اے مخاطب ممدوح کی فتح کا نیزہ ایسا بلند و مرتفع ہو گیا کہ بلند ی و چوٹی کوہ قاف کو اُسکی حرکات
میں سے حرکت زیرینہ و لپٹ تصور کرو +

اے شہ آسماں بقا وے مہ شتری بقا

ایک سر پر چرخ را بر قدم چو خورہنی	
خلاصہ یہ ہے لے ممدوح موصوف تو از راہ علوم مرتبہ کے آفتاب کی طرح نحت آسمان کو اپنے قدم کے نیچے رکھتا ہے یعنی اسپر بیٹھتا ہے +	
آیت احتشام را بر علم بقا کشتی رایت احترام را بر کف ظفر ہنی	
احتشام بمعنی حشمت علم بمعنی نیزہ و لشکر خلاصہ یہ ہے کہ لطائی کے دن حشمت کے نفوش نیزہ بقا پر تو کھینچتا ہے اور نیزہ حرمت کو تو نشانہ ظفر پر رکھتا ہے +	
گاہ وز میں دو تہ شود پائے چو بر زمیں ہنی شیر فلک ہناں شود سہم چو بر وتر ہنی	
دو تہ دو تہ بمعنی خمیدہ شیر فلک برج اسد سے مراد ہے وتر بمعنی زہ و چاند کمان خلاصہ یہ ہے لے ممدوح ایسا تو صاحب زور و ہیبت والا ہے کہ اگر تو زمیں پر پانورکھے تو اس پانو کے زور و صد گناؤں خمیدہ ہو جاوے اور اگر تو تیر کو چیل میں رکھے تو اسکی ہیبت سے برج اسد پوشیدہ ہو جاوے +	
سینہ ماہ شفق شود تیر چو در کماں کشتی تیغ ز دست خورق دست چو بر سہر ہنی	
تیر در کماں کشیدن و دست بر سپر ہنادن بمعنی مستعد جنگ ہونا معنی شہر ظاہر +	
طفل مراد ارکن قلب مرا تب جہاں مادر خاک را مکاں بر سر نہ پدر ہنی	
قلب کے معنی واژگوں کرنا اور االثامانہ پر نوا آہٹاں سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے لے ممدوح تو ایسا ہے کہ اگر واژگوئی کی غرض سے مراتب دنیا کی درخواست کرے پس تو حصول مراد کے لئے مادر خاک کو بالائے عرش کے قائم کر دے یعنی دنیا کو بلٹ کر عرش بنا دے اور عرش کو خاک زمیں بنا دے حالانکہ مادر کو پدر پر فوقیت ناممکن ہے +	
قصر حلاوت ار کند قصر مدار آسماں بطلع آفتاب را بر خط باختر ہنی	

دار طرف کا صیغہ ہے یہاں مجازاً اطوارت و درازی کے معنی ہیں۔ مطلع آفتاب مشرق سے مراد ہے
 با حشر مشرق و مغرب دونوں معنی میں متعل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیری بزرگی آسمان کی
 درازی و کوتاہی کرے پس تو مشرق آفتاب کو خط مغرب پر رکھے یعنی اس درجہ کی کوتاہی
 ہو جاوے کہ آفتاب کا مشرق و مغرب ایک ہو جاوے۔ دوم یہ کہ کند کا فاعل دار ہے
 اور مفعول قصر جلال ہے یعنی اگر بالفرض دار آسمان تیرے قصر جلال کو کوتاہ کر دیوے تو اس
 شوخی و جرم کے عوض ہیں دار آسمان کو ایسا کوتاہ کر دیوے کہ مشرق خورشید بھی مغرب بن جائے

رفعت کو وحلم تو بر سر عرش قبتہ زد
 شاید اگر مجبرہ را در عوض کمر نہی

قبتہ کو ہندی میں کلس کہتے ہیں۔ حجر بمعنی کہکشاں۔ کمر بمعنی کمر بند جسے چمکے کہتے ہیں مراد
 کمر کوہ سے ہے اور وہ کمر کوہ کو چمک جو پہاڑ کے گرد اگر دھوتا ہے خلاصہ یہ ہے جو پتھر تیرے محل کا
 پہاڑ جسکی کلسی عرش پر پہنچ گئی ہے بلکہ عرش سے بھی گزر گئی ہے پس تجھے سزاوار ہے کہ کہکشاں
 کو کمر بند کر دیوے کو چمک خیال کرے +

چوں لب یار در دہاں شلخ شکر رواں شود
 اگر کف پائے خویش را بر خس بے ہر نہی

شلخ شکر مراد شلخ نبات سے ہے اور وہ شلخ کی سی صورت کے رشتے جو کوزہ سے نبات پر
 بند ہے ہوئے ہوتے ہیں۔ یا شلخ مراد نیشکر سے ہے۔ رواں بمعنی جلدی جانا خلاصہ یہ ہے
 اگر ہمارا مدوح خس پامال پر پاؤں رکھے تو پیروں کی تاثیر سے خس ایسا شیریں ہو جاوے کہ شلخ
 شکر بن جاوے اور لب معشوق کی طرح دہن عاشق میں جلدی چلا جاوے +

بخت امامت من از تخت تو سر فراز شد
 نام مرا چہ گردد ار بندہ تا جور نہی

امام بمعنی پیشوا۔ تاجور بادشاہ کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ مجھ کو تمام شاعروں کی پیشوا کی سبب
 قرب تخت و باریابی دربار کے حاصل ہوئی پس اب تجھے مناسب خیایاں ہیں کہ میرا نام تاجور و
 بادشاہ اور شاعروں کا مقرر کر دیوے کیونکہ میں تیرا بندہ و غلام ہوں +

قصیدہ رات کے بیان اور محشہ تغلوں کی تعریف میں

نمازِ شام کہ سلطانِ ہند یعنی ماہ
گرفت عرصہ اقلیمِ ہند را بسپاہ

ہند مراد شب یا فلکِ نیلگوں سے ہے۔ سپاہ اشارہ کو اکب کی طرف ہے اور لفظ شام کے بعد
کن محذوف ہے خلاصہ یہ ہے اے مخاطب نماز شام کی ادا کر کیونکہ ماہ کو اکب نکل آئے +

نمازِ چرخِ ہند و قبائے مرا وریہ +
کہ تا جمالِ نہ پوشید ترکِ زرد کلاہ

ہند و مراد شب سے ہے۔ قبائے مرا وریہ کثرت کو اکب سے مراد ہے۔ ترکِ زرد کلاہ دن سے
مراد ہے جسکے سر پر آفتاب کی ٹوپی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک دن یا آفتاب غروب نہیں ہوا
کو اکب نمودار نہیں ہوتے +

منود جوہری شبِ مشتری سودا
ز بہر آنکہ درستِ زرش دہند بیگاہ
زماں ضماں شدہ در سودِ شب زانے نیست
کہ بر درستِ زرش صبح صادق گواہ

جوہری حسب اشارہ ماہ کی طرف ہے باعتبار کثرت ستارگان کے۔ سودا بمعنی خرید و فروخت
درستِ زرش آفتاب سے مراد ہے ضماں بمعنی ضمانت و ضمانتِ خلاصہ یہ ہے کہ جوہری شبِ مشتری
سے سودا کی اسوائے کہ صبح کے وقت قضاء و قدر کے کارکنندگان آفتاب کی اشرفی اُسے دیگے اے
مشتری وہ اشرفی تو خریدے لیکن مشتری اس خریداری میں حالتِ تذبذب میں تھا کہ جو چیز موجود ہے
ہیں اس سے کیونکر خریدوں پس اسکی تسکین کے واسطے زمانہ ضامن بنا اور کہنے لگا کہ اے مشتری سودا
شب میں کچھ نقصان نہیں کیونکہ جوہری شب کی اشرفی نے صبح صادق گواہ ہے +

گرفت روئے زمینِ سرادقِ گلرین
جو چہ سایہ حق آفتابِ عرش پناہ

گرفت یعنی تسخیر کر لیا سر اوق یعنی سر ابروہ و شامیانہ یہاں سر اوق لکھ کر یہ شب سے مراد ہے سایہ حق
و آفتاب عرش پناہ ممدوح سے مراد ہے معنی شعر ظاہر اس شعر سے گریز ممدوح کی طرف ہے :

قضا کو ان و قدر قدرت سے کہ بر ویر او
بہی گدے شود در زماں گدے شاہ

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا ممدوح ایسا قضا کی سی طاقت اور قدر کی سی قدرت والا ہے کہ اس کی درگاہ کے
دروازہ پر شاہان جبار گدا ہو جاتی ہیں یعنی اسکے محتاج ہیں اور گدا فی الفور اس کی بخشش سے شاہ و تو کو لگے

زہے کمان ترا تیر آسماں صد پے
برے چرخ زہے مشتری شدہ ہرماہ

زہی یعنی زہ یا زائد ہے تیر آسمان مراد عطارد سے ہے چپے معنی مرتبہ بمعنی قمر مشتری بمعنی خریدار
یعنی تیری کمان کے چلنے کے لئے عطارد ہر مہینے قمر سے خریدار فلک نہوتا ہے یعنی فلک کو خریدتا ہے
تاکہ ممدوح کی کمان کا چلہ بنا دے :

چو دیدہ انجم از آں بر سر ند پیوستہ
کہ پیش تخت تو چوں حاجباں نہند جباہ

جباہ بمعنی پیشانی نہند کا فاعل انجم بمعنی ستارہ اسی سبب دیدہ کی مانند بر سر بمعنی غالب ہیں
کہ دربانوں کی مانند تیری تخت کی آگے پیشانی رکھتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ تیرا تخت عرش سے ہی پاد
بلندی پر پہنچ گیا ہے اور کو اکب اسکے آگے اطاعت کا سجدہ کرتے ہیں :

غبار خیل تو با خط دلبراں ماند
کہ ہر دو گوشہ خورشید میکند سیاہ

خلاصہ یہ ہے جیسا کہ معشوق کا خط اُن کے آفتاب جیسی چہرہ کو سیاہ کر دیتا ہے سی طرح تیری فوج کا
غبار آسمان تک پہنچ کر آفتاب کو سیاہ کر دیتا ہے بعض سخنوں میں بجائے لفظ خیل کے ملک پایا
جاتا ہے پس غبار ملک سے تحریر خط مراد ہے او خط غبار ایک قسم کے خط کا بھی نام ہے اس صورت
میں یہ معنی ہوں گے کہ تیری قلم کے غبار اور خط معشوقان نے ہر دو گوشہ خورشید یعنی کاغذ و خضارہ
کو سیاہ کر رکھا ہے :

از مہر بزم تو بر چار طاق زنگاری
ز زر سرخ عمود سحر زند خرگاہ

چار طاق ایک قسم کا خیمہ ہوتا ہے جسے راؤٹی کہتے ہیں مراد افلاک سے ہے۔ زند سرخ یہاں شفق سے مراد ہے۔ عمود بمعنی ستون چوباسی خیمہ۔ عمود سحر سفیدی و روشنی سحر ایمراد خط طویل صبح یا شعلہ خورشید سے ہے۔ خرگاہ بمعنی خیمہ خلاصہ یہ ہے کہ تیری مجلس کے آراستہ کرتے کے اشتیاق سے صبح کا عمود زر سرخ کا خیمہ آسمان پر لگاتا ہے تاکہ وہاں تیری مجلس ہو +

سحاب دست تو ہر جا کہ گشت دور باراں
نہات رستہ شود جوں شکر بجائے گیماہ

خلاصہ یہ ہے تیرے ہاتھ کا بادل جہاں کہیں درباری یا گہر باری کرتا ہے وہاں گھاس کی جگہ شکر شیریں پیدا ہونے لگتی ہے +

شبان عدل تو در مرغزار قہاری
بہ شیر دادہ دہاں بند از دم رو باہ

دہاں بند تعویذ کو کہتے ہیں جو کمبریوں کی حفاظت کے لئے بھڑکیوں سے باندھتے ہیں خلا یہ ہے جبکہ شیر رو باہ کی دم کو منہ میں لیتا ہے اور نہیں کھاتا یہی باعث ہے کہ تیرے عدل کی مشابہت نے شیر کے واسطے تعویذ کھدیا ہے +

چو چنگ جملہ رگمہاش بر کنند ز پوست
برون پردہ شرع از زند مخالف راہ

کشیدہ بودن رگہ چنگ در پوست اسکے تاروں سے مراد ہے۔ شین کی ضمیر مخالف کی طرف بھرتی ہے اضمار قبل الذکر مخالف بمعنی دشمن اور نیز بردہ کا نام ہے۔ برون بمعنی ماسوا۔ زند کے معنی مجازاً رود کے لئے گئے معنی خور ظاہر +

کم از ستارہ منودہ بر آستان درت
شکوہ قلعه قلعی عمارت نہ ۳۵

قلعہ ایک پہاڑ کا نام ہے جس سے ارزیر پیدا ہوتا ہے اور ارزیر شیشہ و حبت وغیرہ کو کہتے ہیں

کہتے ہیں اور قلعہ قلعی نہ عمارت آسمانوں سے مراد ہے۔ تاہم معنی نہ معنی شعر ظاہر +

ہمیشہ تا سر زنجیر زلف یار بود
چو ہندو سے کہ بود سرنگوں ز گونہ ماہ

ز رشک اشک اعادی ز رو سے محنت باد
بجو برگ لالہ کہ ہر لفظ سے فدا برکاہ

خلاصہ یہ ہے کہ جینک زلف یار کی ماہ رخسارہ پر آویزاں رہی یعنی قیامت تک دشمنوں کے
چہرہ پر جو محنت قرین ہے حسرت کے اشک مانند برگ لالہ کے جو روئی گاہ پر پڑتے ہیں

یعنی جاری ہیں + قصیدہ صلی کی لعل میں لکھا ہے

ز بے حصار کہ دروے چہ بنا کردند
فلک چور یک کبودی نمود در تگ چاہ

خلاصہ یہ ہے کہ وہ حصار عالیشان اس قدر بلند ہے اور عرش سے اتنا اونچا چڑھ گیا ہے کہ جب
اُس میں چاہ کھودا تو اُس کے نیچے آسمان ایک رنگ کبود کی مانند معلوم ہوتا ہے +

ز شرم خواست نور فتن آسمان بزمیں
ولیک از سر نہر آفتاب گفتش مہ

مہ مخفف مکن کا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آسمان شرم کے مارے زمین پر اتنا چاہتا تھا لیکن
آفتاب نے محبت کے مارے کہا ایسا نہ کر +

خدا یگان سلاطین دیں محمد شاہ
شہے کہ روح امیں را بجو، اوست شرہ

روح امیں جبریل سے مراد ہے۔ شرہ جس کے غالب ہونے کو کہتے ہیں معنی شعر ظاہر +

ز بے ز جو تو بچہ گرفت صورت صفت
نخے بفکر تو نہ غشت از یکے تا وہ

یعنی ممدوح جب تو اپنے ملازموں کو حکم دیتا ہے کہ اس محتاج کو بچہ دیدو تو ملازم بچہ سے
نخے بفکر تو نہ غشت از یکے تا وہ

اعداد پنجہ یعنی ساٹھ سمجھ کر محتاج کو دیتے ہیں پس غرض یہ ہے کہ تیری بخشش کے سبب پنجہ
 نے ساٹھ کی صورت پیدا کر لی ہے اور مصرعہ ثانی میں یہ صورت ہوگی کہ لفظ نہ کے اعداد
 محاسب ابجد پچپن ہوئے اور یکے سے مراد عدد واحد حکما الف ہوتا ہے اور دہ سے مراد
 دس ہیں جسکی صورت الف و صفر کی ہوتی ہے اور جب اعداد مفردات ہندسہ ایک سے دس تک
 جمع کرتے ہیں تو پچپن حاصل ہوتے ہیں اس طرح سے کہ ۱+۲+۳+۴+۵+۶+۷+۸+۹+۱۰
 پس مجموعہ کل کا پچپن ہوا اور جانا چاہئے کہ ایک سے لفظ دہ تک کے اعداد مجموعہ اسماء کے نکال کر
 تقصیر حاصل کرنا چاہئے کہ لفظ یکے کے اعداد چالیس ہوتے ہیں اور لفظ چہل کے اہتیس عدد
 ہوتے ہیں اور صورت اٹھتیس کی آٹھ و تین ہے اور مجموعہ آٹھ اور تین کا گیارہ ہوتے ہیں
 اور یہ عدد لفظ یا یعنی یاسے اسمی کے ہیں اور (ی) کے دس عدد ہوتے ہیں پس لفظ دس کو
 نو سمجھنا چاہئے پس تیرے فکر کی موجب ایک کے واسطے ثبوت ہوئے۔ لفظ دو کے دس
 عدد ہوتے ہیں اور تیری فکر سے دس کے نہ عدد ہوئے اور لفظ سہ کے بیسٹھ ہوتے ہیں پیر
 پنج کو اپنے طور پر چھوڑ دیا بیسٹھ مراد لی کیونکہ ہر دو کے عدد برابر ہیں پیر اس پنجہ کو اپنے
 حال پر رکھا اور اعداد پنجہ کا مجموعہ پنجہ و پنج ہوئے اور لفظ نہ کے بھی پنجاہ و پنج ہوتے
 ہیں پس لفظ سہ سے بھی نو حاصل ہوئے اسی طرح پانچ و چھ وغیرہ سے پچپن حاصل
 ہو جاتے ہیں جو لفظ نہ کے اعداد ہیں پس حاصل مصرعہ ثانی کا یہی ہے کہ عجب تیرا فکر ہے
 کہ ہر گونہ ایک سے دس تک نوی حاصل ہوتا ہے +

زمین بساط کھ پائے تخت ز آلِ روشد
 چوں مہفت فرش مرععر میان نہ خرگہ

سہت کی جگہ بعض نسخوں میں مہشت لکھا ہے اس صورت میں یہ معنی ہونگے۔ ہشت فرش
 آٹھ مہشتوں سے مراد ہے بعض کے نزدیک مہشت مرععر زمین کے طبقوں سے مراد ہے
 پس خلاصہ یہ ہے چونکہ زمین کا فرش تیرے قدموں کے نیچے ہے اسی واسطے زمین آسمانوں
 میں مثل مہشت بہشت کے ہے اور مفرح القلوب ہے۔ مرععر جس میں زعفران پیدا ہوتا
 ہو۔ خرگہ یعنی خیمہ مراد آسمانوں سے ہے +

	<p>حسودیشہ چو در بیشہ خلافت زد ہنادر بر سر خود دست خویش چوں بر سر</p>	
<p>بر مہر یعنی بر با ایک لہ کا نام ہے جس سے ہمارو ٹرہی وغیرہ لکڑی میں سوراخ کرتے ہیں۔ دست بر سر ہنادر بمعنی افسوس کرنا اور اپنی نادانی پر ندامت حاصل کرنا اور ظاہر ہے کہ بر سر آگہ مذکور کے سر پہنچے رکھا کرتے ہیں خلاصہ یہ کہ تیرا دشمن تجھ سے عدوت کرنے سے سخت نادم ہو اب بر سر کی طرح سر پہنچے رکھا کرے</p>		<p>اور افسوس کرا کر</p>
	<p>کنیکہ از دربار تو اجتناب کند ازیں بتر چہ بود لا الہ الا اللہ</p>	
<p>خلاصہ یہ ہے جو شخص تیری درگاہ و دربار سے پرہیز کرے تو لا الہ الا اللہ ہے تمام جہاں میں اُس سے بتر حیوان سنگ و خاک کی مانند کوئی نہیں ہے اس میں کچھ غلطی نہیں بلکہ غلط گوئندہ سے پرہیز کرتا ہوں اور اس قول سے قسم کھاتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ ہے</p>		
	<p>یماں تو تا بابد در جہاں کہ تازہ تراست جناب صدرہ تاپ تو از جہاں صدرہ</p>	
<p>صدرہ نام مقام حضرت جبریل کا ہے جسے صدرۃ المنقبہ کہتے ہیں۔ جہاں بمعنی جنت۔ صدرہ معنی سود فہ خلاصہ یہ ہے اے عروج تو قیامت تک قائم رہو کیونکہ تیرا آستانہ مقام گشت و مرجع صدرۃ المنقبہ کا ہے اور تیرا آستانہ ایسا ہے کہ جہنم سے بھی کئی مرتبہ زیادہ فرو تازہ</p>		
<p>قصیدہ آفتاب کے نکلنے اور رات کے پوشیدہ ہو جانے کا بیان اور مع مطلع</p>		
	<p>باز از کلیچہ زرشد جیب صبح پارہ شعر سیہ بر کرد چرخ بکبود خارہ</p>	
<p>کلیچہ تان کو چاک روغنی کو کہتے ہیں۔ کلیچہ زرشاد آفتاب سے مراد ہے اور صبح کی جیب پارہ ہو جاتا ہے منواری خطوط شعاعی کے یا خط طویل سفید صبح کے کہ صورت چاک گر یاں کی ہو شعاع جاہد باریک ریشمی کو کہتے ہیں۔ شعر سیہ مراد شعر سیہ ہے۔ ہمارے معنی پارہ و خارہ معنی ہے کہ وہ پارہ و خارہ آفتاب خط طویل سفید صبح کا منواری اہل فلک نے جاکر شب کو عالم سے باہر کیا یا اٹھایا</p>		

<p>شرب را کہ بود حامل شیرش رواں شد از مهر خاتون روزش آورد از لعل گاہ ہوارہ</p>	<p>شب کو حامل روز کا کہتے ہیں اور شیر شرب عبارت سفیدی صبح روشنی کو اکب یا شبنم سے مراد ہے گہوارہ لعل شفق صبح سے مراد ہے اور قاعدہ ہے کہ زن قریب زائیدہ کے شیر لپٹان سے جاری ہو جا ہے خلاصہ یہ ہے کہ سب کا باعث محبت شیر رواں ہو گیا اور خاتون دین کاروانی شیر سے ولادت کا وقت عند قریب سمجھا کر اولاد یعنی آفتاب کے لئے گہوارہ لعل شفق کا تیار کر لایا یعنی رات جاتی رہی ستارہ غائب ہو گئے اور صبح کی شفق نکل آئی +</p>
<p>بگرخت لشکر زنگ از حد چین چو بگرفت تیغ بر منہ در کف آں طفل شیر خوارہ</p>	<p>لشکر زنگ سیاہی و تاریکی کی طرف اشارہ ہے اور اگر اضافت لامی ہو تو کو اکب سے مراد ہے چین قریب روز یا مشرق سے مراد ہے کیونکہ مشرق سے چین قریب ہے تیغ بر منہ خطو اشعاعی سے مراد ہے طفل شیر خوارہ مراد آفتاب سے ہے اور ثبوت شیر خواگی کا باعتبار روشنی دن کی ہے معنی شعر ظاہر</p>
<p>بر روی شاہد خور کو مہر شاہ وارد گولی کہ شب سپند نو سینکند دوبارہ</p>	<p>خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات جو مشہور ہے کہ صبح کے وقت ستارہ کم ہو جاتے ہیں غلط ہے بلکہ اصل یوں ہے کہ آفتاب کو مدح کی محبت ہے اس واسطے شب وضع نظر پاکے واسطے ستاروں کی سپند بنا کر آفتاب کے لئے</p>
<p>سلطان ہفت اقلیم داراے چار ملت اے از حصار جاہل نہ قلعہ نیم بارہ</p>	<p>جلاتا ہے + چار ملت چار مذہبوں حنفی شافعی مالکی حنبلی سے مراد ہے نہ قلعہ نو آسمانوں سے مراد ہے بارہ دیو چار کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے اے مدوح تیرے قلعہ مرتبہ کی رو برو نو آسمان تو مثل نیم دیوار کے ہیں اور ہر چہ لہر مذہب کا کہو الہ ہے +</p>
<p>ہشتم رواقی گردوں در طاقی گبرایت نہیں ہزار ضحمت در یک چراغ وارہ</p>	

رواق ایوان مرتبہ دوم کا بنا ہوا ہشتم رواق گردوں کرسی سے مراد ہے کہ تمام کو اکب ثوابت اکبر اور چار
ظاہر و موصود اسیر ہیں چار غوارہ قندیل کو کہتے ہیں جس میں چار غور کہتے ہیں تاکہ ہوا سے محفوظ رہے علامہ
یہ ہے کہ تیری بزرگی کے ایوان میں فلک ہشتم ایسا چہرہ سا ہے کہ ایک چار غوارہ و قندیل معلوم ہوتا ہے
جس میں ہزار شمعیں روشن ہیں +

از خلق نافہ بویت فردوس یک شمامہ
از تیغ روضہ زنگست یک شرارہ

روضہ یعنی سبزہ روضہ رنگ یعنی سبزہ رنگ - مصرعہ اول میں خوبی خلق اور مصرعہ ثانی میں قہر کا بیان

ہے معنی شعر ظاہر +
خرد و بزرگ عصر اند در خلعت تو اینک
گہہ در رواے زردیں گہہ در قبائے خارہ

خلاصہ یہ ہے کہ سب شہر کے اعلیٰ و ادنیٰ تیرے ہی بخشے ہوئے خلعت پہنتے ہیں چنانچہ گہی چادر تیرے
اور گہی قبائے خارہ پہنتے ہیں دوسرے معنی یہ ہیں کہ روائی زرین دن سے مراد ہے اور قبای خارہ
اشارہ شب کی طرف ہے یعنی زمانہ کی خرد و بزرگ شب و روز تیری ہی عنایت کی خلعت میں ہیں +

در طول و عرض ملک باد آں چنانکہ باشد
ز آں چار گوشہ تخت عالم یکے کنارہ

خلاصہ یہ ہے کہ تیرا ملک طول و عرض میں ایسا کلاں ہوئی کہ تمام جہان اُسکے گوشہ و کنارہ کی برابر ہو

قصیدہ خریزہ کی چیتاں اور پنج مدوح میں

چہ چرخست آنکہ چوں گردد دوبارہ
فروریزد ازو عقد ستارہ

باعتبار مدور ہوئے خریزہ کو چرخ قرار دیا چونکہ خریزہ کی قاشیں کرتے ہیں اس واسطے دوبارہ کہا عقد ستارہ
نجم خریزہ سے مراد ہے معنی شعر ظاہر +

بود ہر پارہ بدرے کز کو اکب
ہلاش را محاق افتد ہمارہ

پارہ نصف دائرہ خریزہ کو کہتے ہیں کو اکب دندان خورندگان سے مراد ہے ہلال قاش یعنی خریزہ کی پہا
کی طرف اشارہ ہے محاق یعنی کاستن ماہ ہمارہ مخفف یعنی ہیشہ دوام خلاصہ یہ ہے چونکہ ہلال کو
کسوف نہیں ہوتا اس واسطے بطریق عجائبات کے کہتا ہے کہ وہ عجب چرخ ہے کہ ہر پارہ اُس چرخ کا
ایک بدر ہے کہ کو اکب دندان سے اُسکی قاش کا ہلال کسوف میں ہوتا ہی یعنی ہیشہ دندان کے نیچے کو
کسوف میں ہے + + +

کمانے را کزو سازی
زہ ہے پیدا شود از ہر کنف ترہ

خلاصہ یہ ہے کہ جب تو اُس قاش کو تراشی تو اُسکے ہر کنارہ سے زہ پیدا ہوتی ہے +

ہ طفل تاج او از زر وہ وہ
ہ پیری کسوتش ز رفعت خارہ

طفلی مراد خامی و کوچکی سے ہے مثل نخود کے و زہ جبیل سے زیادہ کلاں ہو جاتا ہے تو کل زند
اُس سے گر جاتے ہیں زردہ وہ یعنی خالص مراد گل سے ہے اور تاج زہ خالص ہی گل سے مراد
جو زورنگ کا ہوتا ہے یہی بنگلی اور کلائی سے مراد ہے ز رفعت خارہ جامہ ریشیں موجدار کو کہتے ہیں

چو او بچگان رومی کس ندارد
نہاں در جوف زریں گا ہوا زہ

بچگان رومی مراد مخ خریزہ سے ہے زریں گہوارہ جسم خریزہ سے مراد ہے جو زورنگ کا ہوتا ہے

معنی ظاہر +
قطع اپنے فخر میں

بنش زین عمار و بر روے آسمان
چزد رشب ہمارہ او را نشان کجاست

یہ تولا مدور کا ہے جو شان بدر چامی میں کہتا ہے چونکہ بد شب چہار دم میں ہوتا ہی اس
بدر چامی کو آسمان پر شب چہار دم کے بدر سے تعبیر کیا معنی شعر ظاہر +

ہر اینست باز در خور بدر صد ہزار

کامد زماں چو او بزباں در فشاں کجاست	
دربالضم اشارہ ہے سخنان لطیف کی طرف خلاصہ یہ ہے کہ بد تو ماہ شب چارم کا ہی اور لاکھ روپیہ کا بدہ یا تہی تیرے ہی لایق ہے +	
چوں بجر کا ملت بہر فن بجوے فضل از لفظ او لطیف تر آب رواں کجاست	
بجر کامل ایک بجر کا نام ہے اس کی ٹھوٹھ دفعہ مغلن آتا ہے جو یعنی جُست و جو کرنا خلاصہ یہ ہے کہ بدر بالاش علم و فضل میں دریائے کامل کی مانند ہے +	
در اہتمام شرع محمد بغیر او مفتی با صلابت و حیدر بیاں کجاست	
اہتمام بمعنی کوشش کا پر دازی او کی ضمیر بدالدین کی طرف راجع ہے اور واضح ہو کہ مسائل تشریح میں قوت بانیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں ملے درجہ کی تھی چنانچہ ان کے حق میں حدیث واقع ہوئی ہے انا مدینۃ العلم و علی بابہا +	
جزوے کہ بر کمان گماں بگزرد بصبح تیر دعاں بر سپر آسماں کجاست	
وہی کی ضمیر بدر کی طرف راجع ہے کمان اول بجاف تازی اور کمان بجاف فارسی خلاصہ یہ ہے کہ باد شاہ نے کہا بدر کی سوا ایسا شخص کہل ہے کہ یقیناً اس کی دعا کا تیر سپر آسمان سے گزر جاوے یعنی مسکن دعا قبول ہو +	
آزرا کہ بادشاہ خطابش چنین کند سگ باشد از زخویش پیرسد کہ جاں کجاست	
خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو بادشاہ مخ الزمان کا لقب عطا کرے اور مہربان میں ممتاز فرمادی اور وہ شہر بادشاہ پر اپنی جان نثاری میں دریغ کرے تو بیشک سگ یعنی کتاب غرض یہی ہے کہ میں بادشاہ اپنی جان نثار کرنے میں دریغ نہیں کرتا +	
قصیدہ ہلال کی تعریف میں اور ماہ رمضان کی مبارکبادی میں	

	پانزدہ تواریہ است کہ بر حبیب کہو د است یا بر سپر سبز ز بیچارہ کمان است	
تواریہ ایک کپڑے کا نام ہے کہ درزی گریبان جامہ و پیراہن سے نکالتے ہیں یہ شعر ہلال کی تعریف میں ہے	معنی شعر ظاہر + معرض مشو از مصحف سپارہ روز کو بر ورق جرم تو موجب امان ست	
معرض بمعنی انکار کرنا و الا طغرائان کے معنی میں ہے جو فریاد پر ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ روزہ داری سے منکر نہ ہو یعنی انکار نہ کر کیونکہ تیرے حق میں روزہ داری باعث امن و امان کا ہے +		
	در جنگ شتو از جنگ کہ مور بختہ ز ایت کز گردن و کیساق کہ گیسوے کشتان است	
جنگ ایک ساز کا نام ہے جو عیدہ پشت و کچ گردن ہوتا ہے زال جسکے مور بختہ یعنی زال جسکے بال باعث منفعت کے گری ہوئے ہوں خلاصہ یہ ہے کہ جنگ کی الفت و محبت چھوڑ دی کیونکہ وہ زال مور بختہ کچ گردن و کیساق ہے اور اسکے بال ٹک رہے ہیں پس ایسی محبت کے لائق و قابل نہیں ہے		
	دف گوش دریدہ کہ بعد زخم طیا بختہ در چوب کشندش کہ ہم از را ہنرنا انست	
چوب اس چوب سے مراد ہے جس سے دف بجاتے ہیں در چوب کشیدن تادیب کرنا اور الفس کرنا ہنرنا بمعنی چور اور راہ عرفاں سے باز رکھنے والی معنی شعر ظاہر +		
	خدمت بدر بارگہ یاد شہی کن کاشجا ہمہ عدل و کرم و امن و امانست	
امن بمعنی بے ہراس ہونا ایسا ہی آمان کے معنی بھی بے خوف ہونیکے ہیں معنی شعر ظاہر +		
	قصیدہ ہلال کی مبارکبادی اور مہج محدود میں	
	افل بجز ان شہنشاہ ست یارب یا ہلال یا بجز یہ شہر سپر سبز از روی زال	

یکلان اسپ صیل کو کہتے ہیں شہر سمرغ سبز آسمان کی طرف اشارہ ہے اگر یہاں زلزلہ رستم کے
باب سے مراد لیجاوے تو لفظ سمرغ کے واسطے مناسب ہے ابروئے زلال ہلال سے مراد ہے حتیٰ

یا کمان کمر باگوں بر زمر دگوں سپر
یا زہ سیمیں کہ دوزخ زنگی بر جیب آل

کمان کمر باگوں ہلال سے مراد ہے اور سپر زمر دگوں اشارہ آسمان کی طرف زہ سیمیں جسے ہندی میں
کنہشی کہتے ہیں مگر ہلال سے مراد ہے جیب آل یعنی گریبان شفق معنی شفق ظاہرہ

آل زماں کز آسماں چو گان سیمیں نمود
گوئے زریں بر سر میدان چرخ آورد

چو گان سیمیں ہلال سے مراد ہے گوئے زریں اشارہ آفتاب کی طرف ہے حال آورد مراد غروب ہونے
سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ جبوقت ہلال نمودار ہوا آفتاب غروب ہو گیا +

لولوے اندود بر بام فلک طشت کبود
غالیہ نے سود بر روئے زمیں باد شمال

طشت کبود آسمان سے مراد ہے غالیہ خوشبودار شے کا نام ہے جو مشک وغیرہ سے مرکب ہے
خلاصہ یہ ہے کہ آسمان نے اپنے کو طے پر لولو آراستہ کئے ہیں اور باد شمال نے زمین کو خوشبودار

کر دیا ہے
کاسے سنا جاتی چو جام از ہجر روزہ خوں گری
وے خراباتی چوے بطل عشرت زن دواں

سنا جاتی معنی دعا کرنے والا مرد پر ہیزگار سے ہے گری گریستن کا امر ہے اور خوں گریستن جام
ابن اعتبار سے کہا کہ میخواروں کا قاعدہ ہے کہ نے نوشی کے وقت شراب کے چند قطرے گرا دیے کہ
ہیں خلاصہ یہ ہے کہ پر ہیزگاروں تمہاری قدر روزہ میں بہت ہوتی تھی اب وہ وقت چلا گیا پس
تم اس کے ہجر میں جام کی طرح گریہ خونیں کرد اور اسے خراباتی نام رمضان کی جانے سے جو تمہاری
می نوشی کا مانع تھا شراب کی طرح عیش و عشرت کے قابض رہو +

ہر کہ گویدے حرامست خون اور داں حرام
ہر کہ گویدے حلالست خون اور داں حلالی

خلاصہ یہ ہے جو کوئی شراب کے حرام ہو نہ کیا حکم دیتے اس کے جسم میں اس کا خون حرام سمجھو اور جو شخص حلال کہے اس کے جسم میں اس کا خون حرام جانو کیونکہ مذہب زنداں میں شراب کو حرام کہنا کفر ہے اس واسطے کہ شراب محبت الہی سے مراد ہے دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ جو کوئی شراب کو حرام کہے اس کا قتل و خون کرنا شترخ کے نزدیک حرام ہے اور جو کوئی حلال کہے اس کا قتل کرنا شرع میں

ہی حلال ہے ۱ اگر ترابا ہوا ست سیلے از ہوا افکن الف
ور ترابا باست سیلے لام را افکن ز مال

ہو اسم ذات خدا تعالیٰ کا ہے اور ہوا ہوس نفسانی کو کہتے ہیں اگر ہوا کے آخر میں سے الف گرا دیا جاوے تو ہوا اسم ذات کا رہ جائیگا اور آل میں سے لام گرا دیا جائے تو آ رہ جائیگا خلاصہ یہ ہے جس وقت ای ہوس کو توڑ دے تو خدا سے وصل ہو جائیگا اور آل میں سے لام گرا دیا جائے تو گویا ترک دینا ہوگا یعنی تبارک الدینا بنجا بیگاہ

۱ با کشیدہ سر جو سوزن از دل آزاری خلق
نقش تکریر جلالت کے در آید در خیال

خلاصہ یہ ہے جب تک تو خلقت کی دل نشانی سے اپنی نموداری باہر نہ نکالتو نقش حل جلالہ کا تیر خیال میں کیونکہ منقش ہو سکتا ہے ۲

قصیدہ عظمت قلعہ اور اسکے معماروں کی تعریف میں

اسے فلک سینت و ملک معمار
در نظر کہنہ جناب آثار

خلاصہ یہ ہے کہ مدوح کا محل فلک نہایت ہے اور فرشتے اس کے معمار ہیں اور نظر ناظرین میں زبرد و شرف و ترقی نام کی کہ کہنہ جناب آثار ہے ۱

خشت زترین آستانہ تو
آقاعہ زرد و کبود حصار

خلاصہ یہ ہے کہ تیر آستانہ نام ہے کہ اس کی خشت زترین و حصار فلک کی جیسی ہے پہلا غور کرنا

چاہیے کہ اصل مکان کی بلندی کتنی کچھ ہوگی :

عرصہ نہ رواق و ہفت اقلیم
چار رکن ترا یکے دیوار :

عرصہ بمعنی میدان رواق محل کہ مرتبہ دوم میں بنایا جاوے نہ رواق نو آسمانوں سے مراد ہے چار رکن بمعنی چار دیواری خلاصہ یہ ہے کہ نو آسمانوں اور ہفت ولایت کی فراخی تیری چار دیواری کے سامنے ایک دیوار کی برابر ہے :

کردہ روح الامیں چو حور العین
در و سقف ترا بدست نگار

حور العین سفید پوست فرخ چہم کی عورت کو کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے جیسا کہ حورین تیرے بام و در کو منتقل کرتے ہیں ایسا ہی روح الامین یعنی جبرئیل اپنے ہاتھ سے نقش و نگار کرتے ہیں :

نقش الیوان تو بر آ و گذر
صوت سندان تو در آ و درار

صوت بمعنی آواز سندان تنگ آہنی جسے ہندی میں کند کہتے ہیں اور جسے دروازہ کے کواڑوں لگاتے ہیں کہ اگر صاحب خانہ کو اطلاع دینی منظور ہو تو کند کھڑکا دیا جائے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے محل پر یہ نقش کندہ ہو رہا ہے کہ لے دیکھنے والے آ اور میرے گردا گرد کرکے تماشا دیکھ اور تیرے سندان یعنی اہرن کی یہ آواز ہے کہ لے ناظرین سیر کے لیے اندر آؤ اور اوروں کو اپنے ہمراہ لے آؤ یعنی تیری نقوش الیوان کے دیکھنے سے ایسا ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے کہ یہی دل چاہتا ہے کہ مکان کے گردا گرد پہر کرے سب کو دیکھنا چاہیے اور تیرے سندان کی آواز سے ایسا ذوق بڑھتا ہے کہ مکان کے اندر جا کر دیکھنا چاہیے :

عالم از دروں بگفت و بگوے
عالم از بروں بگير و بدر

خلاصہ یہ ہے کہ مکان کے اندر داخل غلط و نصیحت کریں مصروف ہیں اور مکان کے باہر جا کر معاملہ سر

حرم آباد نام کردش شاہ
چوں ظہیر الجیوش شد معمار

حکومت ہیں :

جیوش صبح حبش یعنی لشکر ظہیر الجیوش مراد ظہیر الدین سے ہے کہ تیاری مکان کا ہنرمند تھامنی شہنا

یک شبہ ست این دریکہ بدرش سفت
درخور گوش سروران دیار

خلاصہ یہ ہے یہ قصیدہ جو مینے ایک شب میں بنایا ہے لائق ستے سرداران دیار کی ہنر و ہمت اور ہمت اہل

قصیدہ معشوقان مجازی کی مدت معشوق حقیقی کی تعریف کر کے مزہج کی طرح

زآں چشم گیر عبرت کاں در خم دو محراب
بامردمان سر مست آبے ست بے نازی

عبرت کسی کا حال تباہ دیکھ کر خوف کرنا لیکن یہاں خوف کے معنی لیتے ہیں دو محراب دو ابرو سے مراد،
سر مست دومردک چشم کی طرف ہے ابی معنی منکر لیکن مراد بدکار و فاجر سے ہے اگر آپ کی خوش کے
معنی میں لیا جاوے تو سر مست کے وسطے لفظ مناسب ہے بے نازی بطریق لقب کے ہے اُس
شخص کے لئے جو نازی نہیں پڑتا خلاصہ یہ ہے کہ اُس چشم سے ڈرا و خوف کر جو بدکار و بے نازی ہے۔

زآں زلف گیر بندے کا قول شکستہ دل
وانگاہ کرد از حسن با ماہ سرفرازی

خلاصہ یہ ہے کہ اسی وقت شکستہ دلی کے زلف سے حاصل کر کہ پہلے تو وہ شکستہ دل ہوئے اور پھر حسن کے
سبب ماہ پر سرفرازی حاصل کی پس تو یہی اگر تکالیف عشق میں شکستہ دل ہو گا اُس کے نتیجہ میں یہ عشق
حقیقی پر سرفرازی حاصل کرے گا ۛ

رویش نشان روز است آیا برآں کنار
آشفته و دراز است شبہاںش باد رازی

روز شبہ شبہاں شبہ کہ مراد زلف سے ہے عشاق کا لفظ محذوف ہے یعنی اُس کا چہرہ دن کی طرح
روشن ہے اور ہم عشاق سے اُس معشوق کو کنارہ ہے یعنی ہم سے گوشہ گیر ہے اسی سبب اُس کی
زلفیں آشفته و پریشان ہیں دوسرے معنی لکچپ ہیں کہ اگرچہ اُس معشوق کا چہرہ مثل دن کے روشن
ہے لیکن اُس میں یہ قباحت ہے کہ کنارہ رخسار پر شبہاں باد آشفته و سیاہ

ہیں پس بری چیز دستی کے قابل نہیں +

آندم کہ صورتِ قہر شنائے عراق سازد
دستِ بھگیرد ایدل زلفتِ بتِ طرازی

نہی عروق ایک قسم کی لے ہوتی ہے جسکی آواز نہایت بلند ہوتی ہے دست گرفتن یعنی مدد کرنا طرازی سے
چین میں ایک شہر کا نام ہے جو سن خیز ہے خلاصہ یہ ہے جب نے قہرائی کی ہوئی جاو گئی اور قیامت
کے آثار ظاہر ہوں گے تو معشوق کی زلف کچھ مددگار نہ ہوگی پس ایسی معشوق کی طلبگاری بیفائدہ ہی

در بار گاہِ شاہی خدمت گزین کز امرش
موراں کنند ماری چنداں کنند بازی

خلاصہ یہ ہے اے مخاطب بندگی و اطاعت ایسی بادشاہ کی اختیار کر کہ فقط اسکے ادائے حکم سے ضعیف
قوی اور بے عقل لاپرواہ ہو جاوے گا +

در سکہ قبولش زر خلاص گردی
گر نقدِ قلب خود را در تارِ غم گدازی

یعنی اگر اپنی نقدی دل کو جو بری اور ناشایستہ اعمال کے سبب غم اور ہوتا ہو گیا ہے اسکی اشرف
عشق میں گداختہ کرے اور کالیف عشق میں آزمائی تو بیشک وہ نقدی سکہ قبولیت میں زرقاں
ہو جاوے گی خلاصہ یہ ہے کہ اگر تو اسکے غم میں جیسے کالو مقبول جہان کا ہو جاوے گا +

بے واسطہ کند حق ہر صبح این خطابت
کانے تشنہ دل سوے ما آوے مردہ دل بازی

خلاصہ یہ ہے ہمیشہ صبح کے وقت حق تعالیٰ مخاطب ہوتا ہے کہ ہماری طرف راغب ہو اور عبادت کر اور
اے مردہ دل ہمارے غم کی انجیات سے حیات ابدی حاصل کر۔ مزہ دل بیاعت حرص دنیاوی کے +

ز آں روز کا فتابت گردو سیاہ غم خور
تا پیش ہشت میداں بر عرش اسب تازی

خلاصہ یہ ہے مسدود سے ڈراؤ مسدود کا فکر کر جس دن آفتاب سیاہ ہو جاوے گا تو اسکے خیال غم سے
عبادت کر گیا اور ہشتوں سے بھی آگے نکلے عرش پر جاوے گا اور قرب الہی پاوے گا اور راحت حاصل کرے گا +

اگر وحشہ سرائی شبہا چو بدر چای
اطروبہ بقا را ہر صبح دم نوازی

اطروبہ بالفم و چیز جو طرب میں لاوے اشارہ ساز مطربان کی طرف سے خلاصہ یہ ہے جیسا کہ سنا
جگانے سے آواز میں آتا ہے ایسا ہی نیری بقا نوازش عبادت و وحشہ سے تجھے حاصل ہوگی یعنی تو
حیات بدری یا دیگا اور ہمیشہ اقی رہیگا +

گرد و چو گل وجودت گر جہہ اش بیستی
صد لک دہد بحدت گر سوے ال یازی

چون گل یعنی شگفتہ جبہ بمعنی پیشانی یازی صیغہ واحد حاضر کا یا تمہن سے ہی بمعنی درست یازی کرنا
خلاصہ یہ ہے اے مغل لب اگر تو اس مشوق کی پیشانی تاباں کچھ لیوے تو ترے تمام وجود پر گل شگفتہ
ہو جاوے اور اگر دیر مشوق کرے تب تو کچھ اپنا مال کی طرف دراز کرے تو وہ مشوق حقیقی کی طرح خود تجھے کرے
رو پیہ پیکر +

آں تن کہ یکسر از خط شہ کشد سر
صد شاخ باد و فرش چوں شاہنہای رازی

سر کشیدن بمعنی مخرف ہوا صد شاخ بمعنی پارہ پارہ رازی بادشاہزادہ کا نام ہے خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص
ذرا سی بھی تجھ سے سر کشی کرے اُس کا سر شاہ رازی کی مانند پارہ پارہ ہو جاوے +

اے شاعر ارندان اکھا نوع اقوا
بر دفتر مصاور ہذا مغم تو ہندی

اقوا قافیہ کے عیوب میں سے ایک عیب کا نام ہے اور وہ قافیہ کا باعتبار حرکات کے مختلف کرنا ہے
باعتبار حروف کے اکھا بالکسر عیوب قافیہ میں سے ایک عیب ہے کہ حرف روی یا قید کے مختلف چاہو
خلاصہ یہ ہے شاعر اگر تو اقوا اور اکھا جو قافیہ تک کو نہیں جانتا اور شاعری کا دعویٰ کرتا ہے بل کہ
دفتر میں جو علم مصادر ہے میں نے کہ ہوں ورنہ ٹوٹ ہے۔ (واضح ہو کہ اقوا اکھا بھی مصدر ہیں +

قصیدہ عظمت رگاہ و تخت و خیمہ کے وصف اور ممد و علی طرح میں

اے حلقہ درگاہت سر دائرہ عالم

در یک ترقی ملکت صدر صد ملک جسم

دائرہ عالم آسمانِ اعلیٰ سے مراد ہے سر دائرہ عالم مراد عرش سے ہے شق بالکسبہ چیرہ گو کہتے ہیں
مراد بیک ہے جسم مراد سلیمان سے ہو خلاصہ یہ ہے محدود تو ایسا ہے کہ تیری ایک گوشہ ملک میں ملک
سلیمان جیسے تو میدان موجود ہیں و تیری درگاہ کا حلقہ دائرہ جہان کی واسطے سر ہے :

اے پایہ تخت و کرسی فلک ہستم
و من دامن حیرت را سایہ فلک الاعظم

را بمعنی برائے کے ہیں فلک ہستم فلک اعظم خود کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرا تخت اسقدر
بلند ہے کہ اسکا ایک پایہ عرش ہے اور تیرا حیرت اسقدر بلند ہے کہ اپنے دامن کا سایہ عرش پر ڈالتا،

سطح کے وقارت راست ہر نقطہ زحط او
کو ہے است کہ در حرفش صد قاف بود مغم

حرف بمعنی برائے - او کی ضمیر سطح کی طرف پھرتی ہے اور ضمیر مشین کی کوہ کی طرف پھرتی ہے
حرف بمعنی کنارہ قاف پہاڑ کا نام ہی غم بمعنی درج کیا ہوا خلاصہ یہ ہے کہ تیری مرتبہ کی واسطے وہ سطح ہے کہ نقطہ
اُس سطح کی خط کا ایک کوہ بلند و کمال ہے اور اس کے ہر کنارہ پر سینکڑوں کوہ قاف لیٹے ہوئے ہیں :

آں بحر گہر باراست دست کہ گاہ عد
بر سبزه شط اوست دریا فلک یک غم

عد بمعنی شمار شط بمعنی کنارہ - سبزم مراد اندک معنی شعر ظاہر :

روزیکہ مہ رایت افراخت مہ رایت
حور از سر زلف خود بدست برو پر حجم

مہ رایت رے و تدبیر عقل مہ رایت ثانی ماہجہ سے مراد ہے جو طلا و نقرہ کا علم سوز گاتے ہیں
یہ حوریں وزیر تیری رے کے ہاتھ علم کا ماہجہ بلند کیا حور نے اپنی زلف کا پر حجم اُس علم پر بگھا دیا :

گر قہر تو گرداند تاثیر ز خاصیت
ز آتش نہ ہر اسد شیر وزے نگر نزد غم

خلاصہ یہ ہے اگر مودہ کا قہر خاصیت بدل دی تو آگ سے شیر نہ ڈرتے اور نہ شلہ سے غم نہ ہوتا

سب جانتے ہیں کہ شیراز سے بہت دُرا ہے اور شرب پینے سے غم جاتا رہتا ہے +

آں جمعہ کہ از نامت لطفی نہ برد خطبہ
تکبیر اقامت باد با صور قیامت ضم

خطبہ حمد و نعت خطاب نصیحت و عطا اقامت تکبیر کو کہتے ہیں جو امام نماز کے وسط کھڑا ہو کر پڑھتا ہے ضم
بمعنی ملنا خلاصہ یہ ہے کہ وہ جمعہ جو تیسرے نام کے خطبہ سے لطف حاصل نہ کرے یعنی جس جمعہ میں کثیر
نام خطبہ میں دخل نہ ہو اُس روز خلاصہ کرے کہ قیامت آجائے اور تکبیر اقامت کے صور قیامت کے لجاوے

ایں شاخ بناست آں شوراب سرشک غم
ایں آب حیات آں آب دہن از ضم

شاخ نبات وہ شاخ کی صورت مصری کے گوزے جو رشتہ اور تاک کے وغیرہ سے باندھے جاتے ہیں اور حضرت
خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی قدس سرہ کی معشوقہ کا نام ہے شوراب آب تلخ کو کہتے ہیں شوراب سرشک
خود سرشک معنی شعر ظاہر ہے

ایں قہقہہ روح است آں قہقہہ کاغذ
ایں زمزمہ داؤدی آں دمدمہ اردم

روح بمعنی جان اور رحمت و قرآن اور نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام و جبرئیل علیہ السلام کا ہے قہقہہ آواز کا
کو کہتے ہیں دمدمہ نقارہ و دھول کی آواز کو کہتے ہیں اردم ہر وزن ہر دم بمعنی سوراخ بزرگ و بمعنی زنبول
اور بعض نسخوں میں سردم ایک شخص کریمہ صورت کا نام ہے معنی شعر ظاہر ہے

ہر جا دہن مؤمن از فاختہ فاشح شد
ترساے جنب باشد اردم زندانہ اردم

فاختہ نام سورہ قرآن شریف کا ہے جسے سورہ الحج کہتے ہیں ترسا بمعنی ترسناہ نصرانی و تشریح پرست
کو کہتے ہیں جنب مرد بے غسل کو کہتے ہیں الفظ شرط کا ہے مؤمن اپنی ذات سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے
کہ حیوت پر سر نہ دے گا کیونکہ سب کھلیگا میرزا مخالف و مقابل خواہ و خواجہ زندانہ خوانی کا ہے رکھتا ہو میرے
ساتھ ایک کافر پلیدہ ناپاک معلوم ہو گا

شہر مکیہ زروآرد در بارہ داخولت

بر تارک شیر چرخ سر نیچر زند ہر دم

بارہ بمعنی دیوار دخول شاخول کے وزن پر چھوڑ صفحہ جو اکابر و سلاطین کے درگاہوں پر بناتے ہیں شیر چرخ مراد برج اسد سے ہے چونکہ معمول ہے کہ بادشاہوں کے محلوں کے دروازوں پر شیر کی صورت چاندی یا سونے کی بنا کر کھڑے کر دیتے ہیں پس شاعر کہتا ہے کہ تیری باگاہ کے دروازہ پر جو شیر کی صورت ہے برج اسد کے سر پر نیچہ مارتی ہے یعنی غالب ہے +

قصیدہ اس حسن مجازی کی ناپائذاری محشوق حقیقی کی طرف توجہ اور مدح میں

تا کے لے ماہ شفق پردہ پرویں سازی
شام را بر طرف روم پُر از چین سازی

ماہ اشارہ محشوق کی طرف ہے شفق مراد لبوں سے ہے پردین کنایہ دندان شام عبارت زلف روم مراد چہرہ سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ محشوق کبتک لبوں کو دندان کا پردہ بنا لیا یعنی خندہ نہ کر گیا اور عاشقوں سے عنایت و لطف سے پیش نہ آیا لہذا زلف پر شکن کو گنارہ رخ پر دکھا کر دل عاشق کو متاثر کر گیا آخر الاہر یہ فانی ہے +

خسرواں را کہ بجاں شیفتہ وصل تواند
ز آں دو بیجادہ تر لقمہ شیریں سازی

بیجادہ ایک قسم کا یا قوت ہوتا ہے مراد لبوں سے ہے معنی شغوظاہر +

چشم خواباں نمود در خم نوبں جز نہ صا د
الف قامت خود چند شیریں سازی

خم نون مراد ابرو سے ہے سر صا د اشارہ چشم کی طرف ہے الف کنایہ قامت چند معنی کبت تک شیریں کشش شیریں سے مراد ہے جو خمیدہ ہوتی ہے +

عمرہ دوست سنانے ست بزہر آلودہ
دل خود را ز سبب خستہ ثرو ہیں سازی

ثرو میں چھوٹے سے نیزہ کو کہتے ہیں جسکا سر دشاخہ ہوتا ہے معنی شعر صاف ظاہرہ

کوزہ بادہ سفالیست بر آتش تر

	سینہ خویش چراشرب عسلین سازی	
مشرّب یعنی چشمہ عسلین وہ پانی جس سے رخم و مہوایا کرتے ہیں اور اس چیز کو بھی کہتی ہیں جو درختوں کے پائین مثل خون		
	لیک سر سبھا اوراد ملائک گرد و مدحتے کر پے سلطان سلاطین سازی	غیر از کلتی ہوئی شعر طراز
	خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ تو اور بھی مدح کرتا ہے لیکن جیساں مدوح کی مدد کرے تو ایسی طرح سے کر کہ سر سبھا ملائک کا بنجاوے	
	آستان درش آنروز توانی بوسید کہ قدم ہائے خود از تارک بیرویں سازی	
خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ کی دروازہ آستانہ کو تو اسوقت بوسنے سے سکتا ہے کہ اپنے قدم کو سر بیرویں بناوی		
قصیدہ دیگر		
	اے مرغ صبح بال پر فشان کہ جاں گداخت کز چنگ نالہ باز رہ دل بیک نواخت	
خلاصہ یہ ہے اے سالک صبح خیز تعلقات دنیاوی کو چھوڑ دی تیری جان تعلقات دنیا سے گداخت ہو گئی ہے اگر تیرا دل لیکبار ذکر خدا تعالیٰ کا کر گیا پس تو ناؤ کی باتوں جو غم سے بچے لاحق ہوئے ہیں چھوٹ جاوے گا		
	برسخ طباخچہ احداث کے خورد آں کز تھا نواز د و با چنگ غم بساخت	
خلاصہ یہ ہے جس شخص نے خدا تعالیٰ کی محبت کا درد اختیار کیا اور غم کا باج بجا یا وہ پہلا حادثہ اور مصیبتوں کا طباخچہ دف کی طرح کس طرح کہا سکتا ہے		
	صبح از پے جینیت خاص شہنہشی ابن سبز خنگ راز ز سرخ ساخت ساخت	
خلاصہ یہ ہے صبح نے آسمان کو ز سرخ سے آراستہ دیکھا کہ بادشاہ کو قتل گھوڑی کی تیاری کی ہے		
	دو سینہ مرگ بر سر بالین خصم رفت نوم عیش خستہ یافت کہ کس را منی کشناخت	

رفت و یافت کا فاعل مرگ ہے شناخت کا فاعل ختم ہے معنی شعر ظاہر +

قصیدہ حضرت عزوجل کی طرف توجہ

لے دل تیرہ ساغر غم کش
ساغر نے بروے خرم کش

خلاصہ یہ ہے لے دل دنیا کی باتوں دنیا کے فکر و غم دور کر اور حالت خوشی میں شہر آب و محبت الہی کا پیا لہ لوٹ کر

در رہا جام از کفِ موسے
بر سرِ طور عشق دم دم کش

خلاصہ یہ ہے کہ مرشد کامل کی ہدایت سے محبت الہی کا جام حاصل کر لے اور اس جام کو از روی اعلیٰ درجہ عشق کی نوش کر دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں جام از کف ربودن بمعنی غلبہ حاصل کرنا یعنی عشق کے بایں موسیٰ علیہ السلام سے یہی غلبہ حاصل کر اور اسکا فیضان بلند سی عشق کے فسطح کر +

ایں کلیم از کلیم باز ستاں
در سرِ اہتمام بلغم کش

کلیم عشق سے مراد ہے کلیم موسیٰ کا لقب ہے یہاں مرشد کامل سے مراد ہے بلغم نبی اسلام نبیل کے عالم کا نام ہے جو ستیاب لدعات تھا جس نے اپنی خواہش نفس کے وسطے موسیٰ علیہ السلام کو دعائی بددی نہی جس سے موسیٰ علیہ السلام چالیس برس تک آوارہ و پریشان بہرتے رہے پھر وہ بلغم اوشع علیہ السلام کی بڑھ سے مردود ہوا یہاں بلغم نفس سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ کلیم عشق الہی مرشد کامل کی استعانت سے حاصل کر اور نفس کو راہ ایمان پر لائے نکالے و سبب کی بجائے نفس کا ذوق ایمان میں لا +

حور از قصور بیروں آر
روح را ز استین مریم کش

خلاصہ یہ ہے اپنی جان کو جو دوی کے نقصان میں پڑی ہوئی ہے کمال لے اور بعد کا روح المد کو تیرہ مریم سے باہر کر یعنی خدا تعالیٰ کا جلوہ دنیا کی تمام اشیاء میں کھیلے بجھے کہتے ہیں حور مراد روح سے ہے قصور مراد عیب نقصان سے ہے اور مرعہ غنائی میں روح مراد عیسیٰ علیہ السلام سے ہے اور استین مراد

آغوش سے ہے مریم مراد طبیعت سے ہے جو مقتضی معرفت ماسوائے کہ ہوا مل یہ کہ معرفت حق تعالیٰ کے فکر میں لذت نفس کو جاکر اور اسی میں مشغول رہو +

برکش از جیب عیسے آل سوزن
شتران را طویلہ در سم کش

طویلہ رسن ہزار کہتے ہیں جو گھوڑوں کے پانوں میں باندھتے ہیں یہاں قطار شتران سے مراد ہے سم بمعنی سوار سوزن و قطار شتران در سوزن کشیدن مجاورہ ہے کار دشوار لاصل کو ترتیب کرنا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لایذخلون الجنة حتی تلج المحل فی سم الحیاط یعنی کا فر جنت میں نہ مل نہوں گے یہاں تک کہ شتر سوئی کے سوار میں نہ مل ہو یہ تعلیق امورات دنیا میں محال ہے مگر قدرت الہی کے نزدیک کچھ دشوار نہیں ہے غرض عیسیٰ دل و جان سے مراد ہے سوزن اشارہ خیالات دنیا کی طرف ہے جو عروج مراتب حق کے واسطے مانع ہے شتران اعمال ذمہ کی طرف اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ خیال غیر کو دور کر اور اعمال ذمہ کو جنکا بہشت میں لانا یعنی نیکی اعمال کر دنیا کو یا شتران کو سوزن میں سے نکالنا کہ

صبح بسیار میزند خندہ
جیب او گیر سوے ماتم کش

یعنی اے مخاطب تو ایسا دنیا میں محو ہو رہا ہے کہ صبح ہی تیری غفلت پر پہنچی ہو پس تو اختیار کرنے محبت الہی سے ایسی حالت پیدا کر کہ صبح تیری حالت دیکھ کر زبان بارہ کر سوے اور اتنی ہو جاوے +

جل زرتین خنک چارم را
نیم شب در سرین ادہم کش

خنک اسپ موسفید کو کہتے ہیں ادہم اسپ سیاہ رنگ کو کہتے ہیں مراد دل سے باعث گناہوں کے تاریکی کی خلاصہ یہ ہے کہ بوقت نیم شب کے خوب تیار ہونا معرفت الہی سے اپنے دل کو روشن منور کرے جل زرتین خنک چارم مراد آفتاب +

قطعہ ممدوح کے اوصاف میں

اے محمد فروجی زردل و عباس شکو

آبتیس آب و موید و جمشید لوا	
محمد نام ممدوح کا ہے اور اسم مبارک پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جید یعنی شیر درندہ و لقب حضرت علی کرم اللہ وجہہ عباس شیر درندہ اور نام عم رسول اللہ کا ہے معنی شعر ظاہر +	
دُر شد از ابر کف تو عوض نم باران باز ماند است از آں رود بان دریا	
خلاصہ یہ ہے چونکہ ابر دست سے بر خلاف ابرائے جہان کے ہم کی عیون میں گوہر بارندہ ہوئے ہیں پس دریا سے دیکھ کر حیران اور دوہنہ کھلا کا کہلا کر گیا +	
خامہ صاحب دیوان تو در نظم امور شب بروز آ رہا لی شدہ انگشت نما	
خلاصہ یہ ہے کہ تیری کچھری کے حاکم کی فلم کاموں کے بندوبست میں اس نام سے مشہور ہو گئی شب دن	
گرد بر گرد یکے زنجی زربفت سلب رو میاں سر بسر آورده ہمہ ماہ قضا	
خلاصہ یہ ہے تیری کچھری کے حاکم کی انگلیاں فلم کے گرد اگر دایسی معلوم ہوئی ہیں گویا زنجی زربفت بنا کر رو میاں ماہ قضا جمع ہوئے ہیں +	
زرد مار لیت سیہ سر کہ چو در کف آید بر بخ ماہ فشانند ز دہن مور چہا	
زرد مار در قلم سے ہے سیہ براعتار سیاہی اود کے ماہ اشارہ کاغذ کی طرف ہے سورج با خط و سطر میں غیر	
قطعہ دیگر	
سایہ خفے کہ شاہ اختران بندہ راسے تو گشت و در خور است	
خلاصہ یہ ہے ممدوح تو ظل اللہ یعنی خدا کا سایہ ہے کہ شاہ اختران یعنی آفتاب باعث تغلب ہو گیا اس لئے کہ بناد غلام ہو گیا ہے اور یہ بات اسکی منزل اور ہے کچھ نامناسب نہیں ہے +	
چرخ مگر از تخت تو در تاب شد	

بجرجم از دست تو کف بر سر است	
تاب معنی بختاب کف بر سر بودن مراد متحیر ہونا سر کو فتن ہی ماتم کی علامت ہے معنی شعر ظاہر ہے	
تخت آں چرنے کہ در یک برج او نہ فلک کمتر ز جرم اخر است	
تخت کو ایک فلک قرار دیا ایسکے واسطے برج کہا +	
ز یورش القاب سلطانی بس است ہر کجا در مصر جامع منبر است	
شمیر شین کی منبر کی طرف پہرتی ہے ہمار قبل الذا کرتے ہیں جامع جمعہ مسجد کی طرف اشارہ ہے معنی شعر ظاہر ہے	
آتش میخ ترا خاکستر است چشمہا چرخ با آں چشمہا	
چشمہا اشارہ کو اکب کی طرف ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیری تلوار کی آگ ایسی تیز ہے کہ اگر نو آسمانوں پر پڑی تو معد کو اکب کے جلاہوں کو خاک کر دیوے +	
قطع دیگر	
جم بہرام اصل حاکم ملک لے کہ بہرام چرخ چاکر تخت	
جم مراد حضرت سلیمان سے ہے بہرام بہرام کو مراد ہے مدوح جسکی اولاد میں مجھے بہرام چرخ مرخ کی طرف اشارہ ہے جو جلاہ فلک ہے خلاصہ یہ ہے لے مدوح مرخ تیز چاکر ہے اور تو ایک جم بہرام نژاد ہی	
آسمانیکہ چار ماہ نو است بر زمیں میکشد اشقر تخت	
خلاصہ یہ ہے چار ماہ نو یعنی چار دن نخل سم گھوڑکی زمین پر پہنچی لئے پہرتی ہیں وہ تیز لڑی گھنٹا ہے +	
مشری را بر آسمان جلال نور خورشید نخل افسر تخت	
خلاصہ یہ ہے کہ ستارہ مشتری کے واسطے دبدبہ و بزرگی کی آسمان پر تیرے نام کا سایہ نور خورشید ہے	

یعنی جس کا آفتاب کے نور سے کو اکبر گرم ہو جاتے ہیں اس طرح قریب تاج کے سایہ سے ستارہ غایب ہو جاتے ہیں

قطعہ ناصر الدین شاعر کی مذمت میں

ناصر الدین کہ از غلو غلو
مرقد خویش ساخت فرقد را
گفت فائق ستم ز جادو
فضیل بر نیک سے ہند بد را

غلو جہان تک ممکن ہو دست بلند کرنا اور علم حسنی کے اصلاح میں کمال مبالغہ کو کہتے ہیں مرقد یعنی خوابگاہ اور مجازاً قبر کو کہتے ہیں فرقد ستارہ کا نام ہے جو قطب کے قریب ہے یعنی ناصر الدین غایت مبالغہ سے اپنی خوابگاہ عرش پر بناتا ہے یعنی بید بلند کی کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے میں جادو الذر مخترع سے شہرت میں زیادہ ہوں اور غالب ہوں پس وہ بد نیک پر فضیلت کرتا ہے +

نیک باشد اگر دلش رنج
بدر گر گفت نیکی صد را

خلاصہ یہ ہے چونکہ میں نے بہت لوگوں کو نیک کہا ہے اور ناصر الدین کو برا پس اگر اس بات سے اسکا دل رنج ہو تو خوب ہے دوسرے معنی یہ ہیں چونکہ میں نے مدد و حکی بہت سی نیکیاں بیان کی ہیں اور اسے گوئی ممدوح نہیں ملتا کہ مدح لکھتے پس اگر اس بات سے مارے صد کے اسکا دل رنجیدہ ہو تو بہت اچھی بات ہے +

بچوں سلف را ہجا تواند کرد
خلفے کو نداند ابجد را

خلاصہ یہ ہے کہ متناحر اور پیچھے آئیوالا جو ابجد تک ہی نہیں جانتا قدما کی بچہ کو بچہ کر سکتا ہے یعنی ناصر الدین جو متناخرین میں سے ہے اور جادو الذر مخترع منفقہ میں ہیں سے ہے +

خاک بر فرق آنکہ از سر جہل
فرق نیکند از روئے عجب را

مدحی کا سنی عجب یعنی یا قوت و زرخا لہ ناصر الدین کو کا سنی اور جادو الذر مخترع کو یا قوت و زرخا لہر +

سنگ در چشم آنکہ شناسد از مس سوخته ز برجد را	
ز برجد سنگ قیمتی جواہرات میں سے مس سوختہ ناصر الدین زبرجد جواہد النذر فحشری معنی ظاہر ہے	
آف برآں راصدیکہ زیر حنیض رقے داو بُعد ابعدا را	
آف وقف امانت و حقارت کے کلمہ ہیں راصد معنی نجم اور بعد ابعدا نام دائرہ کا ہے جو تمام آسمانوں سے بلند ہے خلاصہ یہ ہے اُس بخونی پرتف ہے کہ عالی کو سافل جانے	
سر کلکش چو مہ دوپارہ کند ورق زرد نہ مجلد را	
ضمیر شین کی مدوح کی طرف پھرتی ہے کن کا فاعل سر کلکش ہے ورق زرد آفتاب سے مراد ہے نہ مجلد مراد آسمانوں سے ہے اور ماہ کی پازندگی پر غایت معجزہ شق القمر کے ہے معنی شعر اظہر ہے	
تا بروز و بشب مناسبت است ہند و پرو ترک امر را	
شب کو باعتبار ستاروں اور کہکشاں کے کہ موی سفید ہیں ہندوی پیر کہا ترک مرد جوان سادہ رومجاز اسکی مراد لی گئی ہے یہ شعر قطعہ ہندی مضمون اسکا شعر آئندہ سے کہیگا جسکے معنی صاف ہیں اسوٹے لکھا نہیں گیا	
قطعہ بدر کو کھانے کے واسطے بادشاہ کا بلانا اور اسکا غدر کرنا	
گفتش احماء یاری است گفت در صحبت تو امید است	
احماء یعنی پرہیز خلاصہ یہ ہے مینے کہا یاری کے سبب پرہیز کرتا ہوں بادشاہ نے فرمایا پرہیز نہ کر کہا تو تمہاری تندرستی کی ہیں امید کامل ہے	
قرص ما خور کہ بہ شوی آرختی بر نرب ز قرص خورشید است	

خلاصہ یہ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ بدر خورشید سے فریہ ہوتا ہے اور توبہی بدر، اور ہم خورشید میں تہیکو ہمارے قوس
فریہی حاصل ہوگی۔ ظاہر ہے کہ خورشید سے ہی بدر کو کمال تہا ہو جیسا کہ القمر ستیفید من نور الشمس +

قصیدہ بختاب مطلوب مقامات موسیقی میں

آخر شب رہ حسنی ساز
صبح دم پردہ رہاوی گیر +

حسینی دوازده مقام موسیقی میں ایک مقام کا نام ہے جسکے گانے کا وقت آخر شب ہے اور رہاوی گانیکا
وقت صبح سے طلوع آفتاب تک ہے خلاصہ یہ ہے کہ مطلوب مقامات مذکورہ اور آئندہ کو انکی دقتوں میں
گاہ اور بعد اسکے مدوح سے سرفرازی حاصل کر +

سپر زربہ نیزہ چوں برسد
پردہ راست گیری تا خیر

سپر زرد آفتاب کے ہے بنیزہ رسیدن ایک نیزہ کی برابر بلند ہونا راست پردہ کا نام ہے معنی شعر ظاہر

چاشتگہ در عراق ساز آہنگ
تا شوی بر سریر عیش امیر

عراق ایک پردہ سرود کا نام ہے معنی شعر ظاہر +

بوسلیکی نواز بعد زوال
لے ضمیر تو آفتاب منیر

بوسلیکی پردہ کا نام ہے جو بعد زوال کے گایا جاتا ہے معنی شعر ظاہر +

روئے گلگون خورچو زرد شود
ساز عشاق و پند من پذیر

عشاق پردہ کا نام ہے روی خور زرد شود جب دو گہری دن رہا جوے کیونکہ جب آفتاب قریب غروب
ہونیکے ہوتا ہے تو زرد ہو جاتا ہے معنی شعر ظاہر +

وقت خشن مخالف بنواز

تا نگو رفتہ با شدت شبگیر	
فخالفک پردہ موسیقی کا نام ہے مخفی شعر ظاہر +	
ورع از پردہ صفا ہاں ساز چوں شہاب افگند ز آتش تیر	
صفا ہاں نام مقام پردہ موسیقی کا ہے شہاب یعنی ستارہ جو آگ کے شعلہ کی صورت آسمان سے گرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ رات کو صفا ہاں گانا چاہیے +	
ساز ہنگام نیم شب لے ماہ در نہاوند از اقلیل و کثیر	
نہاوند نام پردہ کا ہے مقامات موسیقی میں سے خلاصہ یہ ہے تہوڑا یا بہت آدھی رات کے وقت نہاوند گانا چاہیے	
و تکیہ بھی پہنچو چنگ بر در شاہ بنوازش در آ چو شکر و شیر	
یعنی ای مطلوب اجد مقامات مذکورہ کے گانے کے جیسا کہ دروازہ شہ پر نوازش کیجاتی ہے اور نیز شکر نوازش میں آتی ہیں یعنی تقسیم ہوتے ہیں تو بھی نوازش میں آ اور حصول مراتب اعلیٰ کا کر +	
آہنجاں کش بر لطیفش را کہ بنفشہ بروں و مد ز حریر	
بر معنی سینہ اور ضمیر شہین کی مدوح کی طرف پھرتی ہے بنفشہ بمعنی نیلیگوں اور حریر مراد حریر سفید سے ہے کہ اشارہ مدوح کی جسم سفید کی طرف ہے خلاصہ یہ ہے اے معشوق خوش اسلوب سینہ پاکیزہ مدوح کو اپنی بغل میں اس طرح پہنچ کہ زور و سانس سے مدوح کا بدن نیلیگوں ہو جاوے +	
اعل سیاب ریزش از جوید لبوے در سفتہ تو سیر	
اعل سیاب ریزش مراد ہے باعتبار نکلنے منی کے اور ضمیر شہین کی مدوح کی طرف پھرتی ہے در سفتہ مکان مخصوص سے مراد ہے سیر بمعنی روانی و رفتار +	
اکویش تا غنچہ تو شیر مکہ	

از سر خوان استخوان تاثیر

غیر ہراد فرج سے ہے شیر مراد منی خوان استخوان تاثیر مراد آت رجولیت سے ہے کحالت شہوت میں
استخوان کی مانند سخت ہو جاتا ہے یعنی لے معشوق اگر ممدوح کا ذکر تیرے فرج کی طرف میل کرے تو یہی
کوشش کرتا کہ تیری فرج بادشاہ کی منی کو جذب کر ليوے ان اشعار میں شاعر نے استہزا کیا ہے +

قطع مقامات موسیقی کے بیان میں

اصل پرده بجز ده و دو نیست
راست و مایہ مخالف راست

پرده اور نغمہ کی اصل مقام ہے اور وہ بارہ ہیں اور شعبہ اسے دیگر اُن کے فروغ میں راست نامی بھی کرتے
دوازدہ مقام مذکورہ بالتفصیل یہ ہیں اول راست دہم مایہ نیکین کتب لغت اور موسیقی کے رسالہ میں مقام ہند

از عراق و حسینی و عشاق
بوسلیک و مخالفک بنوا است

چہارم مقام عراقی - پنجم حسینی - ششم عشاق - ہفتم بوسلیک - ہشتم مخالفک +

تو نہاوند در صفا ہاں زن
وز راہوی حساب خود کن راست

نہم نہاوند دہم صفا ہاں آزدہم راہوی وغیرہ +

قصیدہ لبت استغنا اور مدح ممدوحین

ماگر چہ دریم قدیم از قطرہ کتریم
ملک دو کون را بیک جو بنی خرم

یم بمعنی درایم قدم اضافت تشبیہی ہے اس شعر میں بیان استغنا کا ہے معنی شعر ظاہر ہے

اور بر کثتم و ہرہ قہر از میان حکم
چوں تیغ مہر نہ شکم چرخ بر دریم

در بمعنی اگر و ہرہ را بنی و در انہی بعضی شمشیر ہو چاک کہ کہتے ہیں اور ہرہ قہر میں اضافت ایمانی ہے اور

اگر میں سر قبر وغصہ میں آجاؤں تو تو آسمانوں کے شکم چڑا لوں +

از نوکِ رمح حلقہ رباعی میر نویم
وز لعل اسب حلقہ کش گوش قیصریم

حلقہ کش گوش بمعنی فرمانبردار نیزہ بازوں کا قاعدہ ہے کہ میدان میں تیرنج وغیرہ رکھ کر لوگ نیزہ سے اس کو اٹھا لیتے

ہیں معنی شعر ظاہر + اینجا کہ عرض مرتبہ خسرواں دہند
دارے تخت مرتبہ صد سکندر یم

دہند کا فاعل قضا و قدر اور یعنی داندہ و صد اسکندر یعنی بہت سے سکندر معنی شعر ظاہر +

قطع مدح میں

یک دانہ در لفظ تراغبین فاحش ست
گر مشتری بنقد دو عالم کند بہا

خلاصہ یہ ہے اگر مشتری ایک دانہ در لفظ کی قیمت میں دونوں جہان بھی دی تو بھی کچھ کم ہو گا اور نقصان نہ

عزیز عزیمت ار سوے گردوں نے دود
ماہی چرخ بر خط محور چو اژدہا

خلاصہ یہ ہے کہ اگر انیسویں درشت تو آسمان کی طرف پہونکے یوے تو استعداد امن امان ہو جاوے کہ ماہی فلک
خط محور میں اژدہا کی مانند بے خوف و خطر ہو جاوے +

ز انساب تست گویر بہرام را شرف
ز القاب تست منبر اسلام را بہا

انساب آباد اجداد سے مراد ہے گوہر معنی ذات کہتے ہیں کہ محمد شاہ بہرام گوہر کی اولاد میں سے تھا لقب ان کلمات
سے مراد ہے جو حمد و ثناء شامل ہوں یا دعا جو جمعہ و عیدین کے خطبہ میں پڑھے جاتے ہیں بہا بمعنی بروز

خنگے است مرتراکز شرفش چو ماکنی
در مغرب اور در زمیہ اف

شرق بمعنی مشرق اور ہا ایک کلمہ ہے کہ چاہے کسوا کہ ہونے کی تیز کر نیکی عورت بولتے ہیں خلاصہ یہ ہے خاص تیرے
ہی پاس یا گھوڑا ہے کہ جب مشرق میں اُسکے تیز کر نیکی سے ہا کا لفظ تو کہے اب تک الف جو ہا کے آخر

میں ہے دسے متصل ہونے ہی نہ پائیگا کہ وہ بچے مغرب میں جا داخل کریگا۔

دعوائے مثل کرو عدو مثل آئے
از بند آہنی نتواند شدن رہا

مثل بالکسر یعنی شاہد و برابر ابتدا میں آئینہ آہن سے بنا تھا خلاصہ یہ ہے جیسا کہ آئینہ باعثِ پرتو و عکس کی
برابری کا دعویٰ کرتا ہے اس طرح جب تیز دشمن نے اہل برابری کا دعویٰ کرتا ہے تو آئینہ کی مانند قیاد آہنی
میں مفید ہو جاتا ہے اور اُس سے چٹکارہ ہی نہیں پاسکتا۔

اے مالہا کہ خصم ز دیوانِ رزق خویش
در سالہا گرفت علیہا و مالہا

مالہا اول مال و اسباب و ثانی مالہا یعنی اُسکی وسطے ضرور ہے اور نقصان ہے اور نہیں ہے فائدہ علی ^{سط}
نسبت ضرر کی اور مالہا میں دہڑے فائدہ فنی کے ہے خلاصہ یہ ہے اے نمود و جو کچھ تیری دشمن نے کپڑی
لذق سے سالہا سال میں مال حاصل کیا ہے پس اُسکو اُسکے لینے سے ضرور نقصان ہے کچھ فائدہ نہیں

طبایح ملک دشمن پُر آرز را بدید
چوں از ناشتنا ز سر خوان اشتہا

خلاصہ یہ ہے کہ تیرے دشمن پُر آرز و پُر حرص خوان اشتہا پریوں ہی بیٹھا ہو اور اسی کچھ بھی نہ دکھایا تھا کہ باورچی موت
اُس سے ملاقات کی یعنی موت آگئی۔

بعد از ہزار سال بام زحل رسد
گر پاسجاں ز قصر تو خستے کند رہا

بام زحل فلک ہفتم سے مراد ہے خلاصہ یہ ہے کہ تیرے تہ کا محل اسقدر بلند ہے کہ اگر پاسبان اُس محل کا
ایک خشت نیچے کی طرف چھوڑ دے تو ہزار سال کے بعد فلک ہفتم پر پہنچے۔

چوں مہر گرچہ سایہ چتر سیاہ است
پیرایہ بند شش بہت و مہفت کشوریم

خلاصہ یہ ہے اگر چہ ظاہر ہمارا تہ ایسا کم ہے کہ مانند آفتاب کے سایہ چتر سیاہ کے ہیں لیکن حقیقت میں اور
ہزاروں معنی کے تمام جہان کو زینت ہماری ذات سے ہے۔

زال زمانہ گرچہ بدستان رستم است
سیمرغ را نیمہ بازوے شہریم

دستان بمعنی مکرو حیلة اور رستم کے باپ زال کا لقب ہے یتیمہ یعنی تقویٰ خلاصہ یہ ہے اگرچہ زال راہ مکرو حیلة سے
رستم کی مانند سب پر غالب ہے لیکن اُسکی زبردستی اور زور کوئی بھیچ نہال ہے وہ میرے طبع میں گنا کیونکہ میں رستم
ہزار درجہ زیادہ ہوں چنانچہ پدر رستم کے واسطے سیمرغ کی حفاظت تھی اور میں ایسا ہوں کہ سیمرغ کے بازوے شہریم

گر مشتری غلام در ماست لایقیم
ور آقاب جام کف ماست در خوریم

مشتری ایک ستارہ کا نام ہے جو سدا کبر ہے خلاصہ یہ ہے اگر مشتری ہمارا غلام اور آفتاب ہمارا جام و خجائے
تو ہمارے واسطے لائق و مناسب ہے +

آشنا کہ بحر فضل طلاطم زند دریم
واشنا کہ شہر علم عمارت زند دریم

چونکہ شرف دریا کا دوسرا انتظام شہر کا دروازہ ہے اس واسطے کہتا ہے کہ علم کے شہر و فضل کے بحر کو بزرگی و شرف میری
ہی ذات سے ہے +

بر یاد شاہد حرم آباد لایزال +
چوں صبح جام مہر بوقت سحر خوریم

خلاصہ یہ ہے کہ خدا کی یاد میں سحر کے وقت مانند صبح کی جو جام خورشید عتی ہے ہم جام محبت کا پیتے ہیں +

در امتثال امر عبادت الہ +
موقوف پنج نوبت اللہ اکبریم

عبودیت اللہ اور نماز روزہ سے پہنچ نوبت نماز پنجگانہ سے مراد ہے اللہ اکبر غنائے وقت کی ہر گھیر طیف اشارہ

وقت نماز خستہ و گریان و بخودیم
گاہ نیاز مفلس و محروم و مضطربیم

خستہ مراد نیاز مند یعنی نماز کے وقت درخ کے خوف یا جوش محبت الہی سے عاجز اور گریان بخودیم
اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں نیاز کے وقت مایہ عبادت سے مفلس و محروم و بیقرار ہو جاتا ہوں +

